

مودری حساب

اور ان کی تحریرات کے متعلق چند اہم

مضامین

تفصیل کے لئے

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ
 شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدنی
 مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدنی
 محدث عمر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری صاحب مدنی
 مولانا مفتی رشید احمد صاحب مدنی دارالافتاء اسلامیہ اہل
 مولانا ملک محمد اختر صاحب مدنی امام حسین ناظم مدنی
 مولانا محمد یوسف مدنی نوی مدنی دارالافتاء اسلامیہ
 اور دیگر حضرات

دارالاشاعت

منہجہ کراچی، فون: ۳۳۶۸۰۱۱

مودودی صاحب اور اُن کی تحریرات کے متعلق چند اہم مضامین

جس میں جماعت اسلامی کے امیر اور اُن کے بانی سید ابوالاعلیٰ مودودی
کی تحریفات اور تبلیغات کا بھرپور جائزہ لیا گیا ہے

لکھنے والے

شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمود زکریا صاحب دامت برکاتہم
مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
محدثہ عصر حضرت مولانا محمد یوسف بنوری
مولانا مفتی رشید احمد صاحب اشرف المدارس، کراچی
مولانا حکیم عرواختر صاحب، ناظم مجلس اشاعت الحق
مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدیر بینات کراچی

اور دیگر حضرات

دارالاشاعت

متصل اردو بازار کراچی ۷

ملنے کے پتے

سعودی عرب

- ۱۔ مکتبہ امدادیہ باب العمرة مکتبہ معظّمہ
- ۲۔ مکتبہ الحجاز المدینۃ المنورہ

پاکستان

- ۱۔ دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۷
- ۲۔ منظری کتب خانہ ۳۳ جی ناظم آباد کراچی ۵
- ۳۔ مکتبہ دارالعلوم کراچی ۱۳
- ۴۔ ادارۃ المعارف کراچی ۱۳
- ۵۔ ادارۃ اسلامیات ۱۹ انارکلی لاہور
- ۶۔ ملک سنز تاجران کتب خانہ بازار فیصل آباد

ہندوستان

- ۱۔ کتب خانہ یحییٰ نظامہ العلوم سہارنپور
- ۲۔ کتب خانہ اشاعت العلوم محلہ مفتی سہارنپور

مکمل فہرست مضامین مودودی صاحب اور انکی تحریرات کے متعلق

چند اہم مضامین

صفحہ	موضوع	پیش لفظ	تاریخ
۳۳	صواب کرام پر مودودی صاحب کی انتہائی غلط تنقیدی روش	۱۱	تقریباً ۱۹۵۵ء
۳۵	راستے وحدت عصر علامہ محمد یوسف بنوری	۱۲	مقدمہ حکیم محمد اختر صاحب
۳۵	مقام نبوت کی تشریح	۱۳	حوالہ جات اور مآخذ
۳۷	سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم	۱۴	راستے عالی حکیم الانت
۴۱	سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی تنقید سے منافی نہ کیا	۱۵	مولانا اشرف علی تھانوی
۴۲	۳ محضرت صلیم کی شخصیت مودودی کی نگاہ میں	۱۶	راستے عالی حضرت شیخ الاسلام سید حسین احمد مدنی
۴۶	صواب کرام کے بارے میں اللہ کی تعریف اور مودودی کا الزام	۱۷	راستے عالی حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ
۴۹	مودودی صاحب کبھی قطعی کا اعتراف نہیں کرتے	۱۸	اکابر دیوبند کا مشفق فیصلہ
۴۹	مودودی صاحب کی خیانت	۱۹	راستے حضرت مولانا فخر الدین عارفی
۵۰	مودودی صاحب کا صواب پر الزام	۲۰	راستے حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ
۵۱	مودودی صاحب کے متعلق بھارتی و غیر	۲۱	مودودی صاحب کی فقر و قسوت میں کوتاہ عمل
۵۲	لغشوں کی ابتداء احمد بنیاد کے اسباب	۲۲	مودودی صاحب کے فقہی کیا سات غیر معتبر ہیں
۵۳	مودودی صاحب کی زندگی کا پس منظر	۲۳	مودودی صاحب اور حکومت الہیہ ایک سیاسی نعرہ
۵۴	جماعت اسلامی سے توبہ و استغفار	۲۴	راستے مولانا سید مہدی حسن
۵۶	مودودی صاحب کی شخصیت کے انکشاف کا راز	۲۵	مفتی دارالعلوم دیوبند
۵۶		۲۶	راستے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب
		۲۷	صدر دارالعلوم کراچی

۸۷	انبیاء علیہم السلام کی ترمیم	۵۹	رہنے والے حضرت علامہ
۸۸	موردی صاحب کا عقیدہ		سید سلیمان ندوی
۹۲	تشریف آستان		رہنے والے شیخ التفسیر
۹۶	حدیث بخروسی ہے	۶۰	مولانا احمد علی صاحب لاہوری
۹۷	سخن رحمان و رحیم رحمان		رہنے والے مولانا مفتی
۹۷	جماعت اسلامی کے سوا سب	۶۱	محمد نور الحسن ٹنگری مدظلہ
۹۷	طریقے غلط ہیں		رہنے والے مولانا حضرت مولانا
۹۷	جماعت اسلامی کی کیا جاتی ہے۔	۶۱	محمد منظور نعمانی مدظلہ
۹۷	تخریب ہی تخریب		جماعت اسلامی سے بیزاری
۹۸	مذہب موردی	۶۳	اور غلطی
۹۹	تقلید گناہ سے بھی بدتر ہے		جماعت اسلامی سے عبرت
۱۰۰	جدید اسلام کی تعمیر	۶۳	علیہ دگر میں سب سے بڑا سبق
۱۰۰	امیر کا مقام		مولانا منظور نعمانی کو جماعت میں
۱۰۱	تقلید اور غلطی میں فرق	۶۵	مشرکت کا سبب
۱۰۲	موردی صاحب امدار کا نام		مولانا منظور نعمانی کی گفتگو
۱۰۳	موردی صاحب امداد کا ذکر	۶۶	مولانا مسعود عالم ندوی سے
۱۰۳	موردی صاحب اور مجھے		رہنے والے مولانا سید ابوالحسن علی صاحب
۱۰۳	بہن الاختین	۶۷	ندوی
۱۰۳	موردی صاحب اور رشید	۶۹	مولانا عبدالباقی ندوی
۹۲	موردی صاحب اور تخریب اسلام		مولانا عبدالباقی ندوی کا
	موردی صاحب کی ایک تحریر	۷۰	دوسرا بیان
۹۳	لاٹکسی ٹوٹو		رہنے والے مولانا مفتی رشید احمد
۱۰۵	موردی صاحب اور رحمان	۷۰	صاحب و امت پر کاہم
۱۰۶	موردی صاحب اور کفر		موردی صاحب امداد
۱۰۶	موردی صاحب اور مرکز اسلام	۷۳	تخریب اسلام
۱۰۸	موردی صاحب صرف دو سوال		معاذ حق کی قیاس میں مشاطہ
	تجدد و سیاست - از مولانا	۷۷	کہاں جیتے جا رہے ہو
۱۱۱	محمد ابراہیم شیخ الحدیث	۷۷	معارف آیات و احادیث
	غفلت بھائی کلام - از مولانا	۸۱	انہما و تعلیم کے لئے ضروری امور
۱۱۳	حکیم محمد اختر صاحب	۸۳	اہل حق کی جماعت
	مقام صحابہ عظمیٰ مولانا	۸۴	جماعت اسلامی کا دہل و فریب
۱۱۴	مفتی محمد شفیع سے اقتباسات	۸۴	تخریبی کارروائی

۱۳۳	کالیغی	حضرت محمد مصطفیٰ کی طرت	
	مورودی صاحب فاضل مصنف	۱۱۳	سے امام کا قول
۱۳۲	کی نظریں	۱۱۵	امام احمد ابن حنبل کا قول
۱۳۴	سچہ دیں فتنہ نہایت		امام مسلم کے استاد امام
۴۵	جہالت اسلامی کے کارنوں پر غور کر	۱۱۵	ابو ذر غفاری کا قول
	مورودی صاحب کی نگاہ کے پیش	۱۱۵	علامہ حافظ ابن تیمیہ کا قول
	وجود شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد	۱۱۶	حضرت امام مالک کا قول
	مدنی کا مکتوہ امیر جماعت اسلامی	۱۱۶	علامہ حافظ ابن کثیر کا قول
	کے نام	۱۱۶	حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما
۱۶۳	صحابہ کرام کی چند خصوصیات	۱۱۶	حضرت عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ
	اقتباسات کتاب مقام صحابہ	۱۱۸	شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانی
	از مولانا مفتی محمد شفیع	۱۱۸	حضرت عثمان غنی رحمہ اللہ
	قرآن و سنت میں مقام صحابہ	۱۱۸	علامہ حافظ ابن عبد البر کا قول
۱۶۵	کا خلاصہ		بہادریٹ مبارک میں صحابہ کی
	صحابہ کرام کے بارے میں	۱۱۹	بڑائی سے بچنے کا حکم
۱۶۵	اجماع امت کا فیصلہ	۱۲۰	ایک غلط فہمی کا انکار
	مستشرقین کو جواب دہ	۱۲۱	گستاخانہ تلوار کا ایک نمونہ
۱۶۶	نمود اعتراض	۱۲۳	اصلاح معاشرت کا سنوٹ طریقہ
	اسلام میں الزام و جہز افش		مورودی صاحب کی بھابھ رسول
۱۶۷	کے حاملان قبول	۱۲۳	سے کمال دعا و ست
۱۶۸	بعض مسلم اہل قلم پر انصاف	۱۲۳	مورودی صاحب سنی پارٹنری
۱۶۹	صحیح اور غلطانہ طرز عمل		مورودی صاحب پر حیثیت
	بعض مسلم اہل قلم کی مشاجرات	۱۲۵	وکیل، مستغاث
۱۶۹	صحابہ میں عظیم الشان پیش		مورودی صاحب کچھ
۱۷۱	تاریخی حیثیت کا ذکر و رد پہلو	۱۲۶	حشر کا فکر کریں
	حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہما	۱۲۶	خطرناک دھوکہ شرمناک فریب
۱۷۲	ارٹ اور گراوی		مورودی صاحب کی خیانت اور
	مولانا مفتی محمد شفیع صاحب کی	۱۲۸	بغض صحابہ
۷۳	درد مستند از گذارش	۱۲۹	نہرست چند کتب بڑے خوام
	انبیاء علیہم السلام اور		مولانا محمد اسحاق صاحب ندوی
	صحابہ کرام مورودی صاحب کی	۱۳۳	کی کتابت اقتباسات
۱۷۵	نظرمیں		حضرت سید عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما
	از مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ		اور دوسرے صحابہ سے مورودی صاحب

فتہ مودودیت

از حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا
رامست برکاتہم

- ۱۹۱ مقدمہ فتہ مودودیت
- تقریب مولانا الحاج مفتی محمد الحسن صاحب
- ۱۹۹ تقریب مولانا الحاج مولانا محمد اسعد صاحب
- ۲۰۰ آغاز کتاب فتہ مودودیت از شیخ الحدیث
- ۲۰۱ مودودی صاحب کے مضامین کے دیپٹر
- ۲۰۲ مولانا مودودی کی تفسیر الراءۃ
- ۲۱۰ قرآن وحدیث کے پرانے ذخیرے
- ۲۱۱ تفسیر الراءۃ کی مذمت، احادیث میں مودودی صاحب کے نزدیک
- ۲۱۳ عبادت کا مفہوم
- ۲۱۶ عبادت کے متعلق چند احادیث نبویہ
- حکومت الہیہ کی حقیقت
- ۲۲۳ مودودی صاحب کے الفاظ میں
- ۲۲۹ عروشہ نشینی اور خلوت
- مودودی صاحب کے یہاں
- ۲۳۲ عبادت کی حیثیت
- احادیث کے بارے میں مودودی صاحب
- ۲۳۹ کے تشکوکات ایک خیالات

- ۲۳۸ جماعت کے لئے پڑھنے کے واسطے
- خطراتک نماز
- ۲۵۱ مودودی لکھنؤ میں دین و عبادت کا استہزا
- ۲۵۰ دین و عبادت کے متعلق چند آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ
- ۲۵۱ امام مہدی کے متعلق مودودی صاحب کی تحقیقات
- ۲۶۱ ہمارے مہدی کے متعلق چند احادیث
- ۲۶۲ جاہلیت و ربیانیہ
- ۲۶۳ حضرت اقدس مدنیؒ کی تردید
- ۲۶۵ کینہ اٹھانے
- ۲۶۸ مودودی صاحب کی طرف سے منہاج نوریہ
- ۲۶۹ اطلاع برائے
- محمد علی تھری کے مسئلہ میں
- ۲۷۸ مودودی صاحب کی تحقیقات
- ۲۹۰ جوہر فی التوحید کے باب میں قبلہ کے اقوال
- مودودی صاحب کا تہنہ پر
- ۲۹۳ ایک بدترین الزام

مکتوبات شیخ الحدیث بلسلہ کتب مودودی ۲۹۶

- ۲۹۶ مکتوبہ ۱ ایک سائل کے جواب میں
- ۳۰۲ مکتوبہ ۲ (بلسلہ کتب مودودی)
- ۳۰۲ ان کتب کی اجمالی فہرست جو جلد دوم اسلامی اور مجسم کے ہائی کی تحریرات اور
- ۳۱۱ انکار و آراء کے بلکہ میں بھی نہیں
- ۳۱۶ ضروری وضاحت

پیش لفظ

اما بعد! بسم الله الرحمن الرحيم نحمدك يا وئصبني على رسوله الكريم
 پیچوہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ العالی ثم ما جرونی دامت برکاتہم کی کتاب
 "فتنہ شورویت" اور جناب مولانا محمد اختر صاحب مدظلہ العالی کی کتاب "موردی صاحب اکابر کی نفس"
 شہرہ منورہ ہے اس سے قبل یہ دونوں کتابیں پاکستان اور ہندوستان میں شائع ہو چکی ہیں عرب الحکم حضرت شیخ
 الحدیث دامت برکاتہم دونوں کو یکجا شائع کیا جا رہا ہے مذکورہ بالا دونوں رسالوں کے آخر میں حضرت
 اقدس شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کا ایک مکتوب گرامی ملحق کر دیا گیا ہے، ہندوستان سے کسی
 صاحب نے تبلیغی جماعت اور جماعت اسلامی کے طریق کار کے بارے میں کچھ لکھا تھا اور بعض وجوہ سے
 جماعت اسلامی کو ترجیح دی تھی۔ مثلاً یہ کہ وہ پورے دین کی دعوت دیتی ہے اور سیاسی حالات سے بھی
 باخبر رہتی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث مدظلہ العالی ان کو جو جواب لکھوا تھا اس کی نقل اس مجموعہ میں شائع کر
 دی گئی ہے۔ بانی جماعت اسلامی جناب سید ابوالاعلیٰ موردی کے افکار و خیالات ان کی کثیر تعداد و تصنیفات
 میں پائے جاتے ہیں چونکہ وہ ایک مصنف ہی نہیں بلکہ وہ ایک جماعت کے بانی بھی ہیں جس کی وجہ سے
 ان کی کتابیں بہت زیادہ تعداد میں شائع ہوئی ہیں اور جماعت اسلامی کے حضرات بڑی محنت اور
 کاوش کے ساتھ موردی صاحب کی کتابوں کو اور ان کے افکار و خیالات اور تحریرات کو پھیلاتے رہتے ہیں۔
 جماعت میں شرکت کی بدولت دنیا میں ہر موردی صاحب کے افکار و خیالات کی دعوت دینے کے مترادف ہے
 اگرچہ جماعت کے افراد ناقصوں کو بہانے اور بکالنے کے لیے یہ کہتے ہیں کہ جماعت اور موردی صاحب دو چیزیں علیحدہ
 علیحدہ ہیں کوئی ضرر دیتی نہیں کہ جماعت اسلامی کے افراد موردی صاحب کے افکار و خیالات سے ہماری طرح متعلق ہوں
 لیکن حقیقت یہ ہے کہ جس شخص کے پیچھے جماعت کا وجود ہو اور جماعت کا بانی اور امیر ازل ہو اعلیٰ طور پر جماعت
 سے تعلق رکھتا ہے اس کے افکار و خیالات کے مخالف نہیں ہو سکتے جس کا تجربہ ہے، شاہد ہے کہ موردی صاحب جماعت موردی
 صاحب کی ذہنی خلقی میں مبتلا ہے۔

جب حضرات علمائے کرام کھانے میں موجود ہیں صاحب کی تحریرات و تصنیفات اقدس اور ان کے مضامین نظر کے لئے
 تو شرعی طور پر ان میں جو چیزیں قابلِ اعتراض تھیں ان کی نشاندہی کی لیکن جناب موردی صاحب نے ان پر کوئی توجہ نہ دی

خود موردی صاحب اور انکی جماعت ان قبائل اقراضی چیزوں کو ناقابل رجوع سمجھتے تھے اور سمجھتے ہیں ان سے توفیق کے قبول کو ٹکلی امید نہیں ہے حکومت سلطنت کے لئے پوری کیفیت بیان کرنا صلیبی کی ہم نوا دہائی سے جسکی وجہ براہِ قریم اُختلے رہتے ہیں۔
 اس امر کو کہ ان میں ان کتابوں کی درست علیٰ حق کو دیکھتی ہے جو موردی صاحب کے انکار و خیانت کی تردید میں بیان کی جاسکتی ہے اسے
 میں لکھی نہیں ایسی کتابوں کی تعداد بہت ہے ادا ان کے ناموں کا استیجاب بہت دشوار ہے ہم صرف انہی کتابوں کی فہرست پیش
 کر رہے ہیں جو بحالت میں تیار ہوئی ہے ان میں جناب مولانا ابوالحسن بنوری اور جناب مولانا منظور نعمانی اور جناب حکیم عبدالرحیم انصاری
 اور جناب وحید الدین طغان صاحب اور جناب شمس الحسن صاحب مدنی اور جناب انور احمد صاحب ہوری اور جناب حکیم عبدالرشید
 صاحب سرگرمی کی تحریرات زیادہ قابلِ توجہ ہیں کیونکہ محضرت جماعت اسکا حق صرف لکھیں تھے بلکہ جماعت کے مصنف اہل کے
 دامیوں کے تھے بلکہ ان میں بعض حضرات میں جو جماعت کی تائیس میں شریعت کے بعض حضرات جماعت کیوں علیحدہ ہوتے انہوں میں
 کے اسباب منقول لکھے ہیں جو کہ دیگر کے بعد سے چکے ہیں ایسے اگلی گراہی زیادہ فقیر ہے جماعت اسلامی کے اصحاب کوئی بات
 ماننے کو تیار نہیں ہوتے ہم علماء کرام کی گرفتار و فاسقوں اور ناقلین کی تحریروں اور جماعت کے لئے طائے حضرات کے مضامین طلب حق
 کیلئے مشعل راہ ضروری ہیں علامہ سیدی بن شاہد والی صراطِ مستقیم۔ آج کل جماعت اسلامی اجماع نے یہ بات اٹھائی ہے
 کہ جناب موردی صاحب نے تحریرات کے خلاف کچھ شائع کرنا مسلمانوں کے اتحاد کو ختم کرنے کے مترادف ہے ہم ان کے عزم
 کرتے ہیں کہ مسلمان اچھے خاصے غیر متقسم ہندوستان میں رہتے تھے موردی صاحب نے اپنی تحریروں سے تفریق زیادہ ڈال کر اسے
 وحدت دیکر ایک یا زور مسلمانوں میں پیدا کر دیا موردی صاحب تو اس دین سے چپے گئے ان کی جماعت کے بزرگ اتحاد
 کے علمبرار فرما رہے ہیں انہیں چاہیے کہ اس بات کا اعلان کر لیں کہ موردی صاحب نے جو طوائف کے خلاف ہر کچھ تحریروں نے لکھے
 اور حضرت امیر اکرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صاحب اکرام علیہم السلام اور حضرت مجددین اکرام علیہم السلام کے خلاف ہر کچھ لکھا ہے وہ
 صحیح نہیں ہے اگر وہ اس کی بہت کر لیں تو آج ہی اتحاد ہو جاتا ہے۔ نیز جماعت کے اصحاب یہ جو کہتے ہیں کہ موردی
 صاحب کی ذات اور جماعت اسلامی درجہ نہیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ مذکورہ بالا اعلان کرنے سے اس کا بھی یقین ہو
 جائے گا کہ ان کی یہ بات کم از کم ان کے نزدیک تو صحیح ہے۔ یہ بات بھی واضح کر دینا ضروری ہے کہ باطل کے
 ساتھ اتحاد محمود نہیں تو واقعی کے لیے اور حق کے ساتھ جو اتحاد ہو وہی محمود ہے۔

واللہ اعلم بالصواب والارشاد

احقر محمد اقبال ہوشیار پوری

نزیلی مدینہ منورہ

(خادم حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُحَمَّدٌ ﷺ وَصَلَّى عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ

موردی صاحب اکابر امت می تطریبی حقائق و بصائر

تالیف

حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ

مجاز بیعت حضرت مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم
و خادم خاص حضرت مولانا عبد الغنی صاحب حمزہ علیہ

از اکابر خلفاء

حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا محمد اشرف علی صاحبزادہ شرف

مضامین اکابر امت

- (۱) حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانہ لکھنؤ
 - (۲) حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی
 - (۳) حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی
 - (۴) حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم
 - (۵) حضرت مولانا ظفر احمد صاحب غزنوی
 - (۶) حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم
- دارالعلوم دیوبند
- (۷) حضرت مولانا مفتی محمد امجد علی صاحب مدنی (مفتی عظیم دیوبند)
 - (۸) حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دامت برکاتہم، مفتی اعظم پاکستان
 - (۹) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری دامت برکاتہم
- مؤسس مدرسہ عالیہ دیوبند
- (۱۰) حضرت علامہ سید سلیمان صاحب ندوی
 - (۱۱) حضرت مولانا احمد علی صاحب ریلوی
 - (۱۲) حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب دامت برکاتہم، صدر مفتی دیوبند
 - (۱۳) حضرت مولانا منظور نعمانی دامت برکاتہم، مدیر تھانہ لکھنؤ
 - (۱۴) حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں دامت برکاتہم، تہم ندوۃ کتبہ
 - (۱۵) حضرت مولانا عبدالبارکی صاحب ندوۃ
 - (۱۶) حضرت مولانا مفتی رشید احمد دارالافتاء شرف المدارس
- ناظم آباد سابق شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی
- (۱۷) حضرت مولانا محمد اسحاق صدیقی ندوی
 - (۱۸) سابق مستم و شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنؤ
 - (۱۹) مکتوب گرامی : حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی

تقریظ از

علامہ عشر محدث کبیر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری

دارالت بریلو بمبیس مدرسہ عربیہ بنیادین کراچی و صدر دفن مدرسہ
بریلو و ایب تبس ختم ہونے پاکستان
لحمہ اللہ لرحمہم

کرمی من خیرہ، محترم مولانا یکم محمد اختر صاحب زیادت معایہم کا مرتب
کیا یہ سالہ اکابر است اور مولودوی صاحب "دیکھ دو خوش سو" اس
سے کہ اس پر ثوب و در میں سب سے بڑا فتویہ ہے کہ ایمان کے زول کا خطرہ
یہ سوا در سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ اس قسم کے فتوے سے بچنے کی کوشش ہو
مولودوی صاحب کے رسائل و کتابت میں ایسے خزانگہ مولود

۱۱ خطراتِ قبیرت موجود ہیں جن سے جدید سل جو اقدار علوم دین سے
ناواقف ہیں وہ مگر ہی وصال ہی نہیں کفر صریح میں مبتلا ہو جاؤ گے۔
عصر حاضر کے اکابرین امت کی رائے امت کے سامنے پیش کرنے سے ایک ہم فرینہ
پور ہو جاتا ہے۔ اکثر اکابر کی رائے اس وقت کی ہے جب کہ مولودوی صاحب کی
تفسیر تفہیم القرآن اور خلافت و ملکیت جیسی کتابیں وجود میں ہیں آئی تھیں
لیکن ابتدائی دور میں چند ہی مقالات و تالیفات سے اپنی نور ایمانی و فراست
ایمانی سے فتنے کے عواقب کو نہ ڈر گئے اور اگر بعد کی چیزیں سامنے آجائیں تو شاید

نہ دو ہر امت کے ساتھ اور شدت کے ساتھ کچھ فرماتے بہر حال یہ مجموعہ آرا کا ہر
وقت ۱۵۰ تقاضے تھے تو موصوف نے اذکیا اللہ تعالیٰ قبول فرمایا، وراعت کو
ہر بیخ و بن سے کات عطا فرمایا، آمین۔ اور آرزو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مودودی
مذہب کو بہ توفیق نصیب فرمائے کہ صاف صاف ان ضلالت سے توبہ کر کے
عدت حق کریں وراعت قلم سے اس رجوع اعلان کریں کہ اس کا خاتمہ بھی
ہائیر ہو اور تندرہ نسل ہیں ان کی تالیفات سے مزید گمراہی میں مبتلا نہ ہو۔
اور حدیث غزوہ بدر میں سقیا الامم نام نہ نہ سئمہ فعلید و فرما ہا و ذر من
عمل منہ لعدو کے باب عظیم اور خسران عظیم سے بچائے در تو ہی بالحق کا
ہے تقاضا ہے کہ حق نوائے آہم مسلمانوں کو صحیح سمجھ اور صحیح عمل کی توفیق نصیب
فرمائیں آمین۔

محمود یوسف بنوری عفا اللہ عنہ

یکشنبہ و شہان ۱۳۹۶ھ

۷ اگست ۱۳۹۶ھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُقَدِّمَةٌ

اما بعد! احقر محمد اختر عرفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ احقر سے بعض
 جناب جماعت اسلامی کی قومی خدمات کی تعریف کرنے پر سوال
 کرتے تھے کہ اس میں اکابر اُمت کی کیا رائے ہے اور ہم کو کیا
 کرنا چاہیے۔ اُمت کی اس پریشانی اور تردد کو حل کرنے کے
 لئے دل میں یہی تقاضا ہوا کہ اکابر اُمت جو علم دین کے مستند
 ماہرین ہیں اور اُمت کے سوادِ غفلت، ان کی حیات میں اور
 بعد المات بھی ان کے آراء و فتویٰ پر اعتماد کیا ہے ان کو ایک
 رسالہ کی صورت میں جمع کر دیا جائے تاکہ ہر سائل یا متردد اور
 طالب حق کو پہنچے اس جماعت کے ساتھ الٰہی یا تہِ دن یا
 اس کے صراطِ مستقیم پر ہونے نہ ہونے کا فیصلہ کرنا آسان ہو جائے
 اللہ تعالیٰ اس مختصر رسالہ کو اپنی رحمت سے اُمت کے لئے
 نافع و ہادی فرمائیں اور قبول فرمائیں آمین۔

القاص محمد اختر عرفا اللہ عنہ

حوالہ جات اور مآخذ

- ① اشرف السوانح : (حضرت خواجہ مجذوبی)
- ② فقہ مودودی : مصنفہ : حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب دامت برکاتہم - مطبوعہ کربھی
- ③ عادلانہ دفاع : مصنفہ : مولانا سید نور الحسن بخاری
- ④ صراط مستقیم (ایڈیشن دوم)
- ⑤ مرکاتب سلیمان : مولانا مسعود عالم ندوی - مطبوعہ لاہور
- ⑥ حق پرست علماء کئی مودودی سے تار و تنگی کے اسباب
- ⑦ کلام طیب : محبوب المطابع برقی پریس دہلی
- ⑧ مائتہ بینات : کربھی
- ⑨ منصب نبوت اور ان کے عالی مقام حاملین
(مولانا ابو الحسن علی ندوی)
- ⑩ جماعت اسلامی سے مجلس مشاورت تک
مورخ مسطور نعمانی - مدینہ نقون - ناشر مورخا قرادین
- ⑪ جماعت اسلامی سے مخالفت کیوں ؟ (مطبوعہ ڈھاکہ)
- ⑫ مکتوب ہدایت : مطبوعہ کتب خانہ ۱۰۶۱ ازبہ دیوبند
- ⑬ مودودی اور ایک ہزار علماء : مطبوعہ ملتان
- ⑭ ترجمان الاسلام - لاہور
- ⑮ رسالہ عربیہ - الاستاذ المودودی (مطبوعہ کراچی)
- ⑯ مصنفہ : حضرت مورخ محمد یوسف بخاری دمت برکاتہم
- ⑰ استقلالِ ضروری - مطبوعہ رامپور

رِائے عالی حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(نحوالہ ترجمان الاسلام لاہور ۳۰ دسمبر ۱۹۵۵ء) حضرت مولانا حماد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ قادری سجادہ نشین ہائے جی شریف نسل سکھ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت تھانوی کو کسی نے مودودی کا رسالہ ترجمان دیدیا آپ نے چند سطریں پڑھ کر ارشاد فرمایا کہ باتوں کو نجاست میں طائر کہتا ہے، طائر کی باتیں ایسی ہی ہوا کرتی ہیں یہ فرمایا در رسالہ بند کر کے رکھ دیا اور خاتمہ السوانح ص ۳۴ میں تحریر ہے کہ حضرت تھانوی نے فرمایا کہ میرا دل اس تحریر کو قبول نہیں کرتا۔

رِائے عالی حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

جماعت اسلامی اور مودودی صاحب کے متعلق کسی سائل کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ یہ جماعت گمراہ جماعت ہے اس کے عقائد بل سنت والجماعت اور قرآن و حدیث کے خلاف نہ دوسرے سوال کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اس جماعت کے ساتھ مل کر کام کرنا اور تعاون کرنا درست نہیں ہے۔ اس جماعت کی کوشش اس اسلام کے لئے نہیں جو کہ واقعی ہے بلکہ ایک نام نہاد مودودی صاحب کے اختراعی اور نئے اسلام کے لئے ہے۔ یہ لوگ علم مسلمانوں کو دھوکہ دینے اور اپنا ہمد بنانے کے لئے اسلام اور دین کا نام لیتے ہیں۔ ناواقف لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ اصل اور دیندار ہیں ان کے رسائل اور کتابوں میں یہی پیرائے میں دہ بد دینی اور الحاد کی باتیں مندرج ہیں جن کو ظاہر بین اور ناواقف انسان سمجھ نہیں سکتے۔ وہ بالآخر اس اسلام سے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے اور امت محمدیہ جس پر سارے تیرہ سو برس سے عمل پیرا رہی ہے

بالکل غنی اور میسر ہو جاتا ہے۔

اپنی حضرات سے میدود ہوں کہ اس فتنے سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے سکوت اور غفلت اور چشم پوشی کو روانہ رکھیں بلکہ حسب سناد درختے کہ انہوں نے گرفت است یائے
بہر دے شت بر آید نہ جاسکے
ہوں بدو جبہ کام میں لائیں گے

حسین، محمد غفرلہ ۱۱ جمادی ثانی ۱۳۷۰ھ

دارالعلوم دیوبند

رائے عالی حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی

(مکتوب ہدیت ص ۲ مطبوعہ کتب خانہ عزیزیہ دیوبند)

مودودی جماعت کے افسر مودی بول لائی مودودی کو میں جانتا ہوں وہ کسی
معین اور مستند علماء کے شاگرد اور فیض یافتہ نہیں ہیں مگر جو ان کی نظر اپنے مطالبہ
کی وسعت کے لحاظ سے وسیع ہے، ہم دینی رجحان نہجت ہے۔ اجہرہ کی شانیت
ہیں ہے اسی وجہ سے ان کے مضامین میں بڑے بڑے علماء کے اعلیٰ بلکہ صحیح
کہ ہم پر بھی اعتراضات ہیں اس لئے مسلمانوں کو اس تحریک سے علیحدہ رہنا چاہیے
اور ان سے میں چوں رابطہ نہ رکھنا چاہیے۔ ان کے مضامین میں ہر دکش اور
چھہ معلوم ہوتے ہیں مگر ان میں وہ باتیں دل میں ٹپکتی چلی جاتی ہیں جو طبیعت
کو آزد کردیتی ہیں اور ہر مکان اسلام سے بدظن کر دیتی ہیں۔

(مفتی) محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ

دہلی

مودودی جماعت اور اُس کے لڑیچے کے متعلق

حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی دامت برکاتہم کا
۲۰ سال قبل ۱۹ اردی الحجہ ۱۳۷۷ھ کا خط

(بنام حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب نظام مجلس شریعت حق بکرچی)
مکرم و محترم حکیم صاحب زادت من زلکم

بعد سلام مسوس بریں۔ مرید چاہیں جس میں اس کا کارہ کا خیال مودودی جماعت
اور اس کے لڑیچے کے متعلق دریافت فرمایا کیلئے اس سے تعجب ہو اس کا کارہ کا
اختلاف تو ہندوستان میں پانچ سو سے زائد ہے، اگست ۱۹۵۱ء جو کہ برسوں سے
جمیعت دراکار عیسائیوں کے دیوبند و منہر علوم کا متعدد فیصلہ شائع ہوا تھا اس پر
تاریخ بھی دستخط میں اور وہ مضمون یہ ہے :

مودودی جماعت اور جماعت کے لڑیچے سے عام لوگوں پر یہ اثرات مرتب
ہوتے ہیں کہ انہریت کی تبلیغ سے آری، وہ بے تعلقی پیدا ہو جاتی ہے
جو عوام کے لئے مہلک و گمراہی کا، علت ہے جو جماعت اس کو مولیٰ
سمجھتے ہیں ان کو غالباً جماعت کے افراط سے اعتدال کی قربت سی آتی جس
سے ان کو مسرت و کاندھل نہیں ہونا بہر حال یہ کارہ اس جماعت
میں شرکت یا ان کے لڑیچے کے پڑھنے کو مسلمانوں کے لئے اتالیقی

مفسر سمجھتا ہے۔

فقط والسلام محمد کریا مظاہر العلوم سہارنپور

۱۶ ذی الحجہ ۱۳۷۶ھ

نوٹ | حضرت شیخ الحدیث کی تفصیل رائے اور آپ کا عالمانہ محاسبہ لفت

مودودیت میں ملاحظہ فرمائیے جو آپ کی اس موضوع پر محرکۃ آثار تفسیف ہے۔

سہارنپور۔ لاہور۔ کراچی میں طبع ہو چکی ہے۔

تنبیہ | اصل مکتوب گرامی حضرت شیخ الحدیث صاحب کا مجلس انشاء الحق میں محفوظ ہے۔

اکابر دیوبند کا متفقہ فیصلہ

دفعہ چہتم تھا بن۔ دہلی میں بنیاد پھر گت شہر علیہ کرم کے ایک
 اجتماع میں مودودی کے متعلق جب ریل بیسٹھادار مودودی صاحب کی حیات
 و رحلت اسلامی کے لٹریچر سے ماؤں و گوں۔ جو اہل مراتب موتے میں کہ ان کے
 بدیت کی، قیام سے آر دی اور بے تعلقی بہد موحان سے جو عوام کے لئے ہندک
 اور مگر ہی کا باعث ہے اور دس سے وابستگی رکھنے کے سے صبی بہ کرم اور اسدنی مظلوم
 سے جو تعلق ریاض سے اس میں کمی آتی ہے نیز مودودی صاحب کی بہت سی تفہیقات
 غلط ہیں ورنہ اموی سے ایک جدید فقہ بلکہ بنی کی ایک محدث اور نے
 رنگ کی بنیاد پڑ جاتی ہے جو تین سو مسلمانوں کے لئے مضر ہے سہلے ہم ن اموی
 اور ان میں متفق نہ کر یک کہ مظلوم اور مسلمانوں کے لئے مضر سمجھتے ہیں ورنہ اس سے
 بے تعلقی کا اظہار کرتے ہیں۔

دستخط حضرات شریکائے اجتماع

حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب دہلوی شیخ الاسلام حضرت مولانا
السید حسین احمد صاحب مدنی حضرت مولانا قاضی محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم
دیوبند حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب مہتمم مظاہر العلوم سہارنپور حضرت مولانا
ذکریاء صاحب بنی لحدیث مظاہر العلوم سہارنپور حضرت مولانا احمد سعید صاحب لہری
حضرت مولانا سعید رضا صاحب مفتی مظاہر علوم سہارنپور شیخ رشید حضرت مولانا
فیض احمد علی صاحب دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب لہری

حضرت مولانا سید محمد میاں صاحب مکتف ست اندر رضی

منقول از ماہنامہ دارالعلوم ذی قعدہ سنہ ۱۳۳۰ھ ص ۲۹

روزنامہ نعتہ دلی ۳ رکت ۱۳۵۰ھ

شیخ العرب العجم حضرت مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں

اب تک ہم نے موردی صاحب در ان کتبات نام ناد جماعت اسلامی کی ہونی غلطیوں کا ذکر کیا ہے جو تہائی درجہ میں مری سے اب ان کی قرن تریف اور عادت عجمہ کی کھلی ہوئی غلطیوں کا ذکر کریں گے جس سے صاحب طر موبائیگا کہ موردی صاحب کا کتاب دُست کا بارہ ذکر فرما دھونگہ ہے وہ نہ کتاب کو مانتے ہیں اور نہ سنت کو مانتے ہیں بلکہ وہ حالات سلف میں ایک نیامدیب بنا رہے ہیں اور اسی پر توں کو حیلہ کردوزخ میں دھکیں ایا جانتے ہیں (موردی دستور اور عقائد کی حقیقت ۴)

شیخ الاسلام حضرت مولانا بشیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

موردی صاحب نے شیعہ میں حدیث کثیر کے متعلق جب یہ کہا کہ یہ کستانی مسلمانوں کے لئے رضا کارانہ طور پر کئی سی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قتل دینا چاہتے ہیں نے ان کو تو فرمایا :

بعض احباب نے مجھے ترجمان القرآن کا وہ ترجمہ دکھا جا جس میں آپ نے کسی شخص کے خط کا جواب دیتے ہوئے جنگ کثیر کے متعلق سے خیالات شرعی حیثیت

سے ظاہر فرمائے ہیں جنگ کشمیر کے اس نازک لمحے پر آپ کے قلم سے یہ تحریر
 دیکھ کر مجھے حسرت بھی مونی و رشید یقین بھی ہوا کیونکہ میرے نزدیک اس معاملہ
 میں حبسے ایسی مہمک لغزش مونی ہے جس سے مسلمانوں کو عظیم نقصان
 پہنچنے کا احتمال ہے۔

روزنامہ احسان لاہور

۱۱ جنوری ۱۹۴۷ء

ارشاد گرامی مخدوم، اعلیٰ حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

عید حضرت تھوڑی بہتم خیر امداد اس قدر

موردی در س کے مقیمین کے بعض مسائل خلافت اہل سنت و جماعت
 کے ہیں۔ سلف صالحین کے اتباع کے منکر ہیں۔ لہذا بسندہ ان کو منع
 ہے۔

حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی سابق دیر معارف قلات کی
 رائے گرامی

موردی صاحب کی تحریرات پر نگاہ ڈالی۔ موصوف کے متعلق حق
 کا تاثر یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جوئے اسلام سے مطلق نہیں۔
 اس لئے جس کو اپنے ذہن پر لانا چاہتے ہیں جس کے لئے صل اسلام میں ترمیم ناگزیر
 ہے لیکن اس کا چھپا، بھی ضروری ہے۔ اس لئے وہ اپنی اس ترمیم کے تحریری
 عمل کو انشاء پر دینی اقامت دین کے نعروں، یورپی طرز کے پروپیگنڈا
 کے پردوں میں چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس تحریری عمل کے محرکات
 دو ہیں۔ نفسی تغلی اور نفداس خبیث اللہ۔ دعوام میں بھی ان دونوں ہی پر
 میں مبتلا افراد کی کمی نہیں۔ یہی بالنی ہرنگی دائرہ تحریک کی توسیع کا اصلی سامان ہے

فرمان عالی شان سوتہ العما حضرت مولانا نصیر الدین صاحب شیخ الحدیث غوث غوثی
 خلیفہ حضرت مولانا حسین علی صاحب
 مودودی خیر اور نعمتیں کراہ و گمراہ کرنے والا ہے ۔

استاذ العلماء حضرت مولانا عبدالحق مدظلہم شیخ الحدیث و بانی
 دارالعلوم حقانیہ کورہ خشک ضلع پٹنہ و
 بسم اللہ الرحمن الرحیم
 مودودی کے عقائد اہل سنت و جماعت کے خلاف اور گمراہ کن ہیں
 مسلمان اس فتنے سے بچنے کی کوشش کریں ۔

رائے عالی حضرت مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی مدظلہ

صدر جمعیت علمائے پاکستان ڈھاکہ

۲۱ رجب ۱۳۷۳ ۶۶ھ

کرچی سے ایک صاحب نے حسب ذیل استفسار مولانا ظفر احمد عثمانی کے پاس بھیجا ہے
بتائے بغیر کہ یہ عبارات کس کی ہیں۔

استفسار کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع میں اس مسئلہ میں کہ ایک
شخص نے عقائد خود اس کے الفاظ میں حسب ذیل ہیں۔

۱۔ یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ شارع نے غایت درجہ کی حکمت اور کمال
درجہ کے علم سے کام لے کر اپنے احکام کی بجا آوری کے لئے زیادہ تر ایسی ہی صورتیں
تجویز کی ہیں جو تمام زمانوں اور تمام مقامات اور تمام حالات میں اس کے مقاصد کو
پورا کرتی ہیں لیکن اس کے باوجود بکثرت جزئیات ایسے بھی ہیں جن میں تغیر حالات
کے لحاظ سے احکام میں تغیر ہونا ضروری ہے۔ جو حالات عہد رسالت کے ہوں اور
عہد صحابہ میں عرب کے اور دنیا سے اسلام کے تھے لازم نہیں کہ تین وہی حالات ہر
زمانے اور ہر ملک کے ہوں لہذا احکام اسلامی پر عمل کرنے کی جو صورتیں ان حالات
میں اختیار کر لی گئی تھیں ان کو جو بہرہ تمام زمانوں اور تمام حالات میں قائم رکھنا
درمعارض اور حکم کے لحاظ سے ان کے جزئیات میں کسی قسم کا رد و بدل نہ کرنا ایک طرح
کی رسم پرستی ہے جس کو درجہ اسلامی سے کوئی علاقہ نہیں پس معلوم ہوا کہ جزئیات میں
دلالت النقص اور اشارۃ النقص تو درکنار صراحتہ النقص کی پیروی بھی تفقہ کے بغیر
دست نہیں ہوتی اور تفقہ کا اقتضار یہ ہے کہ انسان ہر مسئلہ میں شارع کے مقاصد

اور مصارف پر نظر رکھے، اور کسی لحاظ سے جزیات میں تغیراتوں کے ساتھ ایسا تغیر کرنا رہے جو شارع کے اصول تشریع پر مبنی ہو اس کے طرز عمل سے قرب ہو۔
 مگر اہل روایت نے جو خدمت اپنے ذمے لی تھی وہ دراصل یہ تھی کہ قابلِ اتہام و ذرائع سے نبی کریم کے عہد سے متعلق قتنا مواد ان کو بہم پہنچے اس سے جمع کر دیں۔ چنانچہ یہ خدمت انہوں نے انجام دی اس کے بعد یہ کام اہل روایت کا ہے کہ وہ نفسِ مصنفین پر غور کر کے ان روایات سے کام کی باتیں خذ کرے اس لئے یہ دعویٰ کرنا صحیح نہیں ہے کہ بخاری میں جتنے احادیث درج ہیں ان کے مضامین کو بھی جو کاتوں بلا تنقید قبول کرنا چاہیے اس سلسلے میں یہ بات بھی جاننے کی ہے کہ کسی روایت کے سندِ صحیح ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اس کا نفسِ مضمون بھی ہر لحاظ سے صحیح اور جوں کا توں قابلِ قبول ہو۔

۳۔ سنت کے متعلق مولانا لوگ سمجھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ اپنی زندگی میں کیا ہے وہ سب سنت ہے لیکن یہ بات ایک بڑی حد تک درست ہونے کے باوجود ایک حد تک غلط بھی ہے، اور اصل سنت اس طریق عمل کو کہتے ہیں جس کے سکھانے اور جاری رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے، اپنے نبی کو مبعوث کیا تھا اس سے شخصی زندگی کے وہ طریقے خارج ہیں جو نبی کے بحیثیت ایک انسان ہونے کے یا بحیثیت ایک شخص ہونے کے جو انسانی تاریخ کے خاص دور میں پیدا ہوا تھا اختیار کئے جو امور آپ نے عاذۃً کے ہیں انہیں سنت بنادینا اللہ تعالیٰ دنیا کے انسانوں سے یہ مطالبہ کرنا کہ وہ سب ان عادات کو اختیار کریں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا ہرگز یہ نشانہ تھا۔ یہ تعریف ہے جو دین میں کی جا رہی ہے۔

۴۔ (دجاں کے متعلق تفصیل جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے)

ان امور کے متعلق جو مختلف باتیں حضور سے منقول ہیں وہ دراصل آپ

کے قیاسات ہیں جن کے بارے میں آپ خود شک میں تھے۔
 سوال۔ سوال یہ ہے کہ مذکورہ ملاحظہ فرمائیے والے شخص صحیح معنوں میں
 مسلمان اور متبع سنت کہلاتے گا یا منکرِ احادیث؟ اگر منکرِ احادیث کہلانے کا
 تو اسلام میں اس کا کیا مقام ہے؟ اگر ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج اور ملحد
 بد دین ہے یا نہیں؟

جواب۔ بظاہر یہ شخص منکرِ احادیث ہے مگر دائرہ اسلام سے تو خارج
 نہیں مگر گمراہ اور مبتدع ہے۔ اسے یہ شخص سے مسلمانوں کو دور رہنا چاہیئے۔
 اس کی باتوں پر ہرگز اعتماد نہ کرنا چاہیئے اس کو جہلِ اہلِ جہنم چاہیئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
 ۱۱/۱۲/۱۳

عبارت باوجود ابوالاعلیٰ مودودی صاحب امیر جماعت اسلامی
 کی ہیں حوالے حسب ذیل ہیں :-

۱۔ تفہیمات حصہ دوم صفحہ ۳۲۵، ۳۲۶

۲۔ ترجمان القرآن بابت اکتوبر نومبر ۱۹۵۴ء صفحہ ۱۱۳، ۱۱۴

۳۔ رسائل مسائل صفحہ ۳۱، ۳۲

۴۔ رسائل مسائل خلاصہ ۵۶، ۵۷

رائے عالی مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم

مودودیت کی تحریک تاریخ اور سنت کی روشنی میں۔!

(مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا ایک مکتبہ)

مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے مولانا عبدالحجہ راہوہری کے استفسار کے جواب میں تحریر کیا تھا۔

مخدوم نصلی حضرت المحترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ گرامی نامہ باعثِ سرفرزی ہوا یاد آوری کا ممنون ہوں مودودی صاحب کی جماعت کے بعض زمرہ حضرات نے مجھے ان کا لٹریچر بھی بخش اس نضر سے عنایت فرمایا کہ میں ان کی تحریک حکومت الہیہ کے بارے میں بصیرت سے کوئی خیال ظاہر کر سکوں ماضی قریب میں ممدوح الصدر کا یاد دہانی کا والانامہ بھی آیا جس میں رائے ظاہر کر دینے کے بارے میں تذکرہ کی گئی تھی قلتِ فرصت اور کثرتِ مشاغل کے سبب ابھی تک ان کے پاس رائے لکھ کر ارسال نہیں کر سکا ہوں جس کا افسوس ہے موصوفہ نظر ہوں گے کی ذورن میں جناب کا والانامہ صادر ہوا جو مزید تذکرہ باعث ہوا ان سے تحریک مذکورہ کے بارے میں زیادہ اشتقاقی قلم بند کی جسے ان کی خدمت میں ارسال کر رہا ہوں وہی مضمون جناب کی خدمت میں بھی بھیج دیتا ہوں۔ میں نے اس تحریک کے لٹریچر کا بنیادی حصہ اور بعض ٹریکیٹ اور پمفٹ بلاستیتاب دیکھے جہاں تک نفس تحریک حکومت الہیہ اور اس کے نصب العین کا تعلق ہے مجھے اس میں کوئی چیز خلاف شریعت محسوس نہیں ہوئی بلکہ تعمیری رنگ میں یہ ایک اچھی اور مفید تحریک ہے۔ اگر اس کے اصل اور صحیح رنگ میں اسے آگے بڑھایا جائے

مودودی صاحب کی فقہ و تصوف میں کوتاہی عملی

البتہ اس سلسلے میں جہاں تک مودودی صاحب کی فقرات میں دائے نئی اور دخل بنے کا تعلق ہے مجھے اس سے شدید اختلاف ہے۔ میں ان کی تحریرات اور طرز اختلاف نیز نوعیت معلومات سے اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ نہ بنیں دونوں فنوں سے مناسبت ہے اور نہ وہ ان میں مستند معلوم ہوتے ہیں۔ اس بارے میں ان کی رائے غیر صاحب فن اور غیر مبصر کے عقلی استنباط سے زیادہ کوئی درجہ نہیں رکھتی جو ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ اور عملی ماہرین کے سامنے کسی درجہ میں قابل التفات نہیں ہو سکتی موصوف کے اصول پر جب کہ مستند علماء ماہرین دین حتیٰ کہ سلف صالحین کا اجتہادی استنباط اور فہم نصوص کسی درجہ میں بھی قابل اعتبار نہیں تو ان کے اصول پر خود ان کا استنباط یا فہم نصوص دوسروں کے لئے کیسے قابل قبول اور لائق اعتناء ہو سکتا ہے۔ نص کے الفاظ میں تو بحث ہے ہی نہیں کلام تو مدلول میں ہے اور مدلول کی تعیین میں فہم کا دخل ہے اور وہی حجت نہیں تو خود ان کے فہم یا استدلال سے کسی فہم کو کیسے تسکین ہو سکتی ہے۔ اس لئے فقہ اور تصوف میں جس حد تک ان کے استدلال یا استنباط یا بیان مفہوم کا تعلق ہے نہ وہ حجت ہے نہ قابل التفات بلف و خلف کے فہم و استنباط کا جب مقابلہ ہو گا تو موصوف تو خلف جیسے قریب العباد افراد کے مفہوم و استدلال کو مغفرت کریں گے اور ہمارے نزدیک قصہ برعکس ہو گا

مودودی صاحب کے فقہی قیاسات غیر معتبر ہیں

اسلئے فقہ اور تصوف کے بارے میں ان کی پیش کردہ آراء قیاسات فنی حیثیت سے قبولیت کا کوئی مقام نہیں رکھتے بلکہ یہی اس کی ضرورت نہیں ہے کہ ان کی ضرورت

جزئیات فقہیہ مسئل تصوف وغیرہ پر کوئی تفتیش کی جائے وہ اس کا حکم معلوم کیا جائے اس نہ کو رہ بالا معیار سے ان کی ساری جزئیات کا فیصلہ ہو سکتا ہے۔ رہا اصلی فقہ تصوف سو میں سمجھتا ہوں کہ ان فنون کو ساقط الہ اعتبار ٹھہرا کر خود اس ترکیب حکومت الہیہ کو نہ چلایا جاسکتا ہے اور نہ قابل اعتبار ہی باور کر دیا جاسکتا ہے کیونکہ اللہ کی حکومت عالم آفاق میں تو اس حد تک ظاہر و شاہد ہے کہ اس کے منوانے کے لئے کسی رمی ترکیب کے اٹھانے کی ضرورت ہی نہیں ہے

مودودی صاحب اور حکومت الہیہ ایک سیاسی نعرہ

تحریک کی ضرورت ہے تو انفس کے لئے ہی ہو سکتی ہے کہ انسانوں کے ظاہر و باطن پر خدائی حکومت کا سکھ مسلط ہو جائے اور اعمال ظاہر و باطن کے لحاظ سے بالامادہ قانون الہی کا ظہور کہلائے گی اور ظاہر ہے کہ الہی حکومت کے احکام ظاہر کے مجموعہ کا اصطلاحی نام فقہ اور احکام باطن کے مجموعہ کا اصطلاحی نام تصوف ہے جن کی بنیادیں قرآن و حدیث نے قائم کی ہوئی ہیں جب ان دونوں کے انکار یا تحریف سے ظاہر و باطن کھلا کر رہ گئے تو حکومت الہیہ کا سد باب تو پہلے ہی ہو گیا یہ حکومت الہیہ کے نام سے ان نفوس پر آخر تسلط کس چیز کا ہو گا جس کی تحریک کی جائے۔

سہی کے برسر شاخ ابن مبراہ اس صورت میں حکومت الہیہ کا عنوان نصب العین نہ ہو گا بلکہ محض ایک سیاسی نعرہ رہ جائے علو خود اپنے مفہوم کی تکریم کرتا رہے گا اگر خدا خواستہ یہی صورت رہی تو میرا گمان یہ ہے کہ اس کا انجام اپنی تحریکوں جیسا ہو گا تو اپنے وقت میں کسی نہ کسی اسلامی نعرہ کے ساتھ اٹھنی اور انجام کار

کسی نہ کسی غیر اصلاحی مقصد یا اسلامی مقصد کے خلاف پر منتج ہو گئیں۔ خوارن
 نے سب سے پہلے حکومت امیر کا اسلامی نعرہ لگایا لیکن اس کے نتیجے سے فتنہ
 قائم اور فتنہ صحابہ کے غیر اسلامی مقاصد نکلے۔ آج کے دور میں مثلاً
 سرسید نے تعلیم و ترقی کا نعرہ لگایا مگر اس کے نتیجے میں انکارِ خوارن و ہجرات
 اور فتنہ عقد نکل آیا۔ مشرق نے قومی عکرت اور تنظیم کا نعرہ لگایا دس کے
 نتیجے سے نکل آیا مولوی کا غلط مذہب۔ غرض ان تمام تحریکوں کا عنوان اور نعرہ
 سلامی تھا اور اس کے نتیجے میں مقاصد غیر اسلامی نتیجہ یہ ہو کہ نابھہ عنوان کی
 خوشنہائی سے مبتلا ہوئے اور سمجھ دار حقیقت کو سمجھ کر بچے رہے اور اس طرح
 تفریق ہو کر مسلمانوں کے بہت سے افراد ان سے کٹ بھی گئے اور ان کے مبد
 مقابل بھی کھڑے ہوئے اور فتنہ تخریب و اختلاف نے امت کو گھیر لیا۔ مگر
 ترکیب حکومت اپنی کے پائیدار عنوان کے نتیجے سے نقد و تصدیق و اسکا کار
 امت کی تحقیق وغیرہ برآمد ہوتی رہیں تو جس تفریق امت پر یہ نعرہ تحریکات منتج
 ہوئیں اس پر یہ تحریک بھی سنا ہوگی ہر حال میں تو سمجھ رہے ہوں کہ گورنمنٹ انارڈن کی
 ایک سیاسی مفکر کی حیثیت سے اپنی سیاست و مسلمانوں کے سامنے تعمیری رنگ
 میں پیش فرماتے رہیں اور غیر دینی سیاستوں کی تنقید کر کے مسلمانوں کو ان سے
 محفوظ رکھنے، اور اللہ کی حکومت سے وابستہ رکھنے کی کوشش میں لگے رہیں۔
 تو ان کی تحریک مفید اور کامیاب ہو جائے گی لیکن اگر وہ مفتی یا سیاست دان کی
 حیثیت سے مسلمانوں کے سامنے آئیں گے تو مسلمان نہیں قبول رہیں گے دس
 وہ نتیجہ تحریک میں اضمحلال یا مضرب ہونے کی صورت میں برآمد ہو گا اور اس طرح
 ایک اچھی خاصی اسلامی اسکیم ضائع ہو جائے گی یہ حاصل ہے اس مفہوم کا جو
 میں مولانا مودودی کے نظریے کے مطالعے سے سمجھا ہے۔ رائے بن کر اسے لکھی ہوئی

ہے۔ اور حضرات علماء ہی کے افادات اس کے بارے میں مفید و مقبول ہونے چاہئیں لیکن جب کہ خفیہ حیثیت سے اس بارے میں جناب اور دوسرے حضرات نے مجھے قبل خطاب سمجھا جو فہم و خیال میں آیا عرض کر دیا گیا ہے امید ہے کہ مزاج ساری بخیر و عافیت ہوگا۔
والسلام

(محمد طیب بہتر دارالعلوم دیوبند)

بائے عالی حضرت مولانا مفتی سید مہدی حسن صاحب مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ لوگ جماعت اسلامی سے اجتناب اور دوری اختیار کریں اس میں نہ کت زبر قس سے اور مسلمانوں پر واجب ہے کہ لوگوں کو اس جماعت میں شرکت سے روکیں تاکہ گمراہ نہ ہوں اور اس جماعت کا سرمد اس کے مفت سے کہیں زیادہ ہے نسبتاً دہشتی اور غفلت جائز نہیں اور ہر ذہن شخص جو اس جماعت کی طرف لوگوں کو دعوت دے گا، اس کی تہذیب کرے گا، کسی قسم کی اعانت کرے گا کفر بکار اور مباحی ہوگا اور معصیت کی طرف دعوت دینے والے شمار ہوگا۔ اسی لیے اس کے کہ وہ ذنوب کا متوقع رہے اور اس جماعت کا کوئی آدمی اگر امت کرے گا کسی مسجد میں اس کے پیچھے نماز نہ کرے ہوگی۔

مید مہدی حسن

رئیس دارالافتاء دیوبند

۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۳۸۷ھ

بحوالہ رسالہ عربیہ الاستاذ المودودی ص ۵

مصنف محنت کبر علامۃ العصر ۱۱ محمد یوسف بنوری

میسس مدر سر عربیہ نیوٹاؤن کراچی

یہ رسالہ عربوں کے لئے لکھا گیا ہے اب اس کا ترجمہ بھی جلد ہی مشائع ہوئے والا ہے۔

رائے عالی حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دامت برکاتہم
مفتی غفر پاکستان۔ صدر دارالعلوم گزنی

(سوال)

بگڑی خدمت حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی غفر پاکستان
سلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزشتہ آنکہ جیسا کہ حضرت ۱۰ الا کو معلوم ہے کہ احقر کو دارالعلوم الاسلامیہ
ٹنڈوالہ یار میں افتاء کی خدمت انجام دینی پڑتی ہے طرط طر کے سوالات
میں اکثر یہ سوال بھی آتا ہے کہ نو دوسری صاحب ادران کی جماعت جمہور اہل
سنت والجماعت کے طریقہ پر ہے یا نہیں؟ اور مذہب اربعہ میں سے ان کا
کس مذہب سے تعلق ہے اور ان کے پیچھے ناز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اور یہ جو
مشہور ہے کہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں ان کے رجحانات سلف
صالحین کے خلاف ہیں اس کی کیا حقیقت ہے؟ بعض لوگ آپ کی کسی سابقہ
تحریر کی بنا پر آپ کی طرف یہ منسوب کرتے ہیں کہ آپ ان کے نظریات سے آغوش
رکھتے ہیں اس کی کیا اصل ہے؟

والسلام

حقر محمد وجیہ، از دارالعلوم ٹنڈوالہ یار

الجواب

مولانا مودودی صاحب دہ جہالت اسلامی کے بارے میں میرے پاس ماہر سال سے سوالات آتے رہے ہیں جن کا جواب میں اس وقت کے حالات اور ان کے بارے میں اپنی اس وقت کی معلومات کے مطابق لکھتا رہا ہوں، ان میں بعض تحریریں شائع بھی ہوئی ہیں اور بعض نجی مکاتیب کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ اس وقت ان تمام تحریروں کو سامنے رکھنا ممکن نہیں، البتہ اس عرصے میں احقر کو کچھ ان کی مزید تحریرات کے مطالعے کا موقع ملا، کچھ ان کی تالیفات سامنے آئیں اور کچھ ان کے لٹریچر پر عام نزاکت اور ان کی جماعت کے حالات کو مزید دیکھنے کا موقع ملا اس مجموعے سے اب ان کے بارے میں جو میری رائے ہے وہ یہ کہ وہ کثرت ذیل میں لکھ رہا ہوں۔

پہلی سابقہ تحریرات اگر اس تازہ تحریر کے موافق ہوں تو جہاں وہ اگر مبالغہ تحریرات میں کوئی چیز اس کے خلاف محسوس ہو تو اسے منسوخ سمجھا جائے اور اب میری رائے کے حوالے کے لئے صرف ذیل کی تحریر پر اعتماد کیا جائے۔

احقر کے نزدیک مولانا مودودی صاحب کی بنیادی غلطی یہ ہے کہ وہ عقائد و احکام میں ذاتی اجتہاد کی پیروی کرتے ہیں، تو وہ ان کا اجتہاد جمہور علمائے سلف کے خلاف ہو، حالانکہ احقر کے نزدیک منصب اجتہاد کے شرائط ان میں موجود نہیں اس بنیادی غلطی کی بنا پر ان کے لٹریچر میں بہت سی باتیں غلط و جہلوانہ علمائے

عہدہ اس کو صرف غلط و محض دانت رہا، ہم صرف مودودی صاحب سے مطالبہ فرماتے ہیں کہ ان کے لئے غلط مولانا تحریر فرماتے ہیں کہ اس تحریر فرمایا ہے کہ اس شخص نے صحابہ کرام کی شان میں گت خیال کیا ہیں

اہل سنت کے خلاف ہیں

صحابیہ کرام پر مودودی صاحب کی انتہائی غلط تنقیدی روش

اس کے علاوہ انھوں نے اپنی تحریروں میں علما کے
صفت یہاں تک کہ صحابیہ کرام یعنی ائمہ عہد پر تنقید کا بڑا انداز اختیار کیا ہے
وہ انتہائی غلط ہے خاص طور سے خلافت و مروت میں بعض صحابیہ کرام مبنی
ائمہ عہد کو جس طرح صرف تنقید ہی نہیں بلکہ ملامت کا بھی ہدف بنائے ہے
اور اس پر مختلف حلقوں کی طرف سے توجہ دلانے کے باوجود ہر ار کی جو روش
اختیار کی گئی ہے وہ جمہور علمائے اہل سنت و اجماعت کے طرز کے بالکل خلاف ہے
نیز ان کے عام لٹریچر کا مجموعی اثر بھی اس کے پڑھنے والوں پر بکثرت یہ
محسوس ہوتا ہے کہ صفت صاحبین پر مہذب، عقائد نہیں رہتا، دربارے نزدیک
یہ عقائد ہی دین کی حفاظت کا بڑا حصہ ہے، اس سے نکل جانے کے بعد پوری
نیک نیتی اور اخلاص کے ساتھ بھی انسان نہایت غلط اور گمراہ کن راستوں پر
پڑ سکتا ہے، ہاں یہ صحیح ہے کہ ان کو منکرین حدیث، قادیانیوں یا اباحت پسند
یہ گوں کی صف میں کھرا کرنا بھی یہ سے لئے درست نہیں جنہوں نے سودا شراب
قمار و اسلام کے کھلے خرقہ ریزی کو حلال کرنے کے لئے قرآن و سنت میں تحریفات
کی ہیں، بلکہ ایسے لوگوں کی تردید میں ان کی تحریریں ایک خاص سطح کے نو تعلیم یافتہ
حلقوں میں موثر اور مفید بھی ثابت ہوئی ہیں، یہ بات میں ہمیشہ سے کہنا آیا ہوں
لیکن اگر کوئی شخص میری اس بات کو بنیاد بنا کر کہہ کہے کہ میں مودودی صاحب کے
ان نظریات سے متفق ہوں جو انھوں نے جمہور علماء کے خلاف اختیار کئے ہیں

تو یہ بالکل غلط، درخلاف واقعہ بات ہے۔

اگرچہ جماعت کے قانون میں مودودی صاحب اور جماعت اسلامی الگ الگ حیثیت رکھتے ہیں اور صوبہ جوہت مودودی صاحب کے بارے میں دست جوہت مودودی نہیں کہ وہ جماعت اسلامی کے بارے میں بھی درست ہو لیکن عملی طور سے جماعت اسلامی سے مولانا مودودی صاحب کے لئے بیکر کوہ صرف جماعت کا علمی سربراہ اور اپنے عمل کا محور بنایا ہوا ہے بلکہ اس کی طرف سے زبانی اور تحریری جماعت کا عام طرز عمل ہر جگہ متاثرہ میں آتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ جماعت کے افراد بھی ان نظریات اور تحریروں سے متفق ہیں۔ لہذا کچھ مستثنیٰ حضرات ایسے ہوں جو مذکورہ بالا امور میں مودودی سے اختلاف رکھتے ہوں اور جمہور علمائے اہل سنت کے مسلک کو اس کے مقابلہ میں درست سمجھتے ہوں تو ان پر اس رائے کا اطلاق نہیں ہو گا۔

نماز کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ امام اس شخص کو بنانا چاہیے جو جمہور اہل سنت کے مسلک کا پابند ہو، لہذا جو لوگ مودودی صاحب سے مذکورہ بالا ائمہ میں متفق ہوں، انہیں اختیار خود امام بنانا درست نہیں، البتہ اگر کوئی نماز ان کے پیچھے پڑھ لگے گا تو نماز ہو گئی۔

یہ میری ذاتی رائے ہے جو اپنی حد تک غور و فکر کے بعد فیما بینی و بین اللہ قائم کی ہے، میں کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی اور بے خیالی بھی اللہ کی پند دہانگتوں اور دین کے معاملہ میں مدد صفت سے بھی جن حضرات کو میری اس رائے سے اتفاق نہ ہو وہ اپنے عمل کے بخیر ہیں، مجھے نہ کوئی مباحثہ کرنا نہیں نہ میرے قوی و مضمرات اس کے متعلق ہیں اور اگر کوئی۔ حسب اس کو شائع کرنا چاہیں تو ان

سے میری درخواست چمکداس کو پورا شام کی رہی۔ دھویاؤں کی
مکڑیاں گرنے کے ساتھ ساتھ گرنے لگیں۔

واللہ المستعان وعلیہ السلام

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

۱۲ ربیع الاول ۱۳۹۵ھ

نوٹ: اس خبری کہ حسب معنی صاحب دست رکاوتم نے، یہی کتاب جو اہل اہل قراقرم کہا جاتا ہے

رائے عالی حضرت علامہ مصر محدث کبیر مولانا محمد یوسف صاحب بخاری مت دہر کا ہتم
موسس مدرسہ عربیہ نیوٹانڈن کراچی، نیز محکم قضا ختم نبوت و صدور رونق مدارس عربیہ پاکستان
راہدہ مرینت جولائی ۱۹۷۶ء بعنوان بصائر و غیر

مقام نبوت کی تشریح

نبوت یک علیہ آبی ہے جس کی حقیقت تک رسائی غیر نبی کو نہیں ہو سکتی اس
کی حقیقت کو یا تو حق مانی جاتا ہے جو نبوت عطا کرنے والا ہے یا پھر یہ ہستی جو اس
علیہ سے سرفراز ہوئی، ملحق ہو، نہ جاتی ہے کہ اس اعلیٰ و ارفع منصب کے لئے
جس شخص کا انتخاب کیا گیا وہ :

۱۔ معصوم ہے، یعنی نفس کی ناپسندیدہ خواہشات سے پاک صاف پیدا کیا
ہے اور شیطاں کی دسترس سے بالاتر عصمت کے ہی معنی ہیں کہ ان سے حق تعالیٰ
کی نافرمانی کا صدور ناممکن ہے۔

۲۔ آسمانی وحی سے نوازا رہتا ہے، دروچی لہی کے ذریعہ ان کو غیب کی چیزیں
پہنچتی ہیں کہیں چہرہ امین کے واسطے اور کہیں بلا واسطہ جس کے مختلف طریقے ہیں

۳۔ غیب کی وہ خبریں عظیم فائدہ والی ہوتی ہیں اور عقل کے دائرے سے بالاتر ہوتی ہیں، یعنی انبیاء عظیم السلام بذریعہ وحی جو خبریں دیتے ہیں ان کو انسان نہیں فہم کے ذریعہ محسوس کر سکتا ہے نہ مادی آلات و حواس کے ذریعہ اہل کالمحسوسات سے ان میں صفات کی حامل ہستی کو مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث و مامور کیا جاتا ہے۔ گویا حق تعالیٰ اس منصب کے لئے ایسی شخصیت کا انتخاب فرماتا ہے جو افراد بشر میں علی ترین صفات کی حامل ہوتی ہے، اس انتخاب کو قرآن مکرم کہیں جہلاء سے کہیں اہل علم سے اور کہیں لفظ اختیار سے تعبیر فرماتا ہے یہ تمام صفت: خصوصیات تو ہر نبی و رسول میں ہوتی ہیں، پھر حق تعالیٰ ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت عطا فرما کر وہ درجات عطا کرتا ہے جن کے تصور سے بھی شرف صریح گویا نبوت، انسانیت کی وہ معراج کمال ہے جس سے کوئی بالاتر منصب اور کمال عالم امکان میں نہیں۔ ان صفات عالیہ سے متصف ہستی کو ہدایت و اصلاح کے لئے مبعوث کر کے انہیں تمام انسانیت کا مطاع مطلق ٹھہرایا جاتا ہے اور اثر دہ ہے: و هذا رسولنا من رسولنا لا یطاع باذن اللہ (النساء ۶۴) ہم نے ہر رسول کو اسی لئے بھیجا کہ اس کی اطاعت کی جائے اللہ کے حکم سے پس حکم خداوندی یہی ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے وہ مطاع اور واجب الاطاعت متبرع ہے اور امت اس کی ہدایت کے تابع اور مطیع فرمائی۔

جب نبوت اور رسالت کے بارے میں یہ صحیح تصور قائم ہو گیا کہ وہ ایک علیہ ربانی ہے، کسب و محنت اور مجاہدہ اور ریاضت سے حاصل نہیں بلکہ حق تعالیٰ اپنے علم محیط، قدرت کاملہ اور حکمت اللہ سے پاک و معصوم و مقدس ہستی کو پیدا فرما کر اس کو وحی آسمانی سے سرفراز فرماتا اور مخلوق کی ہدایت و ارشاد کے منصب پر اسے کھڑا کرتا ہے تو اس سے عقلی طور پر خود بخود بات واضح ہو گئی کہ نبی و رسول کی

شخصیت ہر نقص سے برکت آہی ہے اور ہر انسانی کمزوری سے بالاتر ہوتی ہے کیونکہ اگر خود اس کی شخصیت انسانی کمزوریوں میں غوطہ خور ہو تو وہ ہدایت و صلاح کی منت کیسے انجام دے گا۔ تاکہ خود کو مستحکم نہ رہی کہ نہ

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم

چنانچہ سنت اللہ یہی ہے کہ نبی کا حسب و نسب اخلاق و کردار و صورت و یرت خلوت و جلوت اور ظاہر و باطن ایسا پاک اور مقدس و مطہر ہوتا ہے جس سے ہر نفس کا دل و دماغ ملین ہوا دیکھ کر انکسرت نکالی کا باں برا بھی ہوتا۔ مل سکے گا۔ ایک بات ہے کہ کوئی نفس شقاوت انہی کی وجہ سے اس کی دعوت برقیب نہ کہے اور جو دوزخ کار میں مبتلا ہو کر ہدایت سے محروم رہ جائے لیکن یہ ممکن نہیں کہ ہر قوم سے بدتر دشمن بھی نبی میں کسی "انہی کی کمزوری کی نشاندہی نہ کر سکے۔

قرآن کریم میں انبیاء کرام اور رسولان عظام علیہم السلام صلوٰۃ و سلام کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے اور ان کے جن جن خصوصیات و کمالات و مناقب و اوصاف کی نشاندہی فرمائی ہے یہ جگہ ان کی تفصیل کے لئے کافی ہیں، یہاں اس سلسلہ کے چند قطف پیش کئے جاتے ہیں جو حق تعالیٰ شانہ نے اپنے حبیب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ارشاد فرمائے ہیں۔

یا ایہا النبی انا ارسلناک	اے نبی! بیشک ہم نے آپ کو اس شان
شاہدا و مبشرا و منذیرا و	کا رسول بنا کر بھیجا ہے آپ کو اذہول
داعیا الی اللہ باذنہ و مراجا	گئے اور پشانت دینے میں اندرون
منیرا (الاحزاب: ۴۵-۴۶)	ونے ہیں اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے
	بلانے دے ہیں اور آپ ایک روشن چہرہ ہیں

اما امر سناك تشاهدوا ترجمہ ہم نے آپ کو گواہی دینے والا اور شہادت
مشرقا و منذبا المومنون بالله دینے والا اور ڈرانے والا کہ بھیا ہے تاکہ تم
و رسوله و تعزروا و توقروا ٹوٹا لے پڑا اور اس کے ریس پر ایمان لاؤ اور
(ن ۸ - ۹) اس کی حد کرو اور اس کی تعظیم کرو۔

یت و الصر و حکیم ترجمہ یتیم قسم ہے قرآن حکمت کی کہ شیک
يك من الصر سلسلہ علی صراط پیغمبر پیروں کے ہیں، سیدھے راستے پر ہیں۔
منقیم (بیت - ۶)

و القلم و ما یطرون ترجمہ یتیم قسم ہے قلم کی ورنہ فرشتوں کے
ما انت بعینہ ربك لم تحون لکھنے کی، اگر آپ اپنے رب کے فضل سے
وان لك لا حیا غیر مومن و مجنوں ہیں، ورنہ تک آپ کے لئے یہ اجر
لك اهل خلق عظیم (نون) ہے جو تم ہونے والا نہیں اللہ شیک پہ خالق (رحمہ علی
قد جاءك من الله نورا ترجمہ تحقیق تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے
كتاب مبين ۱ مادہ - ۱۵) ایک روشن چیرائی ہے اور کتاب واضح (یعنی قرآن مجید)

فالذین اصوبہ و عزروہ ترجمہ: سودہ لوگ اس ہی زبان لاتے ہیں اور ان کی حیات
والصر و تعزروا و توقروا کرنے ہیں اور ان کی حد کرتے ہیں اور اس حد کا اتباع
انزل معك اولئك هم المفلحون کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ایسے لوگ
(اعراف - ۱۵۰) پوری تلاش پڑنے والے ہیں۔

ورفعنا لك ذکرك (مذبح) ترجمہ اور ہم نے آپ کی خاطر آپ کا آزار و مہد کیا
فلان کنتم محبوب الله و اتقوا ترجمہ آپ پر ایمان لے کر اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو
یحبکم الله (آل عمران ۳۱) تو تم میری بنا کر خدا تعالیٰ سے محبت کرنے لگیں گے
و ان طیعوه فهدوا (النور: ۵۴) ترجمہ: اور اگر تم نے ان کی اطاعت کر لی تو وہ پرانے

علی اللہ علیہ وسلم کو دعوت الہ کا آفتاب عطا کیا ہے تاکہ امت ان پر
 ایمان لائے ان کی توفیق کرے اور ان کی امداد کرے۔ بلاشبہ آپ سرسبز بادستہ
 یر میں تاریخ عالم کی عبادت الہ سے کہ آپ خلق عظیم سے آئستہ میں جو ان پر
 ایمان لائے اور ان کی توفیق و نصرت کریں اور ان کی ہدایت ان کے ساتھ ہے
 اس کا بھی انعام کریں آخرت کی فلاح ان کے لئے ہے۔ ان کی انبیا سے حق تعالیٰ
 کی کبریٰ کی سعادت بھی ملے گی۔ ان کی اطاعت سے یہ نفع ملے گا جو لوگ
 اللہ تعالیٰ کے وراثت کے میراث میں وہ ان کو ایسا مقصد اور مینوا دے گا
 جو لوگ اپنے معاملات و محاسبات میں بھی ان کے فیصلوں کو بدوں و جان تسلیم نہ کریں
 خدا کی قسم کبھی مومن نہیں ہو سکتے حق تعالیٰ کا امت محمدیہ براہِ حق ہے۔ ان میں
 ایسی بستی ہوتی کہ حق تعالیٰ کی ہمتی ان کو پڑھ کر سیکھیں ہر قسم کے شرک
 کفر، معصیوں اور جہالت کی رسموں سے انکار کریں۔ ان کو کتاب و سنت کی تعلیم
 دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بڑا فضل فرمایا کہ کتاب و حکمت کے وہ تمام علوم ان کو
 سکھائے جو نہ جانتے تھے۔ چند ہی بات کا بہرہ بری خدا ہے۔ حق تعالیٰ کی کس
 سہلی شہادت کے بعد کیا کوئی مال اب ایسا باقی ہے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم کو نہ لیا گیا ہو۔ حق تعالیٰ وحی ربانی میں تمام امت کو یہ اعلان کیا ہے
 کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے تمام فرشتے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت
 و درود بھیجتے ہیں۔ اس لئے ہمیں حکم ہے کہ تم بھی ان پر درود بھیجو۔ انچوں وقت
 اذان میں ان کی رفعت و جہد کی خدم کا اعلان ہوتا ہے ہر نماز میں ان پر درود
 سلام کا مخصوص نذر میں حکم ہے، گویا کوئی نماز جو حق تعالیٰ کی مشائخ کی مخصوص
 عبادت ہے اور حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص مناجات ہے آپ کے ذکر پر درود درود
 و سلام سے خالی نہیں بلکہ اسی پر نماز کا اختتام ہوتا ہے۔ اس لئے تمام امت اور

آسمانی کتابوں کا بھی فیصلہ ہے۔ ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر بہر حال یہ
مسلمات میں سے ہے کہ افراد بشر میں جن نبیوں نے کسیہ کو حق تعالیٰ نے اصلاح نفوس
اور ہدایت و ارشاد عالم کے لئے منتخب فرمایا ہے ان سب کے ترویج مبدء الانبیاء
المرسلین امام المتعین خاتم النبیین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدس ہے
ان میں کوئی کوتاہی اور کمی نہ ہے جو اسے تو بھروسے بنیاد کرے کہ وہ ان سے
میزا کیسے رہ سکتے ہیں وہ امت کی ہدایت کے لئے وہ جیسے اس وقت وہ دین سکتے
ہیں اور اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جس ذات اقدس نے ہدایت ارشاد کے لئے
ان کی بعثت فرمائی ہے وہ الیٰذا بالہ قاصر ہے اور ان کی قدرت سے ایسے
افراد کا انتخاب بالاتر ہے۔ ان اللہ و ان اللہ یاجون بات کہاں سے کہاں پہنچ سکتی
یہ تو خدائی ہی نہ ہوت و رسالت نہ آسمانی وحی نہ دین۔ سارا معاملہ ہی ختم ہو گیا

مودودی صاحب کا تنقیدی عروج

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی تنقید سے معاف نہ کیا

ان حقائق کی روشنی میں ”ترجمان القرآن“ جلد ۵۵ شمارہ اپریل ۱۹۷۷ء میں
بعنوان ”اسلام کس چیز کا علمبردار ہے“ مودودی صاحب کا معاملہ مطالعہ کیے
مفسر پر موصوف یوں رقمطراز ہیں: ”وہ (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)
نہ فون البشر ہے، نہ بشری کمزوریوں سے بالاتر ہے، کس جاہل نے کہا ہے کہ وہ
فوق البشر ہے ہاں تمام اولین و آخرین اور حق تعالیٰ جو خالق الانبیاء والمرسلین
ہیں ان کا فیصلہ ہے کہ وہ اتقی البشر ہیں، سید البشر ہیں، تمام نسل انسانی میں
سب سے بڑھ کر متقی اور کامل ترین افراد بشر میں سے ہیں، آفتاب عالمیاب
اور بدینہ تر کے انوار کو ان کے انوار سے کیا نسبت؟ آسمان ہویا زمین یا اندھ

یا سجد حق کر عرضِ حُسن بھی آپ کی منزلت سے قاصر ہے، تمام مخلوقات خداوندی
 میں افضلیت و کمالات کا تاج آپ ہی کے سرماندھا گیا ہے، "فوق البشر ہے"
 یہ جملہ بھی جو غازی کرنا ہے کہ فوق البشر کہنا بھی ناقابلِ برداشت ہے لیکن
 بہتری کمالات سے بالاتر سے فوق سے بہ کچھ دل میں تھا بھر کر آگیا جو
 شخص بشری کمزوریوں میں مبتلا ہے وہ بشری ہدایت کے لئے کسے سوزوں پہنچتا
 ہے ہمارے عرف میں اور عام تعبیرات کے پیش نظر بشری کمزوریوں کا طلاق
 ان صفات بشریہ پر موقوف ہے جو صفاتِ ذمیمہ اور قبیحہ ہیں، لازمِ بشریت مرد و بو
 ہی نہیں ہو سکتے۔ لوازمِ بشریت کھانا پینا، سونا جانا، خوشی و غم، صحت و مرض
 وفات وغیرہ بلاشبہ یہ لوازمِ بشریت ہیں، خواہ بشریت میں اور صفات بشریہ
 ہیں، عرف میں اس کو کوئی بشری کمزوریوں سے تعبیر نہیں کیا، لوازمِ بشریت
 سے تو ملائکہ اللہ و حق تبارک و تعالیٰ منزہ ہیں، بنیاد یہ ہے کہ یہ جملہ خطرناک
 حقیقت کی غازی کر رہا ہے، اسلام کی پوری بنیاد منہدم ہو جاتی ہے، حق تعالیٰ
 تو ان کو یہ شرف قبولیت عطا فرماتا ہے کہ کلمہ اسلام میں کلمہ شہادت میں ان
 واقعات میں حق تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ کا نام آئے، انہیں درود و سلام
 بھیجنے کا حکم ہوا، ورنہ اندازہ سے ہو کہ چونکہ حق تعالیٰ اور ان کے فرشتے آپ پر
 درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو، بارگاہِ قدس سے اتنا اونچا
 منصب عطا کیا گیا ہو اور درود کی صاحب کی نگاہ میں وہ بشری کمزوریوں سے
 بالاتر نہیں، جو شخصیت بشری کمزور ہو کیا وہ اس منصبِ جلیل کی مستحق ہو سکتی
 ہے، بظاہر تو یہ یک جملہ ہے لیکن اس ایک جملہ سے ان کے تمام کمالات و منصب
 نبوت پر پانی پھر جاتا ہے، درہنہ قد کے لئے تنقید کا راستہ ہموار ہو جاتا ہے۔
 بشری کمزوری میں جبرئیل و ملائکہ خود غرضی بقایا جاہلیت کے آثار کا نمایاں ہونا

مصلحت اندیشی کا کارفرما ہونا۔ نئی عہد منات اور بنی بائسم کو بنی امیہ پر ترجیح دینا، قریش و مہاجرین کو وہ مقام عطا کرنا جس سے انصار ٹھہرے تھے وغیرہ وغیرہ۔ کون سی کمزوری ہے جو اس احوال میں نہیں آسکتی، کیا اچھا ہوتا کہ مودودی صاحب ان کمزوریوں کی نشان دہی خود فرما دیتے کہ وہ کون سی کمزوریوں میں جواب کی ذات گرامی میں موجود ہیں۔ ہر قسم کے نظریات یا قلمی ملفیاتی اس شخص کا نتیجہ ہے جو مذہل اللہ کا بھت یافتہ ہونا اسے ظلم دین میں مکمل حاکم ہو، عجب دیکھیں مبتلا ہوا عجب بالری کی دبا عظیم میں ملوث ہو۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

شخصیت مودودی صاحب کی نگاہ میں

جس ذات گرامی پر ایمان لانے کا حکم مطلق تعالیٰ پر ایمان کے بعد جس پر ایمان کا مرتبہ ہو جسے ہدایت امت کے لئے سرجام فرمایا گیا ہو جو دعوت الی اللہ پر مامور ہو جس کی شخصیت کو امت کے لئے اسوہ بنایا گیا ہو جس کی صفات و کمالات اور خصائص و اخلاق عظیمہ کا اعلان کیا گیا ہو مودودی کی نگاہ میں ان کی شخصیت اتنی شدید مجردت ہو کہ بشری کمزوریوں سے باہر تہ نہیں۔ اب تک تو ہم یہی سمجھتے تھے کہ مودودی صاحب سلط صالحین کو مجردت کرتے چلے آئے ہیں، صحیحہ کرم کی شخصیت کو مجردت کرتے چلے آئے ہیں۔ درانیا کرم کی شخصیت پر بھی کچھ نہ کچھ اشارات جرح کے موجود تھے، دس سید اسلام سے فریضہ نبوت پر تقصیر ہوئی جیسے تعلیم القرآن میں ہے۔ وغیرہ۔ غور۔ ایک حضرت سید المرسلین خاتم النبیین امام المتقین کی ذات گرامی بآئی رہ گئی تھی وہ بھی اب مجردت ہو گئی۔ عجب کا مقام ہے کہ مودودی

نے برپا گرفت کو قرآنی حوالہ دے کر بیان کیا اور شاید مقالہ اور اس کی تعلیمات کو پڑھنے والے کو یہ غلط فہمی ہو کہ یہ جمد بھی نصیب قرآنی حوالوں سے بخور ہو گا لیکن بغیر جوڑے قرآنی تعبیرات کے درمیان سطریہ اشارہ سے صحت پر یہ دل کی بات قائم سے نکل گئی۔ قرآن کریم میں جہاں یہ حکم ہوا کہ آپ اعلان کریں کہ میں بشر ہوں ساتھ ہی یوحنا اے کا وصف لگایا گیا تاکہ کوئی قاصر لغیم قاصر العقل بشر کے ساتھ بشری کمزوریوں کا خیال نہ کرے پناچہ ارشاد ہے قل انما انا بشر متلكم یوحنا الى انما التماكمم الہد و حد كہ ۱ فصلت سورہ ابراہیم میں ہے قل سبحان ربی هل كنت الا بشر امر مؤلا بشر کے ساتھ رسول کی صفت لگائی گئی ہے جہاں محض بشریت کا ذکر ہے یہ صفات بشریت کا ذکر ہے وہ تمام بشری کمزوریاں و کفار کے قول کی نقص ہے قالون متلكم الا بشر متلكم ابراہیم) هل هذا الا بشر متلكم (الانبیاء ما هذا الا بشر متلكم (لمنوں) ما انتم الا بشر متلكم) عمارات الا بشر متلكم (ہو کفار نے با مشبہ طعن کے طور پر کہا کہ یہ ہم جیسے بشر ہیں بلکہ ان کو اس کی جرأت نہیں ہوتی کہ یہ جرم بھی عائد کر سکیں کہ بشری کمزوریوں سے بالاتر نہیں اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ انبیاء کرام کی پاکیزگی، اخلاق، کرامت و شرافت اتنی برہمی اور واضح ہے کہ انکار کی مجال نہیں زیادہ سے زیادہ یہ طعن دیا کہ کھانا پیتا ہے بازاروں میں جاتا ہے، گویا فرشتہ نہیں کہ ان چیزوں سے بالاتر ہو کچھ ایسا محسوس ہو رہا ہے کہ موصوف کے دل میں اس سے بھی زیادہ کچھ ہے لیکن خوف مانع ہے پوری دل کی بات کا اظہار نہ کر سکے دما تغنی صد دلاہم اکبر اللہ تعالیٰ اور زین و ضلال ہے بچائے بشری کمزوری و دماستوں سے ہوتی ہے (۱) نفس دہ شیطان۔ جب بتی و رسول نفس کی غیر متضمن اور ناپسندیدہ خواہشات سے تبرا ہے اور پاک ہے تو اس کے عواطف و رجحانات ناپسندیدہ نہیں ہو سکتے۔ ان کا نفس نفس مطمئن ہے، نفس

مکی ہے، نفس کی صفاتِ مذلیلہ سے یکسر بالاتر ہے، اِدنی سے اِدنیٰ، رذیلہ نفسانی کا وہاں گزربہیں، ۱۰ نفس کے جتنے صفات کمال ہیں، تقویٰ و طہارت، شکر و ہر عفت و رافت و رحمت و جود، اور سخی و کرم و غیرہ وغیرہ تمام کے تمام وہاں موجود ہوتے ہیں اور شیطان عین کے دساوس سے یکسر حفاظت ہوتی ہے، شیطان نبی و رسول کو کبھی بھی غلط کام پر آمادہ ہی نہیں کر سکتا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہ شیطان مجھ غیری کا حکم دیتا ہے۔ بہر حال جب دونوں رسوا سے حفاظت ہوگئی تو بشری کمزوری خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ صحیح مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں تو یہ آیا ہے کہ "کان خلق القرآن آپ کے اخلاقِ کریم قرآن کریم کا مرتع ہے" تو یہ آپ کی حیاتِ مقدسہ زندہ قرآن ہے۔ آپ کا وجود مقدس زندہ قرآن ہوا دیر ہی تمام عالم کا فیصلہ ہے لیکن مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ بشری کمزوریوں سے آپ بالاتر نہیں پیر سنت اللہ چوری ہے کہ انبیاء و کرم کے عام قوی بشری بھی عام انسانوں سے بالاتر ہوتے ہیں ۱۱ ان کی جسمانی صلاحیتیں جسمانی قوتیں برتر اور عام افراد بشر سے بالاتر ہوتی ہیں بلکہ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس افراد جنت کی قوت عطا فرمائی گئی ہے اور ایک حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ جنت میں ہر فرد بشر کو سو شخص کی قوت عطا کی جاتی ہے بلکہ قاضی عیاض شافعی درسیوطی کے خصائصِ کبریٰ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ایک حدیث ہے کہ آپ نے فرمایا ہے اعاظمت ان اجسادنا تفت علی ارواح اهل الجنة یعنی ہمارے اجساد میں ارواح اہل جنت کی ہیں ان تفضیلاً کا یہاں موقع نہیں ہے بہر حال یہ معلوم کہ اتنی صاف اور واضح حقیقت کیوں سمجھ میں نہیں آتی کہ جب کوئی شخص بشری کمزوریوں میں مبتلا ہو وہ کیوں کر ہادی و رہنما بنے گا۔ اس کی دعوت و تبلیغ کیونکر کامیاب ہو سکتی ہے، قرآنِ کریم تو صاف

اعلان فرماتا ہے: انا نعززون الناس بالحق ونمنون انفسكم وانتم تتلون الكتاب افلا تعقلون (قرآن کیا تم لوگوں کو حکم دیتے ہو نیکی کا اور اپنے نفسوں کو بھولتے ہو) در تم کتاب اللہ پڑھتے ہو یہ اتنا بھی نہیں جانتے کہ اس کا کیا اثر ہو گا۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توبہ سے بڑی خصوصیت یہی ہے کہ جو کیا ہی کا حکم دیا تاکہ تو ان عمل جس کوئی تصدیق ہو مقدم افسوس ہے کہ مودودی صاحب کے بہت سے اہل شدہ مدارس میں بدعت ہیں یا تعبیرات ہیں اور ان کی تصنیفات میں بکھری پڑی ہیں یہ تہذیب اور مضمون بھی قباحت گوئے سبقت لے گیا ہے۔

صحابہ کرامؓ کے بارے میں حق تعالیٰ کی تعریف اور مودودی صاحب کا الزام

مودودی صاحب اپنی تفسیر سورۃ آل عمران میں حضرات صحابہؓ کے بارے میں رقم طراز ہیں: خود خوری جس سوسائٹی میں موجود ہوتی ہے اس کے اندر خود خوری کی وجہ سے دو قسم کے اخلاقی امراض پیدا ہوتے ہیں، سود لینے والے میں حرص و طمع خل خود غرضی اور سود دینے والے میں نفرت، غصہ اور بغض حسد، حد کی شکست ہیں ان دونوں قسم کی بیماریوں کا کچھ نہ کچھ حصہ شامل تھا: اسی سورۃ آل عمران کے ترمیم ان محاسبہ کے بارے میں حق تعالیٰ یوں فرماتے ہیں:

فَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَآخَرُوهُوَ تَرْجَمَةٌ: سوجن لوگوں نے ترک وطن کیا اور من دیار ہمہ واودوا فی سبیلی (اپنے گھر سے ہٹائے گئے اور نکلیں) وقاتلوا وقتلوا لا کفرن عنہم (وہ مارے گئے مریں۔ دیں، اور جہاد کیا اور شہید کیا) سیاتہم ولا دخیلہم حلت (سود گئے نہ ویرانہ کوئی تہہ نہ تھا میں حلت

نخیری من تحتہا الابرار
 ثوابا من عند اللہ و اللہ
 کردوں اور ہندوں کے لئے سے اس میں
 جو لوگ۔ بعض سے لگاتے اس سے دور
 عندہ حسن جواب ۵

الہی کے اس اچھا عوض ہے :

حق تعالیٰ نے تیرا کو یہ دے دیا ہے اور ہر وہی صاحبِ نگاہ میں وہ
 رئیس طماع غیل خود عرض ایک اور سے سے ٹپک کر کے دے، بغض و حسد رکھنے
 لئے، نہ ان بیاریوں میں مبتلا تھے۔ ان میں نہیں، نہ ان میں، نہ ان میں، نہ ان میں
 اصرار کے بعد غزوہ بنی النضر میں جو سودہ خضر نامہ ہوئی اس میں حق تعالیٰ نے تیرا
 ارشاد فرماتے میں :

للعقلاء، لا ہما حرم اللہ من
 آخر حوا من دیارہم و مولہم
 یفعلون فضلا من اللہ و
 رضوانا ۵ بدسوءات اللہ و
 رسولہ و اثبات ہم الصادقین
 والذین تبوء المذار و ایمان
 من قبلہم محبوب من ہر
 الیہم ولا یجذون فی صدورہم
 حاجتہم و تودیوہم و یروون
 علی انفسہم و لو کان بہم
 خصاصہ و من یوق شح
 نفسه فادناہم ہم بمفحون ۵
 ترجمہ : ان نافر بہ حرم کا حق ہے جو اپنے گھریلو
 سے اور اپنے، انوں سے جدا کر دے، نہ نہ
 تعالیٰ کے فضل و درہم مدد کے مناسب ہیں
 اور دولت اور اس کے دلوں کے کرتے
 ہیں۔ یہی لوگ بچے ہیں اور انوں کا حق ہے جو
 راہِ سید میں نہ رہیں گتے، یہ بقیہ
 فریہ پڑے ہوئے ہیں اور جو ان کے اس جز
 کر کے تاسے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور
 مہاجرین کو جو کچھ تہ ہے اس سے یہ لوگ
 اپنے دلوں میں کوئی شک نہیں باتے اور اپنے
 سے مدد رکھتے میں، ان پر بات تہی حوا
 و قلی جو کہیں اپنی طبیعت کے بغل سے محفوظ رکھ

عالمے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

حق تعالیٰ تو ان مجاہدین و نصراء کو صادقین و مفلحین جیسے شاندار الفاظ میں

اس عجیب انداز سے ۱۱ دین اور دوزخ کی صاحبان کو طاع و حریس ایک دوسرے

سے متعارف دلائیں اس وقت بدستور مثال ایک سرسری اشارہ کر دیا گیا اور یہ موضوع

ابھی بہت کچھ لکھنے کا شائق ہے۔ اسی مضمون و مقالے کے شروع میں جو تحقیق

فرمائی کہ ۱۰ ہمارے عقیدے کے مطابق اسلام کسی ایسے دین کا نام نہیں

جس کو سب سے پہلے علیہ وسلم نے پیش کیا ہو اور اس بنا پر آپ کو بانی

اسلام کہنا صحیح ہو۔ انہما میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت دراصل یہ ہے

کہ ۱۱ وہ خدا کے حری بنے ہیں ۱۱ ان کے ذریعہ خدا نے اسی اصل دین کو پھر

تازہ کر دیا جو نام نبیا کا لیا ہوا تھا ۱۱ اس مضمون میں بھی جو ان کو شکوہ کر لگی ہے

در غلط موافقت پر بہت کچھ نہایت ٹھنڈا ہے۔ اب دیانت اور دین کی

تیرہ خوبی بات سنائیں سے کہ ان مضامین پر بے لگ تبصرہ الیک کیا جائے کہ

۱۱ وہ ۱۱ خدا کا نور و پانی کا پانی سے آجائے جو ایک دوسری اس کی ہدفائی کرتے

چلتے ہیں ان کے ہاں سوان کا وقت بھی لگتا ہے

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام عالی کا کیا کہنا آپ کی صحبت

قبض خدمت اور توجہات مبارکہ سے سب کو کرام جس مقام پر پہنچ گئے ہیں اس کا انداز

بھی ہم جیسوں کے لئے ناممکن ہے قرآن کریم کی سورہ فتح میں ارشاد ہے۔

محمد رسول اللہ الذین ترجمہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے

معاشرۃ اشداء علی دکھاس

معیت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابل میں تیز

مردم ہیں اور آپس میں مہربان ہیں۔ اسے مخاطب تو ان کو

یہود یا مسیحیوں فصلان

دیکھئے گا کہ کبھی دیکھ کر ہے میں اور کبھی سب

اللہ و مرصو، نا سیمما هم فی
و جوہہم من اشر السجود
کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل اور رفاہ کی
کی جستجویں لگے ہیں ان کے شمار بوجہ تاثیر مجر
(فتوح) کے ان کے چہرے سے نمایاں ہیں ۛ

یہاں تک کہ چکا کہ حج و زحمان لقرآن بابت ۱۰ جون سلسلہ میں رسائل
و مسائل کے عنوان سے اس کے جواب کی کوشش کی گئی، ظاہر بات ہے کہ ۱۰ بات
مقابل برداشت تھی، اس میں پوری رسوائی ہو رہی تھی، اس لئے موصوف کے
حواریوں میں سے کسی نے موصوف کو متذکر کیا، اس کا جواب دیا گیا۔

مودودی صاحب کبھی غلطی کا اعتراف نہیں کرتے

کما اجمعاً، تا کہ مودودی صاحب اپنی غلطی کا اعتراف کے توبہ کرتے دراعلان کرتے کہ میں
نے یہ بات غلط کی ہے لیکن مودودی صاحب کی تاریخ زندگی میں اس بات
کا امکان نہیں، یہ تو ہوا کہ جب کسی ہمدرد حواری نے کسی غلطی پر جھنڈ کیا تو
دوسرے ایڈیشن میں وہ بات نکال دی گئی لیکن اس کی توفیق نہ ہوئی کہ اعتراف
کے غلطی کا اعلان ہوتا اور غلط بات سے رجوع کرتے، تا کہ وہ لوگ جن کے
پاس پہلا ایڈیشن ہے وہ ذکر نہ ہوتے

مودودی صاحب کی خیانت

مثلاً تفسیر نفہیم القرآن کے پہلے ایڈیشن میں

حضرت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرانس نبوت میں حصر کا رتکب، مانتا تھا لیکن
اعتراف کے بعد دوسرے ایڈیشن پر اس عبارت کو حذف کر دیا گیا، کیا یہ خیانت
ہے اور کیا یہ حق ہے، وہ کتنی مثالیں ہیں، مودودی صاحب کے نزدیک انبیاء

کیا ہم اپنے معصوم نہیں ہیں کہ مسمیٰ نہ ہو سکتی ہیں۔ وہ فوراً ملے بغیر کہ سب کے
 تھہر کے سے کوئی دقت ایسا ضرور ہے۔ دبا ہوا ۱۱۱۱ ص ۱۱۱۱ سوم میں لہان
 کی عصمت انجیا کرام سے ملے زیادہ ہے۔ یہ مال جب مدد ریت جو سدا بگیا
 تو معلوم ہو کہ وہ بھی بالکل پورا دلے معنی ہے۔ اور دوسری صورت میں کوئی سدا
 دے کہ لازم ہرین کو بشری کمزوریوں سے تعبیر کیا جاسکتا ہے۔ مودودی
 صاحب بشری کمزوریوں سے عجب اتفاق ہی مراد لیتے ہیں

مودودی صاحب کا صحیح پیر الزام

سکی واضح دلیل ہے کہ سورۃ آل عمران کی تفسیر میں انہوں نے صحیح پیر الزام رضی اللہ
 عنہم پر یہ الزام لگایا ہے کہ ان میں سود خوری کی وجہ سے دو قسم کی بیماریاں
 تھیں، حرص و طمع، بخل و خود مرضی اور حسد نفرت بغض و عناد۔ اہل
 شلست میں دونوں کو دھن ہے۔ اس کے ثبوت میں قرآن کے لفظ شلست
 کا کسبہ "کا ترجمہ بعض کمزوریوں سے کہ گناہوں کی تسبیح
 نہایت عالمانہ و محققانہ انداز سے حضرت مولانا محمد اسحاق صاحبی مدظلہ
 فرما چکے ہیں، "دراختہ ہو بیانات" بابت ۱۰۵ جون ۱۳۳۵ء مودودی
 صاحب کی اس تفسیر و تفسیر سے واضح ہے کہ کمزوریوں سے مراد وہ بیماریاں لیتے
 ہیں جو عیوب اور بدترین عیوب ہیں اللہ تعالیٰ رحمہ فرمائے اور صحیح تو یہ کی
 توفیق نصیب فرمائے۔



زیادہ فائدہ ہوگا اور کم ن حاصل ہوگا۔ پھر ان علوم نبوت کی غرض و غایت چونکہ ہدایت و ارشاد اور مخلوق خدا کی رہنمائی ہے اس لئے ان کے سمجھنے میں شیطان نے کی عداوت و اضلال اور گمراہی کا شدید اندیشہ ہوتا ہے جو کمال کہ دینی مفاد کے لئے حاصل کرنا ہوتا ہے اس میں شیطان آرام سے بیٹھا رہتا اس کو فہم کی حاجت ہی نہیں۔ عداوت ظاہر کرنے کی ضرورت ہے، لیکن جہاں آخرت و عقبی اور دین کی بات ہوتی ہے تو شیطان اپنی شرارت کے لئے بے تاب ہوتا ہے مختلف وسائل سے اپنی پوری طاقت صرف کرتا ہے کہ کسی طرح یہ رشد و ہدایت ضلالت میں تبدیل ہو جائے اور چونکہ ابلیس عیس کا سب سے بڑا کارنامہ تلبیس ہے یعنی حق و باطل میں ایسا التباس ہو جائے کہ جو چیز ظاہری صورت کے لحاظ سے خیر ہے حقیقت کے اعتبار سے شر بن جائے، پھر نفس انسانی کی کارستانیال اس پرستزاد ہیں، نفسانی فطرت میں کبر و عجب ہے، دیا کاری و محبت شہرت ہے، محبت جاہ و کا مرض ہے اور ایسے شدید و قوی امراض ہیں کہ مدتوں کی ریاضتوں اور مجاہدوں سے ان کا اثر الہ نہیں ہوتا اس لئے نفس و شیطان کے اثرات سے بچنے کے لئے مدتوں کسی کامل کی صحبت کی ضرورت ہوتی ہے اور جب فضل الہی شامل حال ہو تو اصلاح ہو جاتی ہے ورنہ یوں ہی لسان علم و عقل کے محرکوں میں بھٹکتا پھرتا ہے۔

فتنوں کی ابتداء اور بنیاد کے اسباب

دنیا کی مادی تمارت کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جتنے فتنے پیدا ہوئے ہیں سب اذکیار اور طماع حضرات کے ذریعہ سے وجود میں آئے۔ اور مادی دود میں اکثر فتنے ملم کے راستے سے آئے ہیں، بلکہ عطار حق میں بھی بہت سے اذکیار زمانہ اپنی ستودہ نکالوت کی وجہ سے جہور امت سے شذوذ

اختیار کر کے غلط افکار و نظریات کا شکار ہو گئے اور وہاں زیادہ تر یہی حقیقت
 کا فرورہ ہی ہے کہ اپنے تجر و ذکاوت پر اعتماد کر کے علمی کبر و اعجاب بالرائی
 کے مرض میں مبتلا ہوئے، زیادہ صحبت نہیں ملی اور کہاں سے کہاں نکل گئے
 ہمارے اس دور میں بھی اس کے بہت سے نظائر موجود ہیں اور چونکہ علمی ذہن
 تو ہوتی ہی ہے اور باادقات بہت عمدہ بات بھی کہہ جاتے اور لکھ جاتے ہیں اس
 لئے ان کی وہ عمدہ باتیں مزید فتنہ کا باعث بن جاتی ہیں اور جن حضرات کو دنیا و
 صحبت اور علمی گہرائیاں نصیب نہیں ہیں وہ بہت جلد ان کے معتقد ہو جاتے ہیں
 اور ان کے امت سے مختلف شواہد اور جدید افکار و نظریات کے بھی حامی ہو جاتے
 ہیں اور شیطان تو اپنے کام میں لگا ہوا ہے جو شخصیت امت کی ہدایت و ارشاد
 کے کام آسکتی تھی وہ امت میں زریع و ضلال کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ ہر دور میں
 اس کی مثالیں موجود ہیں۔ امام غزالیؒ نے مقاصد الفلاسفہ میں لکھا ہے کہ یونیورس
 کے علوم حساب ہندسہ غرضیات وغیرہ صحیح علوم کو دیکھ کر لوگ ان کے تمام
 علوم کے معتقد ہو گئے، طبعیات و انبیات میں ان کی تحقیقات کے قابل ہو کر
 گمراہ ہو گئے امام غزالیؒ کی یہ بات بہت عجیب ہے اور بالکل صحیح ہے شیطان
 کو اس قسم کے موافق میں اضلال کا بہت اچھا موقع مل جاتا ہے، بہر حال جب
 انتہائی علمی قابلیت والے، انتہائی ذکاوت والے فتنوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں
 تو ایسے حضرات کہ جن میں علمی قابلیت بہت کم، لیکن قاسم قابلیت بہت زیادہ
 ہو صحبت و ارباب کمال سے یکسر محروم ہوں طباع و ذہین ہوں وہ تو بہت
 جلد اعجاب بالرائی کی خطرناک بلا میں مبتلا ہو کر تمام امت کی تحقیر و تمام تحقیقات
 امت کا استحقاق اور تمام سلف صالحین کے کارناموں کی تضحیک اور اول
 سے لے کر آخر تک تمام پر تنقید کر کے خطرناک گہرے گڑھے میں گر کر تمام نسل کے

مے گرا ہی کا امٹن کا مے نہ

مورودی صاحب کی زندگی کا پس منظر

اس شخص کے نولوں میں سے نچیلے کتے ای

تعمیت صاحب ابو ماسی صاحب مورودی کی سے جو یکین ہی سے طبع ذہن
 نگر معاشی پر لب لہجہ میں مستند تھے۔ ابتدا میں خیار مرید بنور میں ملازم ہوئے اور
 پھر دہلی میں قیامت علی مرید کے اخبار "نظم" سے وابستہ رہے۔ پھر تین سالوں
 کے بعد خیار الحقیقت "دہلی میں ملازم ہوئے" جمعیت علی کے مند کا ترجمان بنے
 دہلی سے ملنے والے با سہروردہ کا خانہ کے جوہر بارہا ان کے ملوں سے ان
 کے مضامین بہت آداب سے لکھے تھے، اس طرح مورودی صاحب کی قلمی
 تربیت مومنا، مدید صاحب کے ذریعہ ہوئی گئی۔ دامہ مریوم کی وفات کی وجہ
 سے ان خیار صاحب کے مکمل۔ مر کے ملک واپس آمدنی کی تعمیر کی سلاوں میں
 رہے۔ ان کے بعد پتہ پتہ ہے۔ پھر وہ بیٹے میر بیٹے احمد علی عظیم صاحب کی در
 انگریزی سے کچھ مشابہت ہوئی، اس دور کے چھ لکھنے، یوں کی کتابوں اور
 تحریرات اور جملات دہرا کرے بہت کچھ فائدہ ملیا، دہلی میں قابلیت روز
 افزوں ہوئی تھی۔ برہمنی سے لکھی دینی درگاہ سے فلسفہ تعلیم کر کے۔ جدید علوم
 کے گریجویٹ بن گئے، ان کی جتنی کام عام دین کی صحبت نصیب ہوئی۔ اور ایک
 مضمون میں خود اس کا عرف کیا ہے جو عرصہ ہوا کہ ہندوستان متحدہ میں ہونا
 عبدالحق مدنی مر دہادی کے جوہر میں شائع ہوا تھا۔ بعد برہمنی سے نیاز انجیری
 جیسے طبع ذہین کی صحبت نصیب رہی۔ ان سے دوستی۔ ہی ان کی صحبت و رشتہ
 سے بہت کچھ غلط رجحانات دیکھتے تھے۔ جدا ہو گئے۔ جیدر ماد دکن سے ۱۹۳۳ء
 میں، ہندو ترجمان القرآن جاری کیا، آداب و کتاب سے مصداق لکھے، بہتر سے بہتر

پرائے میں کچھ علمی دقتی چیزیں اٹھرنے لگیں، ن دلوں ملک کی سیاسی فضا
مرعش تھی، تحریک آزادی ہند فیصلہ کن مراحل میں تھی، ہندوستان کے بہترین
دماغ سی کی حرف متوجہ تھے، سودودی صاحب نے سب سے بہتر کہہ "اقت
دین" اور حکومت انہیہ کا لہرہ لگایا اور تحریک آزادی کی کام قوتوں پر بھرپور
تفقد کی، ان کے سوسے بھ سے مدح یہ سمجھے کہ شاید دین فیم کا آخری سہارا بس
سودودی صاحب کی ذات رہ گئی ہے، چنانچہ بہت جلد مولانا سید سہاں ندوی
مولانا سناظر حسن بگانی اور عبدالمجید دیابادی کے قلم سے حرف تحسین دلوں ہوئے
لگا، ظاہر ہے کہ اس وقت سودودی صرف ایک شخص کا نام تھا نہ اس وقت اس کی
دعوت تھی، نہ جماعت تھی نہ تحریک تھی ان کی حریات اور مدار بیانات سے
بعض اہل حق کو ان سے توقعت وابستہ ہوئیں، اس کی آمادگی اور چوبدوی
مخد نماز کی حوصلہ افزائی سے متحد ٹوٹ میں "الاسلام کی بنیادوں کی گیس
کا لیس کی رست سے تزع ہوئی تھی، ان کے قلم سے، بسے ضامین سے دوسری
کشمت کے نام سے یہی کتاب وجود میں آئی کہ بنوہ حضرات سے اس کو نہت تحسین
حاصل ہوا اور سیاسی مصی نے اس کو پردن چڑھایا، لامور میں جنتام ہوا،
اور باقاعدہ امارت کی بنیادوں کی گئی، دوران کی ایک لکھی تقریر پڑھی گئی جس
میں تپا گیا کہ میردقت کے لئے کیا کیا، موہر وری میں، ارباب حسماء میں
مشہور شخصتیں جناب میلان، محمد منظر نعمانی، مولانا ابو عس محمد توی، مولانا ہاجن
اصلاحی، اند مولانا مسودہ احمد دی سی تھے، بڑے امیر خود منتخب ہو گئے اور چار امر
یہ حضرات میرا تخت منتخب ہو گئے۔ جماعت اسلامی باقاعدہ وجود میں آئی اس کا
دستور آگیا، اس کا مشورہ با لوگوں کی نگاہیں ہر طرف سے ایسے ہی۔ بسند
ہوئیں

جماعت اسلامی سے توبہ اور استغفار

لیکن چھ ماہ کا عرصہ نہیں گزرا ہو گا کہ مولانا نعمانی، مولانا علی میاں مستغنی ہو گئے اور ان کو ان کی علمی کمزوریاں اور اخلاص کا فقدان نظر آیا، ساتھ نہیں دے سکے لیکن ان حضرات نے پھر بھی پردہ پوشی کی اور امت کے سامنے صاف و صریح وجہ عیلمدگی ظاہر نہیں فرمائی، میں اس وقت جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں تدریسی خدمات انجام دیتا تھا، میں نے ان دو بزرگوں سے جدائی کے دعوہ دریافت کئے، بہت کچھ کہا لیکن کوئی صاف بات نہیں بتلائی، لیکن میں سمجھ گیا، مولانا مسعود عالم مرحوم اور مولانا امین حسن اصلاحی کو بہت کچھ معتقدات و طریقہ کار میں موافقت تھی،

مودودی صاحب کی شخصیت کے ابھرنے کا اصل راز

اور یہ دونوں بزرگ عرصے تک مودودی صاحب کے دست و بازو بنے رہے۔ مولانا مسعود عالم مرحوم نے عربی ادب کے ذریعہ خدمات انجام دیں اور مودودی صاحب کی تحریرات اور کتابوں کے آداب و تاب سے عربی تراجم کئے اور ادبی تربیت کر کے چند شاگردوں کو بھی تیار کر دیا۔ مولانا اصلاحی نے اپنے خاص علمی ذوق و انداز سے مودودی صاحب کی تحریک کو پروان چڑھایا ۱۰ چھ اچھے رفقا کار، ارباب قلم اور ارباب فن شامل ہو گئے۔ کیونکہ ان کے خلاف اور بعض دینی مسائل پر عہد و عہدہ تھے، کبھی گیس، سود خوری، شراب نوشی، پردہ وغیرہ پر اچھی کتابیں لکھیں، تفسیلات و تفصیلات میں بعض اچھے اچھے مضامین آئے جو یہ نسل کی اصلاح کے لئے کتابیں تالیف کی گئیں۔

عرب ممالک میں خصوصاً سعودی عرب کو متاثر کرنے کے لئے اور وہاں کے شیوخ کو ہم نوا بنانے کے لئے مختلف انداز سے کام کیا اور کامیاب تدبیریں اختیار کیں اور جو رفقاء کے کار کے قلم سے معرض اشاعت میں آیا اسے اس انداز سے پیش کیا جاتا رہا کہ یہ سب کچھ مودودی صاحب کی توہمات کا درہنہ منت ہیں اس سے ان کی شخصیت فنی شروع ہو گئی اور تمام جماعت کے افراد کی تالیفات سے خود کو جانتا کا فائدہ اٹھایا، خود عربی لکھنے سے معذور، انگریزی لکھنے سے معذور ہے نہ عربی لکھ سکتا ہے نہ بولی سکتا ہے یہی انگریزی کا حال بھی ہے لیکن جو کتابیں ترجمہ کی گئیں ان کے مروجہ پر بھی لکھا گیا۔ تالیفات المودودی "کہیں یہ نہ لکھا کہ یہ ترجمہ سعود عالم کا ہے یا عالم حداد کا ہے۔ لوگ یہ سمجھے کہ اردو کا یہ ادیب کیا ٹھکانہ عربی ادب کا بھی امام ہے لیکن چند دن گزریں تھے کہ مولانا یحیٰی مرحوم اور حضرت سید سلیمان مرحوم متنبہ ہو گئے کہ یہ تحریرات جدیدہ فقہ انگریزی کا سالن مہیا کر رہی ہیں جو کچھ خطابات تھے اور تحکیم اسلام وغیرہ القاب تھے اس کو دوک دیا۔ اور مولانا گیلانی نے "صدق جدید" میں "حاجت جدیدہ کے عنوان سے تنقیدی مضمون لکھا۔ علمائے کرام کے زمرے میں شاید حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے، اپنے مکاتیب میں اس فتنے کی نشاندہی فرمائی۔ رفتہ رفتہ علماء امت کچھ نہ کچھ لکھتے رہے حضرت مولانا شیخ الحدیث محمد زکریا صاحب نے اس وقت جو مطبوعہ ذخیرہ تصاصب کو مطالعہ فرما کر ایک متوسط رسالہ مرتب فرمایا لیکن افسوس کہ طبع نہ ہو سکا اور اس سلسلے میں ایک مدد منظر العلوم مولانا محمد زکریا قدوسی صاحب مودودی صاحب کی طرف مائل ہو گئے تھے۔ ان کی اصلاح کے پیش نظر ایک مکتوب لکھا جو فقہ مودودیہ کے نام سے ایک رسالہ کی شکل میں شائع ہو گیا ہے!

مورود کی معاصی کی بہت سی چیزیں پسند بھی آئیں اور بہت سی ناپسند بھی، لیکن عرصہ دراز تک جی نہ چاہا کہ ان کو جزد تک جا سکے اور ان کے جدید انداز بیان سے جی چاہتا تھا کہ جدید نسل فائدہ اٹھائے۔ اگرچہ بعض اوقات ان کی تحریرات میں ناقابل برداشت باتیں بھی آئیں لیکن دینی مصلحت کے پیش نظر برداشت کرتا رہا اور خاموش رہا، لیکن اتنا انداز نہ تھا کہ یہ فتنہ عالمگیر صورت اختیار کرے گا اور اگر عرب ممالک میں یہ فتنہ بڑی صورت اختیار کرے گا اور دن بدن ان کے اثرات کا رقص سے نئے نئے شگوفے پھوٹنے رہیں گے۔ صحابہ کرام اور انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں راستہ نفاذ استعمال ہوں گے آخر ”تفہیم المفسران اور خلافت و ملوکیت“ اور ترجمان القرآن میں روز بروز ایسی چیزیں نظر آئیں کہ اب معلوم ہوا کہ بدشعبہ ان کی عزیمت و مالیفات عہد حاضر کا سب سے بڑا فتنہ اگرچہ چند مفید ابکات بھی نکلی ہیں، مگر انھیں ہمارا کون منہ لے لے گا؟ ”ولی بات ہے اب عالم یہاں پہنچ گئی ہے کہ سکوت جرم عظیم معلوم ہوتا ہے اور چالیس سال تو مجرمانہ سکوت کیا اس پر بھی افسوس ہوا اور اب وقت آگیا ہے کہ بدعات و منہ لہم الف سے یہ تک ان کی مالیفات و عزیمت کو مبالغہ کر کے جو حق و انصاف و دین کی حفاظت سے اتفاقاً ہو وہ پورا کیا جائے۔
واللہ سہی“ ولی التامین

(محمد یوسف بنوری عفی عنہ)



ہے وہ یکسر بے کار اور تہی مایہ معلوم ہونے لگیں اس اندیشہ کی تھوڑی سی تصدیق آپ کی جماعت کے ایک دکیل صاحب سے ہوئی جو الہ آباد کی حالیہ مجلس مشورہ میں شرکت کے لئے جا رہے تھے انہوں نے اندازہ غایت عمدہ اگرچہ سے ملاقات کی اور گفتگو کا آغاز اس انداز میں فرمایا جس سے یہ مقصود تھا کہ یہ ظاہری اٹنی سیدھی نماز اور روزہ اصل قیام نظم دینی کے بغیر بے کار ہیں۔ میں سمجھا کہ بے جا یہ بھی شدہ ہوا ہے جو میں اس کو ایسا نظر آیا ہے بہر حال میرے اندیشے تھے اور ہیں۔

سیمان ندوی۔

رائے عالی شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری

برادران اسلام! مودودی صاحب کی تحریک کو بغیر غور دیکھ جائے تو ان کی کتابوں سے جو چیز ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ مودودی صاحب ایک نیا اسلام "مسلمانوں کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں اور لوگ نیا اسلام" تب ہی قبول کریں گے جب پرانے اسلام کے رد دیوار منہدم کر کے دکھایا دئے جائیں اور مسلمانوں کو اس امر کا یقین ہو جائے کہ سارے تیرہ سو سال کا اسلام جو ختم لئے پھرتے ہو وہ ناقابل قبول ہے۔ وہ ناقابل عمل ہو گیا ہے۔ اس لئے نئے اسلام کو مانو اور اس پر عمل کر دو مودودی صاحب پیش فرماتے ہیں۔ اے اللہ! میرے دل کی دعا قبول فرما، مودودی صاحب کو ہدایت فرما اور ان کے متبعین کو بھی اس "جدید اسلام" سے توبہ کی توفیق عطا فرما اور انہیں پناہ محمدی اسلام پھر نصیب فرما۔ "امین یا اللہ العالیٰ"

مشورہ دکیل مسلمانان طیفین تھے جو نے نئے تیرہ جماعت جوئے تھے (حاشیہ کتاب مکتب سلیمان)

(بحرہ حق پرست ملکی مودودی صاحب سے ناراضگی کے اسباب سے)

رائے عالی حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب گنگوہی دامت برکاتہم

صدر مفتی دارالعلوم دیوبند — (بحوالہ فقہ مودودیؒ مطبوعہ کراچی)

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى

ما بعد رسالہ مبارکہ فقہ مودودیؒ حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم کی ایفٹ ایک خصوصی اور مختصر خط ہونے کے؛ وجود اہل علم و اہل دین کے لئے مشعل رہے جس کی روشنی میں اس تحریکی کی ضلالت اپنے غد و خال کے ساتھ بے نقاب ہو کر سامنے آجاتی ہے، وہ پھر اس کا سدھار اور سنہارا رنگ کی مجلس مومن کے طلب و نظر کو اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب نہیں ہو گا۔ جن حضرات کے اس تحریک کے زہریلے اثرات سے واقف ہونے کے لئے عویل مطالعہ کا وقت نہیں یادہ اس کو اصول اسلام پر جانچنے کی استعداد نہیں رکھتے یا ان کی نظر اس کی گمراہ کن بنیادوں کے انداک سے قاصر ہے ان کو اس رسالے کے ذریعے انشاء اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کا راستہ پہنچا دیا جائے گا۔

والتوفیق بيد الله يهدي من يشاء الى صراط مستقيم

احقر محمد دارالعلوم دیوبند سہارن پور

رائے عالی حضرت مولانا منظور نعمانی مدیر القسطنطنیہ لکھنؤ

ایک طویل عرصہ تک جماعت اسلامی کے بارے میں میرا موقع

ع "بحرہ جماعت اسلامی سے مجلس مشاورت تک" مصنف مولانا منظور نعمانی نامہ
مولانا قمر الدین صاحب کانپور۔

میں اس کے کام و درس کے نتائج میں خیر کا پہلو غالب سمجھتا تھا لیکن میرے ایک صاحبِ نظر اور صاحبِ صلاح دوست جن کا جماعتِ اسلامی کے بارے میں بالکل وہی خیال اور موقف تھا تو اس عاجز کا اتفاق ایک دن مکتبہ تشریف لائے اور انہوں نے مجھ سے کہا کہ جماعتِ اسلامی کے بارے میں آپ کی جو رائے تھی کیا اب بھی وہی ہے؟ اس میں اب کچھ تبدیلی ہوئی ہے؟ میں نے ان کو بتایا کہ توین کی جڑ ہوں، انہوں نے کہا کہ اب تک تو میرا خیال ہی وہی رہا لیکن اب جیسے جیسے وقت گئے مروجہ جہتِ محسوس ہوتی جا رہی ہے کہ شراب، مہرے کا پہلو تنہا ہلکا اور مغلوب نہیں ہے جتنا ہم سمجھتے رہے ہیں۔ اس لئے میرے لئے تو یہ کتاب مشکل ہے کہ اس میں خیر غالب ہے، میں نے ان سے اس کی تفصیل چاہی تو انہوں نے بتایا کہ ہمارے یہاں جماعتِ اسلامی کی دعوت سے متاثر جو حصہ ہے جو مجھ سے بھی زیادہ بعید نہیں ہے۔ میں محسوس کرتا ہوں کہ رفتہ رفتہ ان سب کا ذہن یہ بنتا جا رہا ہے کہ دین کو اور دین کے تقاضوں کو نگاہوں نے صحیح نہیں سمجھا، اب بس موردی صاحب نے صحیح سمجھا ہے اور جو جماعت سے جلد زیادہ متاثر ہوتا ہے وہ اس خیر میں جتنا بھی راسخ اور پکا ہو جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ فہمِ دین کے بارے میں سلف سے بے اعتمادی ساری گمراہیوں اور سارے فتنوں کی جڑ ہے۔

میں نے ان سے عرض کیا کہ اگر بات ایسی ہی ہے جیسی آپ فرما رہے ہیں اور ذہنیتِ جماعت سے تعلق رکھنے والے حلقوں میں اب عام ہو رہی ہے تو پھر اس میں شبہ نہیں کہ یہ بہت بڑا اثر ہے اور ایسا اثر ہے کہ اس کے مقابلے میں اس خیر میں کوئی وزن باقی نہیں رہتا جس کی ہم اب تک قدر کرتے رہے ہیں جماعت میں اس خیال کا عام ہونا تو بڑی خطرناک چیز ہے۔

اس کے بعد میں نے اپنے ذرائع سے برحائے کی کوشش کی کہ کیا واقعی یہ
زمینیت جماعت سے تعلق رکھنے والے حلقوں میں ب عالم ہو رہی ہے تو پھر جو بھی
معلومات مجھے حاصل ہوئیں وہ ان صاحب کی تائید ہی کرتی تھیں۔

اس علم و اندازہ کے بعد سے میں نے جماعت کے بارے میں فکر کے پہلو
کو غالب کہنا چھوڑ دیا، لیکن سے بعض لوگ اس زمینیت کی خطا کی کو پوری طرف
نہ سمجھتے ہوں اور اس سے وہ اسے معمول کی وہی بات سمجھیں لیکن جس کے
سامنے اس امت کے گمراہ فرقوں اور گمراہ افراد کی تارخ ہے وہ بھی شروع
جانتا ہے کہ فہم دین کے بارے میں سلف سے عقائد اٹھ جانے کے بعد کوئی
حصہ باقی نہیں رہتا پھر آدمی پر دین بھی بن سکتا ہے، رقب بھی بن سکتا ہے
اور ان سے آگے بھی جاسکتا ہے۔ ہر گز ایسی کی یہی بنیاد یہی ہوتی ہے کہ آدمی
لا اعتقاد دین کے فہم کے بارے میں سلف سے نہ جائے، ہر حال اس واقعہ کو قریباً
ڈھائی تین برس ہوئے ہوں گے اس وقت سے جماعت اسلامی کے بارے میں
برہی رائے میں یہ تبدیلی آئی اور جماعت اسلامی کی طرف سے ممانعت کا جو
رد یہ تھا وہ ختم ہو گیا اور زمین نے دوسری طرح سوچا شروع کر دیا۔

”داستان عبرت“

جماعت اسلامی سے بیزاری اور علیحدگی

مولانا منظور نعمانی (امیر الفرقان لکھنؤ) صنف مورخہ محدث، کانپور، شہرہ

۱۔ جماعت اسلامی سے مجھے مشورہ نہ تھا۔

مطبوعہ کانپور

مولانا منظور نعمانی تحریر فرماتے ہیں کہ کوشش ہوئی کہ یہ غصہ اور وقت کا

ضیاع دوسروں کے لئے باعث عبرت ہو۔ جماعت سے الگ ہونے والے حضرات میں غازی عبد الجبار صاحب اور حکیم عبدالمجہد اشرف میرے اُن پُرانے دوستوں میں ہیں جن کو میں نے ہمیشہ بہت صابر و باخدا اور مخلص جانا ہے۔ اگر سیرت مصطفویٰ اور صفات محمدیؐ کے رنگ و بو سے کسی کی زندگی خالی ہو تو اس کی اچھی اچھی باتیں سُنا کر اس کے ساتھ جُڑنے والوں کا آخر کار غیر مطمئن ہو کر اس کو چھوڑنا بالکل قدرتی بات ہے۔

اللہ کی شان ہے کہ جماعت اسلامی کے ابتدائی دور میں مولانا مودودی نے اس وقت کے اپنے معترضین مولانا عبدالمجہد صاحب وغیرہ کو جواب دیتے ہوئے اپنے جن جن ساتھیوں کا نام لے کر کہا تھا کہ اگر مجھ میں کوئی ذلیف ہوتا اور میں فتنہ کی طرف جانے والا ہوتا تو یہ فلاں فلاں پیسے اللہ کے بندے میرے ساتھ کیوں ہوتے۔ ان سب ہی نے ایک ایک کر کے ان کا ساتھ چھوڑا۔

اس داستان میں خود میرے لئے اور ہر غمخوار نے دلے کے لئے بڑے بڑے سبق ہیں لیکن سب سے بڑا سبق میرے نزدیک یہ ہے۔

جماعت اسلامی سے میری علیحدگی میں سب سے بڑا سبق

میرے نزدیک یہ ہے کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی ذہین ہو اور زبان و قلم کی خواہ کتنی ہی طاقت اس کو ملی ہو اور اپنے حسن و بیان اور زورِ قلم سے داد و تحسین کا کتنا ہی خراج دہ اہل زمانہ سے حاصل کر سکتا ہو اور خواہ کتنے ہی ناواقف سادہ لوحوں سے وہ اپنے کو امام و مجدد و عارف و صوفی منو اسکتا ہو لیکن اگر اس میں اخلاص نہ اور تقویٰ نہیں ہے اور اس کی سیرت اور اس کے ظاہر و باطن میں محمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ و بو کا اگڑا سا حصہ بھی نہیں ہے کہ علم و بصیرت رکھنے والے اہل ایمان کے لئے اس کی شخصیت میں کشش اور دلوں کو اطمینان کا سامان ہو اور جو صاحب ایمان اس کے قریب جائے وہ قریب تر ہوتا چلا جائے تو اپنی کاغذ کی ناؤ چلانے میں خواہ وہ کشتِ ہی کا سید ہو۔ کوئی بڑا دینی کام دنیا تو دیکھنا وہ کام کے زیہیوں کو بھی اپنے ساتھ جوڑنے سکے گا اور اس کی بھیجی جہی۔ توں سے مناشہ ہو کہ جو اس سے جڑیں گے بھی وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا رنگ و بو نہ پا کر جلدی یا بدبیرستہ چھوڑنے پر مجبور ہوں گے بشرطیکہ وہ خدا جلّ اللہ عنہ اللہ علیہ وسلم کے رنگ و بو سے آشنا در اللہ توبہ کی زندگی میں صادق و مخلص بھی ہوں اس عاجز نے اللہ کی توفیق سے اس کے ایسے بہت سے بندوں کو پایا ہے جن کو نہ تو بہت اچھی اچھی باتیں کرنی ہوں ورنہ وہ صاحبِ قلم ہی ہیں لیکن جو شخص صدقِ طلب کے ساتھ ان سے قریب جاتا ہے وہ اس طینان سے ان سے قریب تر ہوتا چلا جاتا ہے کہ یہ اللہ کے مخلص اور صادق بندے ہیں اور ان کی یرت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ و بو ہے۔

مولانا منظور نعمانی صاحبِ جماعتِ سلامی میں

شرکت کا سبب

(از مولانا قمر الدین مدظلہ العالی نظام و شریعت نظام کا پتہ کا دیا ہے)

جماعتِ اسلامی سے مجلسِ مسندِ مسند

یہ ایک دردناک کہانی اور داستانِ موت ہے جس میں شہیدیت کی

میدان مناظرہ کا شہسوار رہ چکا ہو جس کے موکرے آثار مضامین علمی دنیا میں مقبوضیت حاصل کر چکے ہوں اور جس کی تقریروں نے خوب غفلت میں پڑے ہوئے بہت سے لوگوں کو بیدار کر دیا ہو لیکن یہ عظیم شخصیت جب اپنے اکابر اسلام کا دامن ہاتھ سے چھوڑتی ہے درخورداری پر آمادہ ہو کر ایک ایسے شخص بیعت امارت کے لئے اٹھ بڑھا دیتی ہے جس نے کبھی چھوٹا بن کر اپنے نفس کی اصلاح و تزکیہ باطن کی ضرورت نہیں محسوس کی تو سے شہادت زور اور گمراہی کے کن کن ماریب وادیوں میں بھٹکنا پڑتا ہے۔

اسی وجہ سے مولانا محمد منظور نعمانی صاحب نے فرمایا کہ اس داستان میں خود میرے لئے اور ہر غور کرنے والے کے لئے بڑے بڑے سبق ہیں اور سب سے بڑا سبق جو مولانا نے حاصل کیا وہ وہ فصل اس سے قبل موصوف ہی کی تحریر میں درج ہو چکا ہے اور جس کو آپ پڑھ چکے ہیں۔

مولانا منظور نعمانی کی گفتگو | (جس زمانے میں کہ دونوں جماعت
مولانا مسعود عالم ندوی سے | کے سرگرم رہتے تھے)
میں ایک بات اور کہنا چاہتا ہوں اس کو توجہ سے سنیں۔

دنیا میں کسی تئلا کے دو ہی ذریعے ہو سکتے ہیں ایک ظاہری اسباب و وسائل اور دوسرے اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت یہ تو ظاہر ہے اسباب و وسائل سے لحاظ سے ہم آپ خالی ہاتھ ہیں۔ اس کے لئے اگر کچھ ہو سکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت ہی سے ہو سکتا ہے اور آپ حضرات جانتے ہیں کہ "نصرت خداوندی" ایسی امداد نہیں ہے اس کی مستحق وہی امت و جنتا ہو سکتی ہے جس کا اللہ سے خاص قسم کا تعلق ہو۔ یہ اعلم و اندازہ یہ ہے کہ اس چیز کی طرف توجہ نہیں دی جا رہی ہے دیس ذہنی و فکری اصلاح اور زندگی کے کچھ ظاہری پہلوؤں کی اصلاح ہی کو سامنے رکھ لیا گیا ہے

موصوف میری اس گفتگو پر آبدیدہ ہو گئے: رانہوں نے ٹرے بگرے
 تاثر کے ساتھ کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ اس کی کوہم خود اتنا محسوس کرتے ہیں کہ میں
 اور غازی عبد المجبار صاحب تنہائیوں میں اس موضوع پر باتیں کر کے بار بار
 روکے ہیں اس کے بعد موصوف نے اظہار فرمایا کہ اس سلسلے میں ہماری سب سے
 بڑی بد قسمتی یہ ہے کہ جماعت میں سب سے زیادہ موثر مقبول و محبوب شخصیت
 مولانا مودودی کی ہے۔ دوران ہی کی ذات جماعت میں معیار اور نمونہ بن
 گئی ہے اور ان کو اس طرف بالکل توجہ نہیں ہے۔

(انجمت اسلامی سے مجلس مشاورت تک)

رابعی عالی جناب مستید ابوالحسن علی ندوی (تذکرہ)

(حاشیہ کتاب مہذب نبوت اور اس کے مالی مقام حلیہ)

ابوالحسن علی ندوی بطور مرکزی

مودودی صاحب کی عبارت (قرآن کی چار جہتیں اصدھا ہیں)

لیکن بعد کی صدیوں میں رفتہ رفتہ ان سب الفاظ کے وہ اصل معنی
 جو نزول قرآن کے وقت سمجھے جاتے تھے بدلتے چلے گئے یہاں تک کہ ہر
 ایک اپنی پوری وسعتوں سے ہٹ کر نہایت محدود بلکہ مبہم معنویت کے لئے
 خاص ہو گیا۔ پھر اس کے وجہ و اسباب بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ نتیجہ
 ہو کہ قرآن کے اصم معنوں کا سمجھنا لوگوں کے لئے مشکل ہو گیا۔

تَبَصَّرْ
 مولانا ابوالحسن علی صاحب ندوی مودودی صاحب کی عبارت
 مذکورہ یہ تبصرہ فرماتے ہیں کہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ
 اس طویل مدت میں یہ کتاب غفلت اور جہالت کی نذر رہی۔ اس کے

حفاظت کو سمجھی نہیں جاسکا اور نزول کے تھوڑے ہی مدت کے بعد اس سے استفادہ کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ یہ تعبیر قرآن کی آیت مبارکہ **مَا تَخْنِ مَرَاتٍ وَ تَأْتِي بِطَنٍ** ۵ ترجمہ ہم نے اتاری ہے یہ نصیحت یعنی قرآن اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ کے خلاف ہے یہ نہ فضل و حسان کے موقع پر حفاظت کا وعدہ میں اس کے مطاب کا فہم نہ ان کی تشبیح۔ اس کی تعلیمات پر عمل اور زندگی میں ان کا طبق بھی شاس ہوتا ہے اور ایسی کتاب کی کیا قدر و منزلت ہو سکتی ہے جو طویل مدت تک مسلسل پڑی رہے نہ سمجھی جائے نہ اس پر عمل کیا جائے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے اللہ جلہ وسلم سے فرمایا

اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ ترجمہ اس کا جمع کرنا اور پڑھنا ہمارے ذمہ ہے جب **فَاِذَا فَرَغَا فَذُكَّرَا** ۵ **ثُمَّ رَتَّلَا** ۵ ہم دینی پڑھا کریں تو تم اس کو سننا کرو اور پھر ہی **رَتَّلَا** ۵ **عَلَيْنَا** ۵ پڑھا کر دو پھر اس کے بعد اس کا سننا بھی ہمارے ذمہ ہے۔

غور و فکر کا یہ انداز ہے دور حاضر کے بعض مفکرین انشا پر داز اختیار کر رہے ہیں اس ابدی انقلاب آفریں صلاحیتوں اور کارناموں سے بھرپور امت پر ایک طویل المیعاد فکری فحط اور ذہنی و عملی تعطل کا لازم ماند کرتا ہے جو درخت اپنی زندگی کی بہترین مدت میں برگ و بار نہ لائے و بے حاصل و بے ثمر پڑا رہے اس کی افادیت اور فکری صلاحیت مستعمل طور پر مشکوک ہو جاتی ہے اور مستقبل میں بھی بھلائی کی امید کرنی مشکل ہے۔ نتیجہ اگرچہ بادی النظر میں کچھ زیادہ ہم اور سنگین نہ معلوم ہو لیکن اس کے اثرات ذہن و مانع اور طرز فکر پر بڑا گہرے اور دور رس ہیں اس لئے کہ یہ اس امت کی حسیات ہی میں شک و شبہ پیدا کر دیتا ہے جو نہ صرف دین و پیغام کی حامل ہے بلکہ

اس کو دنیا میں پھیلائے اس کی تشریح کرنے اور اس کی حفاظت کی ذمہ دار ہے اور اس سے اس امت کی گزشتہ تاریخ اس کے مجددین مصلحین اور مجتہدین کے علمی و عملی کارنامے بھی مشکوک، و بک قیمت ہو جاتے ہیں اور زندہ کے لئے یہی بات بڑی مشتبہ ہو جاتی ہے کہ جو کچھ کہا گیا اور سمجھا گیا وہ صحیح ہے اور جو کچھ کہا جائے گا اور سمجھا جائے گا وہ تک و شبہ سے بالاتر ہے۔ اس سے ظاہر و باطن مغزو پوست کے اس فلسفہ اور دینی حقائق کو ایک نہایت عبیر قیمہ معرہ اور چھپتال قرار دینے کی سعی کو شہ ملتی ہے جس سے باطنیوں کے مختلف فرقوں نے مختلف زمانوں میں فائدہ اٹھایا۔

یہ اس علمی حقیقت اور عقیدے کے بھی خلاف ہے کہ یہ دین اس نسل کو حریت کتبائی شکل ہی میں نہیں ملا بلکہ ایک نسل نے دوسری نسل تک اس کے الفاظ و مفاد ہم بلکہ طریق عمل تک کو منتقل کیا ہے اور توارث کا یہ سلسلہ لغت و معنی دونوں میں جاری رہا نیز اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جا بجا الکتاب المبین اور عربی المبین کے الفاظ سے یاد کیا اور ایک جگہ اس کی آیات کے حکم اور مفصل ہونے کا ذکر کیا ہے۔ یہ صفات اور تعریفیں بھی اس خیال کے شافی ہیں کہ قرآن مجید کے بنیادی حقائق طویل عرصہ تک پردہ خفایں رہے۔

رائے عالی مولانا عبد الباری صاحب ندوی (لکھنؤ)

مولانا منظور نعمانی صاحب اپنی خود نوشت غلطی اور توبہ میں جس کو آپ ملاحظہ کر چکے ہیں لکھتے ہیں کہ مجھے یاد آتا ہے کہ جماعت اسلامی کے ابتدائی دور میں جب یہ عاجز پورے جوش اور سرگرمی کے ساتھ اس میں شریک بلکہ اس کا داعی تھا۔ مولانا عبد الباری صاحب ندوی نے (جب کہ میرا ان سے

کوئی حق و رابطہ بذراعت بھی نہ تھے محض نفی خیر خواہی سے، مجھے ایک خط لکھا جس کا حاصل اب یہ یاد رہ گیا ہے کہ کم از کم تمہیں اس حقیقت سے ناواقف نہ ہونا چاہیے کہ جس شخص نے کبھی سب سے زیادہ اپنی اصلاح کا سبق نہ لیا ہو اس کا صلاح کامل کے اتنے اونچے، غلوؤں کے ساتھ کیسوں کر کھڑا ہو جانا خیر و صلاح کا باعث کہاں تک ہو سکتا ہے؟

علا شہ جہانت کے بانی اور بہت سے مولانا عبد الباقی ندوی کا دوسرا بیٹا اساطین خاں علمی و علمی تربیت و صحبت سے محروم اور نرے کتابی علم و ذہانت کے زور میں کہیں سے نکل گئے اور بہت سی مہلک بے اعتدالیوں کا شکار ہو کر اپنے اور دوسروں کے لئے نیم ملتا خطرہ بیان بن گئے ہیں۔

صورت مذہب کہ می سازند تمہیں می کنم

معنی دیں را کہ می سوزند خلق آکاہ نیست

(بحوالہ جماعت اسلامی سے مخالفت کیوں؟ ص ۷)

رائے عالی حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب امت برکاتہم

مہتمم اشرف المدارس ناظم آباد و سابق شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی

ار کتاب مودودی اور یک ہیزار علانیہ امت

امیدوار

سوال۔ آج کل جماعت اسلامی بظاہر بہت کام کر رہی ہے مگر اس کے باوجود علماء کرام مولانا مودودی صاحب اور ان کی جماعت پر سخت تنقید کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب منہ الصدق والصواب | مودودی صاحب اور ان کی جماعت

بھراؤلت ایسی حالت میں علامت کرامت و دودی پر اعتراض کرتے ہیں تو یہ
یقین کیوں ہے؟

علامت اعتراضات سے چہا تو مودودی صاحب کے اختیار میں ہے
وہ سلاطین کے حق میں تسلیم قبول سے باز آجائیں اور جو لکھ چکے ہیں اس سے
توبہ کا اعلان کر دیں تو علم کے اعتبار سے صحت خود ہی ختم ہو جائیں گے۔

مگر یہاں انصاف سے کہ وہ نو کا بردہ بن پر اعتراضات کی اشاعت
میں سزا کیمرہ ہیں اور ان پر کوئی اعتراض نہ کرے کوئی شخص کسی بھری مجلس
میں جا کر بل مجلس کے آجے واحد و نو کا باں دینا شروع کرے وہ بیرون لوگوں
سے اپنے سزا زدہ احترام کی امید رکھے اس سے بڑی حماقت کیا ہوگی؟

۱۰۔ مودودی صاحب نے وہاں کہ نبی کے سوتفہید سے کسی کو باطنی ترنہ
بجائے بین خود جماعت کے انہ دو دودی صاحب تو عقیدے بالاتر سمجھتے ہیں
۱۱۔ مودودی صاحب کے کسی مسدود انتہائی صحیحہ کرم پطعن و اعتراض کو غلط
نہیے کے سے تیار نہیں تو وہ ان کی عصمت کے قائل ہیں؟

۱۲۔ مودودی صاحب کا اہل حق سے نہایت اختلاف ہے مودودی صاحب
سے ان قرآن مجید و حدیث کا مفہیم سمجھتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کوئی
احیان نہیں ساند صراط مستقیم کی تفسیر میں صراط اللہ یا صراط رسول یا صراط
قرآن کی بجائے صراط الذین انعمت علیہم فرمایا گیا ہے یعنی صراط مستقیم کا
یقین کر نبی ولی مودودی علیہم کی ایک جماعت ہے۔

۱۳۔ مودودی صاحب نے خلافت و ملوکیت لکھ کر اپنے اندرونی بغض صریحہ کا
تبرہ نکل دیا ہے۔ اس کتاب کو دیکھنے کے بعد بھی مودودی صاحب کے بغض
صحابہ پر جس کو یقین نہ آئے تو یہ دلیل ہے کہ خود اس شخص کے اندر بھی بغض صحابہ

مودودی صاحب اور تخریب اسلام

از حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب دامت برکاتہم قسم

شرف المدارس ناظم آباد علی گڑھ (سابقہ اہلحدیث دارعلوم کراچی)

سوال ۱ مودودی صاحب اور ان کی جماعت شیعہ خائفوں اور دوسرے دینی کاموں اور منظم تحریک کے ذریعہ عوام میں باذمیت پیدا کر رہی ہے اور اکثر نو تعلیم یافتہ لوگ صرف بنی خویوں کو دیکھ کر اس شخص سنی جماعت سمجھتے ہیں اور ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں مذہب مفسد بیان نہ ماریا، مسلمانوں کی رہبری فرماتیں کہ کیا جماعت اسلامی واقعتاً دینی اسلام میں کڑی ہے جو سچا کلام ربی اللہ تعالیٰ عنہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اور کیا محدثین مذکورہ بالا خویوں کو حقانیت کی ذیل قرار دیا جا سکتا ہے ؟

اگر یہ بہت صحیح راستہ پر نہیں تو اس سے متعلق مندرجہ ذیل سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

- (۱) کیا اس کا شمار اہل سنت میں ہے ؟
- (۲) ان کے ساتھ تعاون جائز ہے ؟
- (۳) ان میں رشتہ کرتا جائز ہے ؟
- (۴) ایسے شخص کی مامت کا کیا حکم ہے ؟

بیٹو! توجروا

الجواب لسبب ملہم الصواب

الحمد لله الذي وسع سمعه الاشياء والذين اصابهم عذوبة الموتى من شياطين
الرحيم بسم الله الرحمن الرحيم اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت
عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين آمين۔

آن کل لوگوں نے حسن نظم حسن خدق، بشار و ہمدردی، انتہام اعمال
اور جرأت و ہمت کو معیار حق سمجھ لیا ہے چنانچہ جن افراد یا جن جماعتوں میں
یہ صفت پائی جائے لوگ ان کو اہل حق سمجھ کر ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں۔
لہذا خوب سمجھیں کہ ان چیزوں میں سے کوئی چیز بھی معیار حق نہیں بن سکتی۔
یہ سراسر اگرچہ ایسا بدیہی ہے کہ انسان کی عقل اس کا فیصلہ کر سکتی ہے مہربان
مختصراً عرض کرتا ہوں۔

معیار حق کی تعیین میں مغالطہ | اگر حسن نظم کو معیار حق قرار دیا جائے تو
برطانیہ اور امریکہ وغیرہ کے لوگ سب سے
زیادہ اہل حق ہوں گے اسی طرح عیسائی مشنریاں اور قادیانی جماعت جس حسن نظم سے
کام کر رہی ہے کوئی مسلم جماعت ایسی منظم نہیں۔ اسی طرح حسن خلاق اور ایشاد
ہمدردی جس حد تک عیسائی مشنریوں اور قادیانیوں میں ہے کسی مسلم جماعت میں
نہیں، عیسائی مشنریاں شہد خاؤں اور دودھ کے دلوں اور مختلف چیزوں کی
تقسیم روپے اور ملازمت کے پارے میں لوگوں کو عیسائی بنا رہی ہیں۔ اسی لئے اچھوت
تو میں عیسائی مذہب اختیار کر چکی ہیں یہی طریقہ عیسائیوں سے قادیانیوں نے
سیکھا۔ بہت سے قادیانی ڈاکڑوں نے اپنی خدمات وقف کر رکھی ہیں دکانوں پر
بورڈ لگے ہوئے ہیں کہ مریض کے گھر پر جا کر بلا قیس معائنہ کیا جاتا ہے۔ تقیم کے ایام

میں بعض قادیانیوں کو دیکھا کہ متوں کے مقداد میں روزانہ مباحین میں تانہ دودھ
 تقسیم کرتے تھے۔ یہ ایک دودھ کا واقعہ نہیں بلکہ کی مہینوں تک ان کا یہ معمول
 دیکھا گیا۔ عیسائی مشنریاں ڈبلے کا دودھ تقسیم کرتی ہیں مگر قادیانی اس سے بھی
 بڑھ کر تانہ دودھ تقسیم کرتے۔ ہے تو کیا یہ عیسائی اور قادیانی اہل حق
 ہو سکتے ہیں؟ یہی عیسائی ہتھیروں اور قادیانیوں کے طریقہ تیس کی تعیند بعض مسلم
 ۷ عیت بھی کرنے ہیں۔ یہ گوشت خائف وہ مختلف مواقع پر احادیث نندوں
 اور تعادق کے ذریعہ لوگوں کو متاثر کرنے کی سعی کرتے ہیں شرعی نظر سے نہ صرف
 یہ کہ یہ چیز معیار حق نہیں بلکہ مرے سے یہ طریقہ تیس غلط ہے۔ آپ نے کوئی احسان
 یا طمع ولا کر کسی کو اپنی طرف مان کر لیا تو ایسے شخص کا کیا اعتبار؟ کل کوئی دوسری
 جماعت اسے کوئی بڑی جمع دے کر اپنی طرف کھینچ سکتی ہے۔ ایسے ہی اہتمام
 سوال بھی معیار حق نہیں خوارن کے بارے میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے پیشگوئی فرمائی جس کی صداقت کو دنیا نے دیکھا فرمایا کہ یہ لوگ ایسے عابد و زاہد
 ہوں گے کہ تم ان کی عبادت کے سامنے اپنی عبادت کو تیرے کھینچے گئے اور فرمایا کہ
 یہ لوگ بدعت تلاوت قرآن سے مطلب لیں۔ میں گئے مگر لایا انا حنیف ہوں
 یعنی قرآن کا۔ قرآن کے تعویب کی طرف تباہ کرے گا۔ یا یہ کہ ان کی تلاوت سماء
 بول کی طرف بلند ہوئی۔ ان کے مرتب میں۔ بت کی۔ عار اللہ زرخشیری کو جائید
 اسی لئے کہا جاتا ہے کہ یہ ہمیشہ کے لئے دنیا دہانہا سے الگ ہو کر بیت اللہ میں متکلف
 ہو گئے تھے تو کیا مستزاد وہ نہ گئے اہتمام اعمال کی وجہ سے ان کو کوئی اہل حق
 کہہ سکتا ہے یا یوں ہی حیات و بہت سے تعلق خود فرمائیے کہ کفار ہمیشہ کس جرأت و
 ہمت کا نظاہرہ کرتے رہے ہیں در کہ رسپ ہیں۔ بیویوں۔ بہنوں اور بیٹیوں کا
 کوٹہ بننا گوارا یا۔ بچوں کو غلام جایا۔ در خود غلامی کا طوق پہنا۔ سلطانیت ترقا

کیس۔ اہلک چھوڑیں اور اپنی جانیں دیں کوئی بڑی سی بڑی آفت ان کو
ان کے نظریہ سے نہ ٹھاسکی۔ اہل طالب کی جرأت دیکھتے مرتے وقت بھی یوں
کہتے ہیں کہ اَحْسَنُ الْمَوْتِ عَلَى الْمَعَارِ میں آجائی دین چھوڑنے کی عار پر
نارِ جہنم کو ترجیح دیتا ہوں۔ غور کیجئے کہ کتنی بڑی جرأت ہے۔ معلوم ہوا کہ
جرأت و ہمت و استقلال کو معیارِ حق قرار دینا غلط ہے۔ حقیقت یہ
ہے کہ ایشہ و ہمار دی۔ خدمتِ خلق۔ حسنِ خلق۔ حسنِ نظم اور ہمت و
جرأت اہل حق کی صفات ہیں بن کو غیر اہل حق نے خفیدہ کر لیا جیسے کہ
غیر اہل حق کی کئی صفات کو اہل حق خفیدہ کئے ہوئے ہیں تو صفات مذکورہ
جائزہ صفات محمودہ ہیں اور اہل حق کی صفات ہیں اہل حق کا معیار
نہیں کہ جس میں بھی یہ صفات ہوں سے اہل حق سمجھ لیا جائے۔ کچھ لوگ
اس سے بھی ایسی جماعتوں کے ساتھ وابستہ ہو جاتے ہیں کہ ان کے ہاں
دین بہت سستا ہے، جب کہ مولوی کا دین مشکل ہے غیر شرعی لباس اور
وضع قطع اور تشبہ بالنصاری کے ہوتے ہوئے اور سینا مینی جیسے جرائم میں
مبتلا ہوتے ہوئے مولوی کسی کو دیندار نہیں کہہ سکتا۔ بعض جماعتوں نے
دین اتنا سہل کر دیا ہے کہ آپ و راحی کٹاتے ہوں، سر پر انگریزی بال ہوں
انگریزی لباس پہنتے ہوں، پاجامہ نچنے سے بچے رہتا ہوں، سینا بھی دیکھتے
ہوں، یہ سب کچھ کرتے ہوئے بھی آپ دین دار مسلمان بلکہ پوری دُنیا
کے صالح ترین اور متقی مسلمان بن سکتے ہیں۔

جمع کعبہ بھی کیا اور گنگا کا انسان بھی راضی ہے رحمان بھی اور جوش ہے شیطان بھی
جب تک کہ کوئی شخص زکوٰۃ اور چرم قربانی و صدقۃ العطر صبح و شام
پر نہ لگائے اس وقت تک وہ مولوی کی نظر میں دیندار نہیں مگر اس جماعت

کا نظریہ یہ ہے کہ آپ جو عت کو زکوٰۃ دے دیں آگے جماعت خواہ اس سے مکانات تعمیر کرے یا ڈاکٹروں کو تنخواہ دے، شفا خانے چلا سکے یا الیکشن لڑے۔ دیکھیے کثرت آسان دین ہے کہ آپ کی زکوٰۃ بھی ادا ہو گئی، اور الیکشن وغیرہ کی ضروریات بھی پوری ہو گئیں۔

کہاں بھٹکے جا رہے ہو — صاحبو! ہوش میں آؤ کہاں بھٹکے جا رہے ہو اگر آسانی اور سہولت ہی آپ کے ہاں معیارِ حق ہے تو آپ اسلام ہی کیوں نہیں جیوڑ دیتے تاکہ برقیہ آزاد ہو جاؤ اور اگر سلام کا نام باقی رکھتے ہوئے آزاد ہونا ہے تو پروٹری مذہب میں بھی بہت آسانی اور سہولت ہے نہ وہاں ناز و نند کی پابندی اور نہ محرمات سے بچنے کی قید۔ (اعاذنا اللہ منہ)۔

معیارِ حق

آیاتِ بینات | اب سے کہ حقیقت میں معیارِ حق کیا چیز ہے۔ ارشاد ہے:

(۱) اٰھدنا الصراط المستقیم ۝ صراطِ الدین انعمت علیہم ۝ غیاث المعضوب علیہم ولا الضالین ۝ اللہ تعالیٰ نے صراطِ مستقیم کی تفسیر صراطِ اقرآن یا صراطِ اللہ یا صراطِ الیومل علیہ السلام سے نہیں دینی اس لئے کہ لوگ اس کی تعین میں اختلاف کرتے ہذا فرماتے ہیں "صراطِ لدین انعمت علیہم" کہ یہ منحہ علیہم جماعت کا راستہ ہے یہ جماعت صراطِ مستقیم کی تعین کرے گی بلکہ عربیت کا قاعدہ ہے کہ بدل مقصود با نسبت ہو اور بدل کو صرف اسمِ شہر ہونے کی وجہ سے ذکر کر دیا جاتا ہے تو معلوم ہو کہ طالبِ ہدایت میں اس مسودہ منحہ علیہم جماعت کا نام ہے صراطِ مستقیم ہی وہ دوسرا نام ہے تو ثابت ہو کہ کتاب اللہ اپنی تفسیر میں جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

ہے اسی طرح کتاب اللہ و رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تقسیم میں رجال اللہ (منعم علیہم جماعت) کی محتاج ہے۔ ہم اس جماعت سے مستثنی ہو کر قرآن و حدیث سمجھنے کے بار نہیں۔ نہ خود جماعت صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کا اسوۂ حسنہ مراد مستقیم ہے، پھر ان سے بلا واسطہ اس طریق کو سمجھنے والی جماعت تالین، پھر ان سے عمل کرنے والی جماعت، اسی طرح ایک دوسرے سے قیامت تک بالمشافہ صحیح طریق کو حاصل کرنے والی رجال اللہ کی جماعت کا طریق مراد مستقیم ہوگا اور اس کے خلاف جملہ طرق ضلالت اور گمراہی کے راستے ہوں گے۔ رجال اللہ کی جماعت قرآن و حدیث کی زندہ تصویر و رہنمائی پھرتی تفسیر ہوگی۔

۲۲۔ بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي ضَلَالٍ كَثِيرٍ وَ لَوْ لَعَلَّكُمْ وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الظَّالِمُونَ ۝ (سورۃ مائدہ ع ۵) اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت کے لئے قرآن کے تحائف کافی نہیں بلکہ اس کا مطلب اور اس کی تفسیر جو رجال اللہ کے صدور میں ہے وہ واجب القبول ہے۔

۲۳۔ وَمَنْ يَتَّبِعْ أَهْلَ سُنَنِ الرَّسُولِ مِنْهُ فَمِمَّا تَتَّبِعُونَ لَكَ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُنِزَّلِينَ لَوَلَدَ مَا تَوَلَّىٰ وَ نُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَ سَاءَتْ مَصِيرًا ۝ (سورۃ النساء ع ۱۰)۔

”ایت تقی الرسول پر بس غیر سبیل المؤمنین کا غلط تفسیر ہی ہے۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سبیل کی تعین مومنین کی ایک جماعت اپنے قول و عمل سے کرے گی۔ ان کے راستے سے انحراف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے سے انحراف ہوگا اور موجب جہنم ہوگا (اعاذنا اللہ منہما) ۲۴۔ کُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْعَمَلِ الصَّالِحِ وَ

نَهْنُونَ عَنْ الْمَنْكِرِ تُوْجُّهُنَّ بِاللّٰهِ اِنَّ هٰذَا مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ
اُخْرِجَتْ لِنَاسٍ فَمِنْهُمْ سَمِيَ بِنْتِ ابْنِ تَعَالٰی عِہم کے انبیاء کو و سب
اور ان کے طریق کو لوگوں کے لئے تھت قرار دیا۔

(۵۱) وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰهُمۡ اٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ يَعْلَمُونَ
(سورہ بقرہ ع ۱۱۷) اس میں بھی یہ امر صریح ہے کہ منعم علیہم پر علت کا
راستہ معیار حق ہے۔

(۱۶) وَذٰلِكَ اَفْضَلُ مِمَّا مَلَآ تِلْكَ اَنْفُسًا سَوْدَاۤتٍ
(۱۷) اِنَّ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ مٰنَعَهُمْ بِرَدِّ مَعْرِضٍ لِّسُنَّةِ اٰوْنٍ لِّوٰاۤفِی
لَمَّا هُمْ فِیۡ سَبَقِیۡ اٰیٰتِہٖ ع ۱۶

ان دونوں آیتوں میں اس کی تفسیر ہے کہ ایمان وہ معتبر ہو گا جو حضرات
صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایمان جیسا ہو یعنی ایمان صحیح کی کسوٹی اور
معیار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے اس سے ہٹ کر کوئی شخص براہ
راست قرآن یا حدیث پر ایمان لانے کا دعویٰ کرے تو یہ ایمان قبول نہ ہو گا۔

احادیث مبارکہ

(۱) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری امت کے بہت
سے فرقے ہو جائیں گے ان میں صرف ایک فرقہ ناجی ہو گا باقی سب جہنمی
ہوں گے۔ عرض کیا گیا وہ کون سی جماعت ہوگی ؟ فرمایا ماما نا علیہ
وا اصحابی " بظاہر " ماما نا علیہ " فرمادینا کافی تھا مگر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو اس کا علم تھا کہ آگے چل کر کچھ لوگ میرے اصحاب سے
مستغنی ہو کر میرا راستہ تلاش کریں گے مگر مجھ سے بھی مستغنی ہو کر میرا
قرآن کی تعبیر کریں گے اس لئے ماما نا علیہ کے بعد اصحابی کا اضافہ فرما

کراپنے طریق کی تفسیر فرمادی کہ میرا طریق وہی ہو گا جو کہ میرے اصحاب بیان فرمائیں گے، ماوردیہ انقرآن یا ما انزل لہ کی بجائے "انا علیہ واصحابی" فرمایا اور پھر صرف "انا علیہ" کو کافی نہ سمجھا حدیث کی دلیل ہے کہ ہیں قرآن و حدیث کے براہ راست سمجھنے کی اجازت نہیں۔

(۲) علیکم بستی است: مخلف را را شد بن لمہد تین، نمشکو ابھا وعضوا
عصب با بجاہد، اس حدیث میں سنتی تک بعد و سنتہ الحنفیہ کا عطف تفسیری لاکر وضاحت فرمادی کہ میری سنت صرف وہ ہوگی جس کی تعیین صرف ہے۔
رسندین یعنی اللہ تعالیٰ عنہم کریں گے۔

(۳) بحکم ہذا اعلام من کل خلف عدو لدنیقون عنہ، مختریق الغالبین و
انکال المبطون، تاہیں الجاہلیں (سکھو ہ) یعنی نہت میں سلف سے نہت
علم صحیح کے حامل ہیں گے، وہ بلا واسطہ ایک دوسرے سے صحیح طریق کی تعلیم اپنے
والی جماعت ہر زمانے میں موجود ہوگی، جو جہاں اللہ سے مستغنی ہو کر براہ راست
قرآن و حدیث سے استنباط و اجتہاد کے شائقین و اجتہاد کی من مانی تادیلات
و تحریکات کا قیام کر رہے ہیں۔

(۴) عن ہذیفۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
انی ما ادری ما یقال فیکم فی قتد وابتدین من بعدی ابی بکر و عمر و زید
الحافظ یونہر انفقہا فانتہا جہل اللہ لہ و لدن تمسک بہم تمسک بالعدوۃ
و ثقی لا انفصام لہا (رواہ الترمذی و حسنہ) و قال ذی لباب عن ابن
مسعود و الطبرانی عن ابی لدر و امینہ و احمد و ابن ماجہ و صحیحہ ابن حبان
و الحاکم) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد قرآن و حدیث کے بناء
کی بجائے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اقتداء کو فرض قرار دے کر

ان کے معیار حق ہونے پر مہر ثبت فرمادی نبائی حدیث بعدہ یومنون ۵
 (۵) اصولی کلمہ کا نجوم باہم اقتدریم اھد یتیم وکنوز الخفاق سے
 ہامش الجامع الصغیر ص ۳۲ اس میں بھی صی پر کلام رضی اللہ عنہم کی اقتدر
 کا حکم فرمایا ہے۔

عقل سلیم

عقل بحاظ سے بھی دیکھنا ہے تو یہ امر ہر بہت کہ حق کا معیار ایک
 جماعت ہونی چاہیے جو ہر زمانے میں بلا واسطہ ایک دوسرے سے استفادہ
 دانہ کرتی ہوئی رہی ہو اس لئے کہ فہم و فہم میں چند مور کا ہونا
 ضروری ہے۔

اقبام و فہم کیسے ضروری ہو | بنی فہم و متکلم ہم۔ بان ہوں
 نیز لسان لسانی ہی مہارت کہو
 نہ پیدا کرے مگر اہل لسان جس حد تک کلام کا مقبوم سمجھتا ہے غیر نہیں سمجھ سکتا۔
 ۲۔ متکلم کے بعد کو سنا، چنانچہ ستہام و سنا۔ میں فرق صرف لئے ہی کے
 اعلیٰ۔ تہ ہو سکتا ہے انھ دووں کے یکساں ہوتے ہیں۔

(۳) متکلم کے چہرے اس کی نگہت، ہیئت، آثار، ہمتوں اور کھوپ
 کے اشارات کو دیکھنا امر مستحجربا تہدید کے لئے ہے یا کہ طلب مامور بہ
 کے سے اور کلام غضب یہ معنی ہے یا حقیقت یہ یہ تہد مور متکلم کے بعد و
 اس کی رویت پر موقوف ہوتے ہیں، ایک مرتبہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حالت غضب میں فرمایا: سوئی ماشستم، لوگوں نے فضول سوائے
 شروع کر دیے، کسی نے سوائے کیا کہ میرا پ کون ہے؟ کسی نے پوچھا کہ
 میری بات تم کوئی وہاں ہے؟ حدیث عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا تو غضب سے شریخ ہو رہا تھا۔ میں نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض کیا اغوذ باللہ من غضب اللہ و غضب رسولہ تب جا کر آپ کا غصہ فرد ہوا۔ (۴) کلام کے محل وقوع کا مشاہدہ، حقیقت لغویہ، اصطلاحیہ، محبازیہ استعارہ، کنایہ، توریہ، مفہوم کا عموم و خصوص وغیرہ کلام کے محسوس درود ہی سے معلوم ہوتے ہیں۔

(۵) قرب ظاہری و باطنی رقب باطنی سے مراد تعلق و محبت اور خیالات و نظریات میں اتحاد و یکجہتی، چنانچہ ہر شخص اپنے احباب اور ہم مجلس و ہم مشرب کی بات بہ نسبت دوسروں کے زیادہ سمجھتا ہے۔

اپنی معقول و مسلم اصول کی بنا پر پیبائی سبزی کسی روایت کو بتائید بیان کرنا چاہتے ہیں تو فرماتے ہیں اصبرۃ بینای و سمعۃ اذنانی و دعادۃ قلبی۔ یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کلام فرما رہے تھے اس وقت میں ہی دونوں آنکھیں آپ کے چہرہ انور اور اس کے الاوان و آثار و تزیینات اور شہم و ابرو کے اشارات اور ہاتھوں کی تعبیر کو دیکھ رہی تھیں و کلام کے محل و رد کا مشاہدہ کر رہی تھیں اور میرے دونوں کان آپ کے اہلجے اور آواز کے نشیب و فراز کو سن رہے تھے۔ یہ نہیں فرمایا کہ میں اپنی آنکھ سے دیکھ رہا تھا و اپنے کانوں سے سن رہا تھا بلکہ فرماتے ہیں کہ میں خود آنکھیں اور کان بن رہا تھا پھر ایک آنکھ و کان نہیں بلکہ میں ہر متن دونوں آنکھیں اور دونوں کان بن کر متوجہ تھا اس کے ساتھ ہی چونکہ اہل لسان ہوسنے اور قرب ظاہری و باطنی کا شرف بھی حاصل تھا ان سب خصوصیات کی بدولت آپ کے ارشادات کو میرے قلب نے خوب سمجھا اور الفاظ و معانی کو

تغیر و تبدل سے خوب محفوظ کر لیا۔

اب غور فرمائیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سب کے سب اہل لسان بھی تھے براہ راست آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لہجہ کو سننے والے، بوقت تکلم کیفیت اور مشادات کا مشاہدہ کرنے والے، آیات قرآنہ کے شان نزول، و احادیث کے مواقع و رد کو خوب جانتے والے تھے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرب ظہری و باطنی کے علی مقامات پر تھے کہ ان کے درجہ قرب تک کسی کی رسائی ممکن نہیں۔ مقررین بارگاہ الہی جوئے کی وجہ سے درباری اشارات سمجھنے کی پوری استعداد رکھتے تھے لہذا اس جماعت نے جو کچھ صراطِ مستقیم کی تعین فرمائی اس میں کچھ صراطِ مستقیم کی ہدایت کا کوئی امکان نہیں۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بلا واسطہ استفادہ کرنے والی جماعت تابعین رحمہم اللہ کی ہے انہوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول و فعل کو بلا واسطہ سنا اور دیکھا اور مشاہدہ صراطِ مستقیم کی ہدایت حاصل کی ان کے بعد تبع تابعین نے علیٰ ہذا القیاس بالمشافہ تعلیم و تعلم کے ذریعہ صراطِ مستقیم کی حفاظت کرنے والی جماعت چلی آئی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک رہے گی۔ یہ سلسلہ کبھی بھی کسی زمانے میں بھی منقطع نہیں ہوا۔

اہل حق کی جماعت

اسلام میں ایسا وقت آہی نہیں سکتا کہ قرن و حدیث صرف صحائف کی شکل میں رہ جائیں اور ان کے الفاظ و معانی کی حامل کوئی امت نہ ہو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایک جماعت قیامت تک حق پر قائم رہے گی اور دین تویم اور صراطِ مستقیم کی حفاظت

مکتبہ ربیع

تو معلوم ہوا کہ معارض حق پر رحاں اللہ کی حمد مت ہے۔ یہ لوگ ان کے ساتھ دلسلہ ہوں گے وہ اہل حق ہوں گے اور جس فرد یا جماعت نے ان کا دامن پھوٹا وہ خود کہنے ہی دعوے اتباع قرآن و حدیث کے کرتے رہیں اہل حق ہرگز نہیں ہو سکتے۔ اہل حق کا نسب اہل سنت و اہل ایمان سے ہے پڑا کہ یہ لوگ قرآن کو سکت سے اور قرآن و سنت دونوں رحاں اللہ کی جماعت سے کہتے ہیں۔

جماعت اسلامی کا دھل و فریب

بہ ان لوگوں کو ذرا حق و باطل کی اس کسوٹی پر دیکھئے جن کے حسن و غم وغیرہ سے متاثر ہو کر آپ ان کو اہل حق سمجھنے لگے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس جماعت کی تمام تر مساعی سے مقصد ہی نہ رحاں اللہ کی حمد و ثناء و ان کے متبعین کردہ ہر اہل مستقیم کی کس تحریب و اس کے بعد اپنے جدید اسلام کی تعمیر ہے۔ دیکھیں ان کے اقوال اور طرز عمل سے صرف سنباط کی بنا پر نہیں کہتا بلکہ اس پر اس کی صریح عبارات موجود ہیں کہ ہم مکمل طور پر تحریب کے بعد جدید تعمیر کرنا چاہتے ہیں۔ حوالہ بات نہایت اچھے آگے آئیں گے۔

تخریبی کارروائی

اب تخریبی کارروائی سنئے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم معیار حق نہیں قرآن و حدیث کو رد۔ من سمعھا ضرر دہی سے۔ قرآن و حدیث کے سمجھنے کے لئے صرف کلام و روایت سے ہمارے عہد و

نہیں بلکہ دعاؤ اللہ! اس کا جواز ہی نہیں۔ ہم قرآن و حدیث کو تو براہ راست اپنے
 علم و فہم سے سمجھیں گے۔ اس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کی سند کا مطالعہ کیا تو اس
 کو قرآن و حدیث کے مطابق پایا۔ غور فرمائیے کہ قرآن و حدیث کی نصوص مذکورہ بالا
 اور دلائل عقلیہ کا فیصلہ تو یہ ہے کہ قرآن ہی علم اور نظریات کو صحابہ کرام رضی اللہ
 عنہم کے طریق کی کسوٹی پر پرکھو مگر یہ لوگ اس کے بالکل برعکس یوں
 کہتے ہیں کہ ہم صراطِ مستقیم کی تعین تو خود براہ راست قرآن و حدیث سے
 اپنے علم و فہم کے ذریعہ سے کریں گے پھر ہم صحابہ کرام رضی اللہ
 عنہم کی زندگی اور اسلوبِ صحت و سقم کو اپنے نظریہ کی کسوٹی پر پرکھیں گے۔
 ہم اپنے نظریے کا امتحان لیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مطابق سب سے نہیں اس
 کی بجائے ہم صراطِ مستقیم کی تعین خود کر کے سو کہ ہم رضی اللہ عنہم کا امتحان لیں گے
 کہ وہ ہیں پر تھے یا نہیں (اعاذ اللہ) پھر اس امتحان میں صحابہ رضی اللہ عنہم اعداد
 لہ، مودودی صاحب کے ملحد فہم کی کسوٹی اور نظریات کے معیار پر پورے نہ
 سکے۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

”بسا اوقات صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی بشری کمزوریوں کا غلبہ
 ہو جاتا تھا۔ (ذہبیات طبع صحابہ رضی اللہ عنہم)“

اس کے بعد چند واقعات بلکہ کریہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ
 عنہم، ایک دوسرے کو بھڑکاتا کرتے تھے اس میں غلطیاں و اوقات قابلِ توجہ ہے۔
 یعنی کوئی شاذ و نادر نہیں بلکہ دعاؤ اللہ! اگر وہ بیشتر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر بشری
 کمزوریوں کا غلبہ ہو جاتا تھا۔

ادلا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بشری کمزوریاں ثابت کرنے کے لئے ایک
 غیر معتبر کتاب کی بے سند روایات پیش کر رہے ہیں، تعجب ہے کہ صحیح بخاری کی صحیح

دوسرے حدیث کا تو برے سے انکار کرتے ہیں اور جن احادیث صحیحہ کو تسلیم بھی کرتے
 ان سے متعلق بھی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان سے زیادہ سے زیادہ گمان
 صحت حاصل ہو سکتا تھا نہ کہ مسلم یقین (اس کا حوالہ انشاء اللہ عنقریب آئے گا)
 مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تو ہیں اور ان کی بشری کمزوریوں کو اچھلنے کے
 لئے قرآن و حدیث کی نہ دوسری جگہ اور تمام امت کے جماعی عقیدہ کے خلاف
 بے سند روایات کا سہارا لے رہے ہیں۔ قرآن کا فیصلہ ہے اَوَكَلَّا وَعَدَ
 اللّٰهُ اَنۡحُسِّنَ (سورۃ البقرہ ۱۷) دوسری جگہ فرماتے ہیں وَالَّذِينَ مَعَهُ شَدِيدُ
 عِقَابٍ اَلْكَافِرُ رَجَمًا يَلِيهِمْ تَوَّاهِمٌ مِّنْهُم مَّكَرًا يَّجْعَلُونَ فُضْلًا مِّنْ
 اللّٰهِ وَمِنْ رَّحْمٰتِہٖ سَبَّحَا۟ہُمْ فِیۡ وُجُوۡہِہُمْ مِّنۡ اٰثَرِ السَّجۡدِ وَالْحَمْدُ

(سورۃ الفتح ۲۴)

معلوم ہوا کہ کتب سابقہ میں بھی یہ کرام رضی اللہ عنہم کے مناقب مذکور
 ہیں۔ تعدیل بھی یہ رضی اللہ عنہم سے متعلق نصوص اس قدر کثرت کے ساتھ ہیں
 کہ سب کا احصاء مشکل ہے۔ امت کا اجماعی عقیدہ ہے "الْمُتَحَافِظُ كَلَامِ
 عَدُوْلٍ" مگر ان سب کے مقابلے میں بے سند روایات لاکر صحابہ کرام رضی
 اللہ عنہم کی کمزوریاں محض تحریجی کارروائی کی غرض سے بیان کی جا رہی ہیں۔
 ثابۃ بن ابیہ کہ لفظ کذب عربی زبان میں اور احادیث میں کئی معانی میں استعمال ہوا
 ہے۔ یہ جھوٹ کے علاوہ خطا اور کسی کام سے تغلف کے معنی میں بھی استعمال ہوا
 ہے کسی صحابی نے نہ کہیں دوسرے صحابی کے بارے میں یہ لفظ استعمال کیا ہے تو
 اس کے معنی خطا، جھوٹ کے ہیں یہ یہ مطلب ہے کہ وہ جو کام کرنا چاہتے تھے اس پر
 قدرت نہ پانے کی وجہ سے تغلف رہے مگر ان کی تحریج مکمل نہیں ہوتی جب تک
 کذب یعنی جھوٹ کی نسبت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف نہیں کرتے۔

دفعہ کی اس تحریر کے بعد مودودی صاحب نے کتاب "خلافت و لوکیت" لکھی ہے جسکے بعد بھی مودودی صاحب نے بغض صحابہ پر پتھیں نہیں آتا تو یہ اس کی دلیل ہے کہ خود انکے دس میں بھی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بغض اور عداوت ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کے قلوب سے عزرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی عظمت مٹانے اور اس مقدس جماعت سے متفق ہونے میں شک و شبہات اور بغض و نفرت پیدا کرنے کا جو کارنامہ مودودی صاحب نے انجام دیا ہے شیعہ کی پوری جماعت اپنی پوری مدافعت میں اس کا عہدہ شیعہ بھی نہیں کر سکتی۔

مودودی صاحب سے قبل کوئی ایک مسلمان بھی ایسا نظر نہیں آتا جو کسی صحابی سے بغض رکھتا ہو مگر آج مودودی صاحب نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو اس مہلک ذہن سے مکمل طور پر مسموم کر دیا ہے (منہ)

انبیاء علیہم السلام کی توہین

اس سے بھی بڑھ کر ان کی تحریر کا رد والی انبیاء کرام علیہم السلام سے سردار بدلتی ہے۔ فرماتے ہیں:

"عنصرت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لازم ذات سے نہیں

اور ایک لطیف نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو حدود پر ہی سے کسی

کسی وقت اپنی حفاظت اٹھا کر ایک روز غریب ہو جانے دی ہیں

(تفہیمات ص ۱۰۰ ج ۱)

یہ کوئی نبی کا حکم یا فیصلہ ہی نہیں ہو سکتا ہے جب کہ ہر امر و نہی کے وقت یہ حتماً موجود ہو کہ شاید اس وقت عصمت اٹھا لگی ہو حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بغض و تہذیب کی حکمتیں ہوئیں جن پر بعد

قرآن فی القرآن کی شہادت تشریف سے، ان خصوص نہ یہ کہ یہ صرف مودودی صاحب کا عقیدہ ہے کہ قرآن کی تین چوتھی سے زیادہ کھنڈ تو پورے ہی قرآن کی غائب ہے۔
 ذرا غور فرمیں کہ تحریر مذکور پڑھنے والوں پر کیا اثر ہوتا؟ وہ اس سے کیا نتائج اخذ کریں گے؟ اور قرآن و اسلام کے متعلق ان کے قلوب میں کیا یا شکوک شہادت پیدا ہونگا؟
 کیا اس تحریر کو دیکھنے والا امور ذیل پر غور کرنے کے لئے مجبور نہیں ہوگا؟

(۱) اللہ تعالیٰ کی طرف سے حفاظت قرآن کا وعدہ مطلق اور جھوٹ ہے یعنی یہ ہم دہشت (۲) جب قرآن کی یہ تصنیف عظیم و حقیقی روح صدیوں سے مابین قوم پروردہ سو سال کے بعد مودودی صاحب کو قرآن کا صحیح علم دیا، اس وقت تک کہ یہ بڑے شہور مشہورین، محدثین اور ائمہ دین نے قرآن کو نہیں بجا تو آج مودودی یا کسی اور کی قرآن دینی پر کیسے حتمی دیکھا جاسکتا ہے؟ نتیجہ یہ کہ قرآن و اسلام کی صحیح تہذیبی میں نہ رہے
 بھی قابل اعتماد نہیں، لہذا ایسے قرآن و اسلام ہی کو سلام مودودی صاحب دے دے (۳) جب ان کتب پوری کتب خانوں و کتابوں کی حفاظت کے جہان نصرت میں مبتلا رہی یا ممد خدوم قرآن تحریف میں ضرورت پڑی تو ایسا جرم بددیانت اور تمسک کہ درمیان سے سیدھے بے غنائی تو اس کی محنت کیسے قابل اعتماد ہو سکتی ہے؟ پس انہوں نے قرآن کے متعلق مودودی صاحب کے عقیدہ مدعہ حفاظت پر مذکور ہے کہ سدا اللہ قرآن کے الفاظ بھی محفوظ ہیں، اس میں کسی سادہ سے پہنچنے والی احادیث اور پورا اسلام مشکوک و ناقابل اعتماد نہیں رہا

اللہ تعالیٰ شوق، جہاد کے فتنوں سے امت مسلمہ کی حفاظت فرمائیں آمین

ضمیمہ کتاب مودودی صاحب اور تخریب اسلام

از شیخ الحدیث حضرت مفتی زبیر محمد صاحب دہلی

مودودی صاحب نے کسی استاد سے علم نہیں کیا

مودودی صاحب فرماتے ہیں — ”میں نے دین کو حال یا ماضی کے انتخاب سے سمجھنے کی بجائے پیش قدمی اور سنت ہی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے، اسلئے میں کبھی یہ معلوم کرنے کے لئے کہ خدا کا دین محمد سے اور ہر مومن سے کیا باہتلا ہے یہ دیکھنے کی کوشش نہیں کرتا کہ فلاں اور فلاں زاگیر کیا کہتے ہیں بلکہ صرف یہ دیکھنے کی کوشش کرتا ہوں کہ قرآن کیا کہتا ہے اور رسول نے کیا کیا“
(روایت اور جامعہ اسلامی حصہ ص ۱۱۳)

غور فرمائیں کہ اس شخص نے کسی دینی دارہ سے علم حاصل نہیں کیا، کسی معروف استاد سے کوئی سبق نہیں پڑھا، جس کو دوسرے علوم تو کچھ صرف علمی زبان سے بھی پوری واقفیت نہ ہوا تو اپنی تصنیف کے علمی ترجمے دوسروں سے کرائے پر مجبور ہو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بلا واسطہ دین کے سمجھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور ان کے بعد ان سے بلا واسطہ استعداد کرنے والے بڑے بڑے ائمہ دین اور جلیل القدر محدثین و فقہاء و مستند دینی داروں میں مشہور ماہرین فن سے باقاعدہ علم دین حاصل کرنے والے اور خدمت دین میں اپنی علمی خدمت کر دینے والے علم کے مقابلہ میں کتنی حرأت کے ساتھ اپنی رائے اور قرآن دانی کو ترجیح دے رہا ہے

کوئی فن بھی بدوں استاد کے حاصل نہیں ہو سکتا :

دنیا میں کوئی فن بھی کسی ماہر استاد کی تربیت کے بغیر حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ کوئی شخص دنیا بھر کی طبع قدیم و جدید کی تمام کتابوں کا مطالعہ کر لے مگر جب تک وہ ماہر فن سے تربیت حاصل نہ کرے اسے علاج کی اجازت نہیں دی جاتی۔ گھر بیٹھے وکالت کا نصاب پڑھ لینے سے کوئی وکیل نہیں بن سکتا۔ صرف کتابوں کے مطالعہ سے کبھی کوئی مینیجر نہیں بن سکتا۔ ہی کوئی خواجہ نعمت پڑھ کر بادشاہی یا حلوائی بن سکتا۔ ہر علم و فن کے لئے ماہر استاد کی ضرورت ہے۔ اسی طرح قرآن و حدیث کو براہ راست سمجھنا تو دیکھنا اس کے

لئے علماء امت کی کتابوں کا مطالعہ بھی کافی نہیں بلکہ ان سے بالمشافہہ باقاعدہ تعلیم حاصل
کئے بغیر قرآن وحدیث کا علم حاصل نہیں ہو سکتا۔ حضرت صحابہ کرم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بالمشافہہ علم حاصل کیا پھر ان سے تابعین نے بالمشافہہ تعلیم
پائی اور ان سے تبع تابعین نے اسی طرح بالمشافہہ تعلیم و تعلم کا یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے کسی
مابراستاد سے تعلیم پائے بغیر قرآن وحدیث سمجھنے کا دعویٰ بالکل باطل ہے اگر کتاب سمجھنے کے
لئے معلم کی ضرورت نہیں تو اللہ تعالیٰ نے سہائی کتابوں کو سمجھانے کیلئے رسولوں کو معلم کیوں
نمایا؟ ویسے ہی قرآن نازل کر دی جاتی تو خود ہی اسے سمجھ کر اس پر عمل کرتے رہتے۔
طریق تحصیل علم سے تعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی :

تفصیل علم کا اصول مذکور یہاں ہی درج کیا ہے کہ سترہ تہذیب علیہ السلام ہے کہ ستر
اثبات کے لئے کسی تہذیب کی حاجت نہیں بلکہ ایمان اور اس اصول کا ثبوت قرآن و حدیث
سے پیش کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تعلیم قرآن کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلم بنا کر
بعوث فرمایا اب اس سقم اور بدستی سے تعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رستہ ہرگز
ملاحظہ ہو صحیح بخاری میں حدیث ہے کہ میں نے سیکھے حیر حاصل نہیں ہو سکتا، حدیث کے الفاظ
یہ ہیں **وَاللَّهُ مَوْلَى الْمُؤْمِنِينَ وَاللَّهُ مَوْلَى الْمُؤْمِنِينَ** یہ حدیث معادہ ایضاً سقط یا فقہ الثانی
مرفوع ایضاً اردہ اس میں **مَوْلَى الْمُؤْمِنِينَ** من حدیث معادہ ایضاً سقط یا فقہ الثانی
تعالیٰ اللہ العلیہ بہ تعلیم و تہذیب ماسبقہ میں مروی حدیث یہ ہے **مَوْلَى الْمُؤْمِنِينَ** اسلوا
حسن لان یہ مجھے اعتقاد عجیبہ میں دو طرح سے مروی ہے اور ہر دو میں حدیث میں
موقوف درجہ انہم الامم فی مرفوعہ فی کتاب عن ابی ابدوہ و دناہ و لا یعز
بقول میں جعلہ من کلامہ الصریح و معنی لمن تعلم المصداق (اللہ خود من الہد)۔
دورستہم علی سیر النعم (فتوٰ ہنری ص ۱۲۱)۔

مودودی صاحب شیعہ رہنمائی کی نظر میں :

اس سے متعلق ہم ادھر عنوان "خود طلب" کے تحت دو حوالے تحریر کر چکے ہیں۔

(۱) طہران میں شیعہ مطابع مودودی صاحب فی کتابہ کے فارسی ترجمے شائع کر رہے ہیں۔

(۲) شیعہ لاہوری ۱۰۰ قلعہ ناظم آباد کے نائب ناظم کی شہادت۔

یہاں مزید چند حوالے پیش کیے جاسکتے ہیں۔

(۳) شیعہ بارہ اسماء پیار علی لاہور ستمبر ۱۹۷۷ء میں عنوان "صاحب معیار حق" کے

تحت دستہ جماعت مسلمانوں کی وہ دفعہ جس میں ہر کرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معیار حق نہ ہونے کا بیان بہت پیستہ کر کے لکھا ہے :

"یہی تو ہم بھی کہتے ہیں اور یہی ہمارا سب سے بڑا حرم ہے" (پیام عمل ص ۷)

(۴) پھر عنوان "صاحب معیار حق" کے تحت سنا کر ماضی سے تعلق سے متعلق

مودودی صاحب کی ایک عبارت ترجمان القرآن پوزیشن ۱۹۷۷ء سے نقل کر کے لکھا ہے۔

"پھر شیعہ کیوں قابل گردن زدنی سمجھے جاتے ہیں؟" (پیام عمل ص ۷)

(۵) اس کے بعد حدیث اصحابہ کرام کا مجموعہ "سے متعلق مودودی صاحب

کی تحقیق متذکرہ ترجمان القرآن پوزیشن ۱۹۷۷ء نقل کر کے اس میں یہ تبصرہ دیا ہے

"یادش بخیر خیانت طاعنہ بار خائنہ ہے یہ دور جدید دینی کی وجہ سے تحقیقی بیعت نہایت

کے بعد کہہ کر، نے اصحاب کا انجم کی غلطی کھولی ہے۔ خدا کا شک ہے کہ وہ ہوں حضرت

غیر شیعہ ہیں اگر یہی بات کسی شیعہ کے قلم سے بھی جانی تو نہ کہے کہ بات حوں جو زمانے میں بنی

بڑھتی جاتی ہے کہ یہ ہم سلام کے پاکیزہ احوال اپنا بوجھ منواتے ہیں جس کے (پیام عمل ص ۷)

مودودی صاحب اور اعتراضات :

اہل سنت کے تمام مسلک اس متفق ہیں کہ ایمان اور کفر کے درمیان کوئی درجہ بندی

برائے انسان یا مسلمان ہو گا یا کافر، اہل سنت کے خلاف صرف معتزلہ اسکے قائل ہیں کہ انسان

ایمان اور کفر کے درمیان معلق بھی ہو سکتا ہے۔ عینہ بنی عقیدہ مودودی صاحب کے ہے

چنانچہ آپ نے لاہوری مرزا یوں کو بھی ایمان اور کفر کے درمیان کا کار کھایا جبکہ تمام

اہل سنت کے علاوہ اہل بدعت اور شیعہ تک بھی ان کے کفر پر متفق ہیں۔

مودودی صاحب کی تحریر کا عکس آئندہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

مودودی صاحب کی زندگی میں تحریر کردہ فیصلہ ہے کہ یہ اہل سنت ہیں یا متہدلی

المجلس الأعلى للدراسات والبحوث

لہو فی قفس

227

مردانه

چهارم: اسلام پاکستان

[illegible]

12.1.68

اسمہام علیکم رحمۃ اللہ

تیسری : حکومتی

آں کا جلد ہزارہ خدایوں کی ماحولیت ہے۔

گفتگو و احکام کے درمیان معلقو ہے۔ یہ نہ ہی مدعی

یوں ہے بالکل برائے ہی ظاہر کرتے، ہے کہ اس نے اصرار

کہ صلیبی قرار دیا جا سکے، یہ اس کی شہادت کا ثبوت

ادارہ میں کرنل میری امریکی شہریت کو جان سکتے۔

and

22

مجلس شورای اسلامی

... و انما هي في الحقيقة

سکس کی فصل عجب رست . . .

آپ کا خط ملا۔ مزید یوں کہ، یہی حالت کہ وہ مدامت درمیان میں تھے یہ ایک نئی
سوت ہے، بالکل برت، اس لئے کہ یہی ہے کہ سب کو صاف قرار دیا کہ نہ کسی فوت
کا صدا قمر رہی کرتی ہے نہ کسی تکلیف کی جائے

سماں آسمانی مورنا، علی میز و دو

یہ کتاب میری ضروریات کے مطابق ہے

اپنے اعلیٰ

حدیث بکواس ہے

اب حدیث کی تخریب ذرا کیجیو تھام کر سنئے فرماتے ہیں :

”اصول روایت کو تو پھوڑیے کہ اس دور تجدد میں اگلے وقتوں کی بکواس کون سنا ہے (ترجمان القرآن جلد ۴، عدد ۲ ص ۱۱)“

اور سنا ”آپ کے نزدیک ہر اس روایت کو حدیث رسولؐ جان لینا ضروری ہے جسے محدثین سند کے لحاظ سے صحیح قرار دیں لیکن ہمارے نزدیک یہ ضروری نہیں“

۱۔ آگے فرماتے ہیں :-

دین کا فہم جو ہمیں حاصل ہوا ہے اس کا لحاظ بھی کیا جائے اور حدیث کی وہ مخصوص روایت جس معاملے سے متعلق ہے اس معاملے میں نویں قرآن آیت سے جو سنت سے ثابت ہو ہم کو معلوم ہو اس پر بھی نظر ڈالی جائے علاوہ بریں اور بھی متعدد پہلو ہیں جن کا لحاظ کئے بغیر ہم کسی حدیث کی نسبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کر دینا درست نہیں سمجھئے“ (رسائل ومسائل ص ۱۱۸)

ذرا جذبہ تخریب کا اندازہ لگا لیے کہ جلیل قدر محدثین اور ائمہ حدیث جنہوں نے حدیث کی تنقیح و تنقید، صحیح و ضعیف کی تمیز میں عربی صرف کیس جن کے حاطے کا یہ عالم تھا کہ گھوڑوں تک کے نسب نامے یاد تھے۔ ہر ادبی کی دلائل سے لے کر وفات تک کے مفصل حالات نہ صرف ان کے پاس محفوظ تھے بلکہ زبانی یاد تھے۔ انہوں نے اصول روایت اور مذاہ حدیث پر بے شمار ضخیم کتابیں لکھیں اور ایک مستقل فن قرار کیا۔ حضرت وحشی رضی اللہ عنہ نے

ایک نو مولود بچے کو دیکھا اور سالہا سال کے بعد اس کی جوانی یا بڑھاپے کے ایام میں صرف اس کے پاؤں دیکھ کر پہچان لیا۔ امام ترمذی آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔ اور پیرسوار ہو کر تشریف لے جا رہے ہیں۔ راستہ میں ایک جگہ پر سر جھکا دیا۔ خدیم نے سر جھکانے کی وجہ دریافت کی تو فرمایا کہ یہاں ایک ایسا درخت ہے جس کی شاخیں جھکی ہوئی ہیں اور اونٹ سوار کے سر پر لگی ہیں غرض کیا کہ یہاں تو کوئی ایسا درخت نہیں، فرمایا کہ اونٹ یہیں روک دو اور قرب و جوار سے تحقیق کرو گا کہ کبھی ایسا درخت یہاں نہیں تھا تو ثابت ہوگا کہ میرا فہم کمزور ہو گیا ہے لہذا میں آئندہ حدیث بیان کرنا چھوڑ دوں گا چنانچہ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ واقعہ کسی زمانے میں یہاں ایسا درخت تھا، تب آگے چلے۔ ان حضرات کے حافظہ کے مجر العقول و انعامت کا احصار متعذر ہے۔ پھر حدیث کی معرفت میں ایک اہم امر یعنی فراست الہامی و قرب بارگاہ الہی ان میں کس درجہ تھا، یہ حضرات تدین و تقویٰ کے نئے تھے۔ ان کی عبادت ملاکہ کے لئے باعث رشک تھی ان کی تمام تر مساعی اور جانفشانیوں کی ایک جنبش قلم سے تخریب کر دی اور ان کے مقابلے میں اپنے نفس کو لا کھڑا کیا فرماتے ہیں ہمارے نزدیک محدثین کی تصحیح کو قبول کرنا ہر ذی ہنسی بلکہ سکول میں پڑھ کر ہم نے جو دین کا فہم حاصل کیا ہے وہ حدیث کی صحت و سقم کا معیار ہو گا اور بھی متعدد پہلو ہیں جن کا اظہار ہر وقت کر سگے یعنی جس حدیث کی رد ان کے نظریات پر پڑے گی سے رد کرنے کے لئے فوراً کوئی سول وضع کر لیا جائے گا۔ آپ فرماتے ہیں کہ بن میں اور منکرین حدیث میں کیا فرق رہا، منکرین حدیث بھی ہر حدیث کا انکار نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے فہم و ساختہ اصولوں سے حدیث کو جانچتے ہیں اس کے مطابق ہو تو قبول کرتے ہیں ورنہ

ہے کہ آپ نے قبول و دعایت کے لئے بہت سخت شرائط لگائی ہیں۔ مادی کامروی
عہد سے جب تک تقار و سماع ان کے ہاں ثابت نہ ہو جائے اس وقت تک ثابت
قبول نہیں فرماتے اگرچہ دونوں کا زمانہ ایک ہو اور تقار و سماع کا امکان بھی ہو۔
مام مسلم جیسے مام بخاری پر اس لئے ناظر ہیں کہ انھوں نے قبول و دعایت میں
اتنی شدید قیود کیوں لگائیں؟ پھر قوت ضبط اور عدالت کے اعلیٰ مقام
در تہذیب و تہذیب کے اعلیٰ معیار کے ساتھ یہ ممول تھا کہ ہر حدیث لکھنے سے پہلے
غسل فرما کر دو رکعت نماز استخارہ اور فرماتے تھے۔ ہر کیفیت یہ تو مام بخاری ہیں
موردی صاحب کی تخریجی تحقیق نے تو حضرت امیر عیہم السلام اور صحابہ
کرام رضی اللہ عنہم تک کو نہ بخشا۔

جماعت اسلامی کے سوا سب طریقے غلط ہیں

ایک جگہ پوری امت کی تخریب کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

” ہمارا ایمان ہے کہ سب دعوت اور طریقہ کار کے علاوہ دوسری
تمام دعوتیں وہ طریقہ ہائے کار سراسر باطل ہیں۔“ (ترجمان القرآن
جلد ۲۶ عدد ۳ ص ۱۱۱)۔

یعنی جماعت اسلامی کے طریق کے سوا باقی سب طریقہ ہائے کار باطل اور غلط ہیں۔

جماعت اسلامی کیا چاہتی ہے؟ تخریب ہی تخریب!

اپنے طریقہ کار کی خود وضاحت فرماتے ہیں :-

” تخریبی تنقید کے بغیر وہ اُلفت و شینگی دوسریوں کی جہاں
جو لوگوں کو رائج الوقت تحیلات اور طریقہ بنے عمل سے طبعی طور
پر ہوا کرتی ہے۔ لہذا تخریب کے بغیر یہ ناکافی تخریب کے ساتھ

نئی تعمیر کا نقشہ پیش کر دینا سراسر مراد الی ہے ۔ (ترجمان القرآن
جلد ۱، عدد ۲، ص ۳۳۸)۔

کیا اتنی واضح اور عزیز عبارت کے بعد کسی کو اس میں کوئی شبہ باقی رہ سکتا
ہے کہ جماعت اسلامی کہا جاتی ہے، یہ میں اپنے اعضاء کو چکا ہوں کہ ان کی تمام
ترسیلی اور تنگ دوز کا مطلب صرف یہ ہے کہ پوری امت کی تخریب کے بعد
پنے جدید اسلام کی نئی تعمیر کریں ۔

مذہب مودودی

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں : ” میں نہ مسلک، بل حدیث کو اس
کی تمام تفصیلات کے ساتھ صحیح سمجھتا ہوں، اور نہ حقیقت یا شافعییت
کی کاپی بند ہوں۔“ (رسائل و مسائل بعد از ۲۲۵)

بہ قابل دریافت یہ امر ہے کہ پھر آپ کیا ہیں ؟ تقریباً دوسری تیسری صدی
ہجری میں ہل حق میں فروغی، درج ذیل مسائل کے حل کرنے میں اختلاف اظہار
کے پیش نظر پانچ مکاتب فکر قائم ہو گئے یعنی مذہب اربعہ اور اہل حدیث۔ اس
زمانے سے لے کر آج تک ہنسی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا ہے۔ مگر اب
چودہ سو سال کے بعد یہ جدید حق مومن وجود میں آیا جو ان پانچوں میں کسی کے
ساتھ وابستہ نہیں بلکہ ان پانچوں کی تخریب کرتا ہے۔ اپنے سوا تمام تر نظریات
اور مسلمانوں کی جملہ جماعتوں کے خیالات و طریقے کار کو باطل بتاتا ہے۔ اب
میں یہ بتاتا ہوں کہ اس جدید اسلام کے اصول و فروع، قواعد و ضوابط، آئین، دور
دستور، کتب و مصنفین، تعلیم و تعمیم کے مدارس و مکاتب اور اس اسلام کے
حامل و محافظ و جہاں چودہ سو سال تک کہیں تھے، اس سے قبل دنیا میں مکاتب

مدارس، تصانیف اور اصول و ضوابط اور پورے نظام اسلام کو ان لوگوں کے ہاتھ میں رہا جو معاذ اللہ سرسری پر تھے جو بے اسدہم پر کیے اعتقاد کیا جاسکتا ہے جس پر چودہ سو سال کا کوئی صحیح محفظہ پیدا ہی نہیں ہو۔ اور اس کے اصول و ضوابط اور اس و مکاتیب، تصانیف و علماء وجود ہی میں نہیں آئے۔ اب جدید اسلام تدوین کے وقت دوسرے سستے ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ یہ جدید اسلام حقیقت میں قدیم ہے۔ اس قدیم اسلام کی جو چودہ سو سال قبل اس دنیا میں آئے تھے اس پر یہ اشکال ہو گا کہ مودودی صاحب کو چودہ سو سال قبل کے اسلام کا علم کیسے ہو گا جب کہ اس کو سمجھنے والا کوئی دنیا میں گذر ہی نہیں۔ دوسرا اس مسئلہ یہ ہو سکتا ہے کہ بالکل ہی جدید اسلام تدوین کیا جائے جو پہلے کہیں وجود میں نہ آیا ہو تو اس میں کوئی اشکال نہیں مگر یاد رہے کہ ایسے جدید اسلام کی کتنی عاں شان تعبیرات کو اسدہم قدیم کے ہمارے کھردروں میں تبدیل کر دے۔

چرخے کہ یزد بر فسر دزد ہر آنکس تفت ز بندریشیں بسوزد

تقلید گناہ سے بھی بدتر ہے

تخریبی فتویٰ بننے میرے نزدیک حسب علم آدمی کے لئے تقلید، جائز اور گناہ، بلکہ اس سے بھی خیر ہے۔ (رسائل و مسائل جلد ۲ ص ۴۲)

اس سے قبل ص ۲ پر وضاحت کی ہے کہ ہل حدیث بھی مقید ہے۔ غور فرمائیے کہ پوری امت کے محدثین، ائمہ دین، مصنفین، فقہاء، علماء و رفقاء اور بزرگان دین جن میں ہل حدیث بھی داخل ہیں ہر سب کے سب گناہ سے بھی شدید تر چیز میں مبتلا رہے ہیں۔ بلکہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی

امیر کی رائے واجب القبول ہے۔ خیال فرمائیے کہ کسی صحابی یا امام کی تقلید تو گناہ کبیرہ بلکہ کفر ہے اور امیر جماعت اسلامی کی تقلید فرض ہے۔ ان کے دستور میں ایک دفعہ یہ بھی ہے کہ ”سوائے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کو تنقید سے بالاتر سمجھے اور کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہو۔“ اور تو ہمیں کی غرض سے تقلید کو ذہنی غلامی سے تعبیر کر رہے ہیں، حالانکہ غلامی اور تقلید میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

تقلید اور غلامی میں فرق

غلامی میں اطاعت کا تعلق مالک کی ذات کے ساتھ متعلق ہوتا ہے خواہ اس میں کوئی بھی صفت کمال نہ ہو، بہر حال اس کا ہر حکم غلام کے لئے واجب العمل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس تقلید کمال علم و فضل کی بنا پر ہوتی ہے۔ نیز غلامی میں، مرد نہی کا صدور مالک کی طرف سے سمجھا جاتا ہے بخلاف تقلید کے کہ اس میں حکم کا صدور للہ تعالیٰ، و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس کا طور مجتہدین سے ہوتا ہے یعنی مجتہد خود حکم نہیں دے رہا ہے بلکہ حکم شریعت کا ناقل ہے۔

شیخینہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تنقید سے بلند سمجھنا اور ان کی تقلید کرنا جائز نہیں مگر امیر جماعت پر تنقید کی اجازت نہیں، اس کی طاعت ضروری تقلید فرض اور نافری گناہ ہے اس کا جواب اور جواب الجواب میں تحریر کے آخر میں ملاحظہ ہو۔

حکمت عملی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی مصلحت کی بنا پر محض اپنی رائے سے حکم خداوندی کے بدلنے کے مجاز نہیں مگر امیر صاحب حکمت عملی کے عنوان سے

کے اتنے بڑے انبار نظر آئے کہ ہر ایک میں سے بطور نمونہ بھی کچھ تھوڑا سا حصہ نفل کیا جائے تو اس کے لئے کئی بیچیم جلدوں کی ضرورت پڑے گی۔ اس لئے آگے دیکھنے کی ہمت نہ ہوئی۔

رشید احمد عفا. شریعتہ داناہ

۱۷ رجب ۹۶ ہجری

دین میں مستفیض باب الاضافہ کر کے قرآن و حدیث کے جس حکم کو چاہیں بدل سکتے ہیں حرام کو حلال و حلال کو حرام کر سکتے ہیں۔ چنانچہ کسی مقدس شخصیت یا مقدس مکان سے وابستہ کی وجہ سے کسی چیز کو مقدس سمجھنا ان کے ہاں شرک ہے مگر یہ کہ ان میں شے وار غلاف کعبہ جیسے اہم وابستہ کا شرف حاصل ہی نہیں ہوا تھا، اسے حکمت عمل کے تحت جماعت اسلامی کے ذمہ داروں کی نگرانی میں لوگوں نے مسجد سے کئے۔ حکمت عمل نے شرک جیسے جرم کو بھی جائز بنا دیا۔ اس کی پاداش بھی دنیا ہی میں مل گئی کہ وہ غلاف ملا بست کعبہ سے محرم ہی رہا۔ حکومت سعودیہ کو دین کے ساتھ ساتھ ہزار سالہ علم ہو، تو خانہ کعبہ پر یہ غلاف چڑھانے سے ریزک دبا اور سورودی صاحب کی ساری کوششیں پر پانی پھر گیا اور قرآن و حدیث و غم سے بدل گیا۔ اسی طرح سورودی: ”تعالیٰ مدد جہد“ کے پر فرماتے ہیں: ”صدہ ممکنہ مرد ہونا چاہیے چونکہ قرآن کہتا ہے لرجاں تو اموں علی انسا“۔ اور ترجمان القرآن میں فرماتے ہیں:

”از دوسے احادیث نبوی، سیاست اور ملک داری عورت کے

دائرہ عمل سے خارج ہے“ (ترجمان القرآن ص ۱۹۵ بابت ستمبر ۱۹۹۵ء)

سورودی صاحب نے عورت کے صدہ ممکنہ نہ ہو سکنے سے متعلق قرآن اور حدیث کی خود صراحت نقل کر کے ۱۹۹۵ء کے مساوی انتہات میں فطرحہ کی حمایت کی اور حکمت عملی کے خانہ ساز قانون کے تحت قرآن و حدیث کے صریح فتون کی مخالفت کی۔

اوپر ہم پوری امت کی تخریب کے عوائق سے متعلق صریح عبارات پیش کر چکے ہیں۔ اب اس کی چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

۱۲) مودودی صاحب و ارکان اسلام پوری امت کا سپر جماع ہے کہ ہمارے روزہ حج، زکوٰۃ وغیرہ

عبادات دین میں اصل مقصود ہیں اور حکومت اس میں مقصود کی تفصیل کا ذریعہ ہے۔ مگر مودودی صاحب اس اجماعی مفیدہ کے بالکل برعکس اس کے قائل ہیں کہ میں اس قسم کی حکومت اسلامی قرار کرتا ہوں جس کی سبب کی سبب اس مقصد کے حصول کا ذریعہ ہیں (نصرت صفحہ ۲۲) اس کی قطعی قیامت کا نتیجہ یہ ہے کہ اسلامی حکومت قائم ہو جائے کہ بعد نماز روزہ وغیرہ عبادات کی کوئی ضرورت نہیں جب مقصود ہو گیا تو ذریعہ کی کیا حاجت ہے

۱۳) مودودی صاحب داڑھی دار بھی سے نفی سورہ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے کہ بڑھاؤ اور پوری امت اس پر جماع ہے کہ داڑھی ایک مشیت کم کرنا حرام ہے مگر مودودی صاحب نے داڑھی کٹنے کے جواز کا فتویٰ دیکر پوری امت کی تخریب کی۔ اس سے بھی بڑھ کر بڑھانے کی جرات کر رہے ہیں کہ حدیث میں صرف داڑھی رکھنے کا حکم ہے حتیٰ کہ کچھ بھی رکھیں جائے۔ حدیث پر عمل ہو جائے گا۔ یہ دیدہ و دانستہ منہ پر آکریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر کھلا ہوا ہتھکنہ ہے کسی حدیث میں یہ نہیں کہ داڑھی رکھو حتیٰ کہ جو بڑھ کر حدیث میں داڑھی بڑھاؤ پھینکو۔ بڑا دہ کر دے جیسے اغاظ ہیں۔ کتنی حرمت ہے کہ کس کذب علی متعمدن فینبو مقصدہ من ان ر جس نے محمد پر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ کی بھی پرواہ نہ کی۔

۳۔ مودودی صاحب و زکوٰۃ

زکوٰۃ اور صدقات کے بارے میں قرآن مجید کا حکم ہے کہ فقر راویسکیں

کو مالک بناؤ اور اس پر پوری اُمت کا اجماع ہے کہ بغیر تمیک فقیر کے زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ ادا نہیں ہوں گے مگر مودودی صاحب پوری اُمت کے خلاف فرماتے ہیں کہ زکوٰۃ صدقہ فطر اور حرم قرآنی کی رقم جو اس قبضہ میں آجانا کافی ہے۔ آگے خواہ اس سے ہم شفا خانے چلائیں یا ڈاکٹر دل کو تنخواہ دیں یا گاڑیاں خریدیں یا تہذیب پر صرف کریں یا ایکشن لڑیں مگر وضع رہے کہ اس طرح نہ صدقہ فطر ادا ہوگا، نہ کسی کی زکوٰۃ ادا ہوگی نہ حرم قرآنی کی رقم کا تصدق واجب ادا ہوگا۔

۴۔ مودودی صاحب نے جمع بین الاختین

دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنے کی حرمت قرآن کریم میں مہر ہے اور اس منصوص قرآنی پر پوری اُمت کا اجماع ہے مگر مودودی صاحب و ران کے مقدمین جو تخریب اُمت کے بہانے تلاش کرنے میں مہارت رکھتے ہیں ان کو اس مسئلہ میں کوئی بہانہ مانع نہ آیا تو ایک منروضہ خود گفتار بصورت استفتاء پیش کیا کہ بھالپور میں دو لڑکیاں جڑواں ہیں ان کے نکاح کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔ اس کے جواب میں مودودی صاحب فرماتے ہیں کہ حرمت جمع بین الاختین کی علت قطع رحم ہے۔ صورت مسئلہ میں چونکہ یہ اطمینان ہے کہ جڑواں بہنیں آپس میں اتفاق و محبت سے رہیں گی اس لئے دونوں کا نکاح ایک مرد سے کیا جاسکتا ہے۔ حالانکہ تحقیق سے معلوم ہوا کہ بھالپور میں ایسی لڑکیاں نہیں ہیں۔

۵۔ مودودی صاحب متعہ

متعہ کی حرمت پر قرآن حکیم کی نصوص صریحہ موجود ہیں اور امت کا اجماع ہے بلکہ محققین کا نظریہ تو یہ ہے کہ اسلام میں متعہ مرد و عورت کے لئے بھی

ظاہر نہیں ہوا۔ مگر میں نازل شدہ صریح آیات کے خلاف مدینہ پہنچ کر اجازت کیسے مل گئی؟ جن احادیث سے عارضی طور پر چند آیات کے لئے جواز مفہوم ہوتا ہے ان سے مستخرجہ مراد نہیں بلکہ نکاح بھر قلیل یا ضمانت فرقت مراد ہے۔ یہ اجازت بھی بعد میں فسخ ہو گئی۔ بہر کیف حقیقت کچھ بھی ہو اس پر امت کا جموع ہے کہ متعہ قیامت تک کے لئے حرام کر دیا گیا ہے مگر پوری امت اور خصوصاً شیعہ کے خلاف مودودی صاحب نے ترجمان القرآن بابت اگست ۱۹۵۵ء میں بوقت ضرورت جواز متعہ کا فتویٰ شائع فرما دیا پھر جب اس پر چاروں طرف سے بے دے شروع ہوئی تو فرماتے ہیں کہ میں نے تو شیعہ کو یہ مشورہ دیا تھا، حالانکہ ہر شخص مودودی صاحب کا پہلا مضمون دیکھ کر یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ انہوں نے یہ مضمون اہل سنت اور شیعہ کے درمیان محاکمہ کے طور پر تحریر کیا ہے راقم غرض کے علم میں جماعت کے ایسے لوگ ہیں جو مودودی صاحب کے چلیزابد لئے سے تہیں جواز متعہ پر دھواں دار تقریریں فرماتے تھے۔

۶۔ مودودی صاحب و دجال

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت سے قبل خروج دجال کی پیشگوئی فرمائی ہے اس پیشگوئی کے صدق پر پوری امت کا اجماع ہے کسی مسلمان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدق میں شبہ تو کیا وہ اس کا دوسرے لانے کو بھی کفر سمجھتا ہے مگر مودودی صاحب کی شوق تحریب میں دہیدہ دہتی ملاحظہ فرمائیں۔

رسائل و مسائل ۵۵ تا ۵۷ میں مزاجیہ انداز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کی تکذیب کی ہے، ذرا اس مجتہد اسلام کی قوت استدلال کا بھی اندازہ لگائیں۔ رسائل و مسائل طبع سوم میں فرماتے ہیں کہ سادہ

تیرہ سو سال گزرنے پر بھی دجال ظاہر نہیں ہوا اس سے اس کی حقیقت واضح ہو گئی۔ سبحان للہ کیسی دیل ہے، اگر شیطان نے یہی دیل الکار قیامت سے متعلق بھی اندہ کر دی تو دودی صاحب فرمائے لگیں گے دیکھ چودہ سو سال گزرنے پر بھی قیامت نہیں آئی تو اس سے ثابت ہوا کہ قیامت کا خیاں محض افسانہ ہے۔ درآیت "اقتربت الساعة" یہی افسانہ نویسوں کا اختراع ہے۔

۷۔ مودودی صاحب و تقیہ

مودودی صاحب نے تقیہ میں حیرت انگیز کردار ادا کیا کہ لفظ تقیہ میں بھی تقیہ سے کام لے کر اس کے لئے "حکمت عملی کی جدید اصطلاح وضع کی پھر جو اندہ تقیہ پر مسلمانوں کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرائض باندھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ترجمان القرآن بابت دسمبر ۱۹۵۶ء میں حکمت عملی (تقیہ کا ثبوت یوں پیش کرتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت عملی (تقیہ) کے تحت قرآنی مساوات کے خلاف "الامۃ من القریش" کا فیصلہ فرمایا

۸۔ مودودی صاحب اور مرکز اسلام

مودودی صاحب کعبۃ اللہ کے خدام کو بنارس اور مردوار کے پنڈت سمجھتے ہیں (خصیات مودودی ص ۲۳)

غور طلب

مندرجہ ذیل عقائد مذہب شیعہ کا شعار اور ماہ الامتیاز ہیں۔
 (۱) تحریف قرآن (۲) بغض صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم (۳) سلف صالحین کو گمراہ قرار دینا اور ان کو بدعت ملامت بنانا (۴) متعہ (۵) تقیہ۔

موردی صاحب ان بیچوں عقد میں شیعہ سے متفق ہیں۔ موردی صاحب کی عبارت سے ان کا عقیدہ تحریف قرآن معنوں مراعات و تحریف لفظی نہ ہوتا ہے، ورنہ ثابت کیے چکے ہیں، مسند سعد پر حارون طرف سے اعتراضات کی پوچھاڑ ہوئی تھی۔ سے اس کو دیا وہ تفتیہ میں بھی یوں تفتیہ کیا کہ اس کا نام بدل کر حکمت علی رکھ دیا۔ شیعہ مذہب میں تفتیہ سلام کا تناظروردی رکھ ہے کہ بدعت تفتیہ اسلام قبول نہیں۔ اسی لئے مسلمان امام کے پیچھے صفت اول میں شیعہ کا نماز پڑھنا ثواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھنے کے برابر ہے۔ جب اس قسم کے کچے تفتیہ باز شیعہ ۳۱۳ ہو جائیں گے تو امام مہدی غار سے نکلیں گے، حوالہ حنفی حسن، القدادی میں مذکور ہے۔ موردی صاحب کے عقیدہ پر کوئی دیکھ کر یہ شبہ ہوتا ہے کہ کہیں آپ بھی ان ۳۱۳ میں سے تو نہیں۔ اس شبہ کو مزید تقویت اس سے ملتی ہے کہ طہرن میں شیعہ لوگ موردی صاحب کی باتوں کا رد کرتے متنازع نہ رہے ہیں۔ علاوہ ازیں میں نے ایک مولوی صاحب کو کچھ حوالہ جات دینے کی غرض سے ناظم آباد میں واقع شیعہ بربریک مکتب العلوم میں بھیجا، انہوں نے لائبریری کے نائب ناظم جنوری صاحب سے دریافت کیا کہ تفسیر مفسرین میں سے آپ کے ہاں کس کس کی تفسیر موجود نہیں تو جنوری صاحب نے سب سے پہلے موردی صاحب کا نام لیا پھر کہہ کہ عنقریب موردی صاحب کی تفسیر بھی تجاے گی۔ تیسری شہادت بعض قابل اعتماد ذرائع سے انکشاف ہوا ہے کہ موردی صاحب کی کتاب خلافت و ملوکیت مشہور شیعہ مطبعہ علی کی عربی کتاب، مہذب الکلام، المعروفہ الامامہ کا ترجمہ ہے۔ تحقیق طلب مجھے متعدد ذرائع سے یہ روایت پہنچی ہے کہ موردی صاحب کے آباؤ اجداد شیعہ تھے، اور بعض صحابہ ان کا موروثی ورثہ ہے یہ بھی سنایا

کہ محمود احمد صاحب عباسی نے اپنی کتاب "مفہومات مودودی" میں اسے ثابت کیا ہے اگر کسی صاحب کے پاس یہ کتاب ہو یا اس سے متعلق کچھ تحقیق ہو تو تجھے مطلع کریں اور اگر خود مودودی صاحب اس کی وضاحت کردیں تو کیا ہی بہتر ہو گا۔

مودودی صاحب کے صرف دو سوال

ہم آخر میں مودودی صاحب سے صرف دو سوالوں کا جواب چاہتے ہیں۔
۱۔ آپ کا طریق فکر، اصول ردائیت اور جدید اسلام کے قواعد و ضوابط اور اس طریق فکر کے محفظہ حاصل رجال کا سلسلہ حضور کرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی کثرت بھی فرمائیں کہ کون کون سی کتب عامہ، مدارس اور کون سی نقاد آپ کے خیالات کی ترجمانی کر رہی ہے؟ اگر یہ دعویٰ کریں کہ ہم نے یہ نظریات کتابوں سے لئے ہیں تو اصول مشاہدہ و مسلم اور مشفق علیہ ہے کہ دنیا کا کوئی فن بھی ماہرین فن کی صحبت اور تربیت کے بغیر صرف مطالعہ کتب سے حاصل نہیں ہو سکتا تو دین کی فہم۔ اس اصول سے کیوں مستثنیٰ ہے؟

اور اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہے تو جہل اسلام کے قواعد و ضوابط کی تدوین چودہ سو سال کے عرصہ تک ہو سکی وہ کیسے قابل اعتماد ہو سکتا ہے؟
۲۔ جب کسی صحابی کی تعظیم بھی جائز نہیں بلکہ گناہ سے شدید تر ہے تو آپ اپنی اطاعت اور تقلید کیوں واجب قرار دے رہے ہیں؟
ممكن ہے کہ کوئی صاحب یہ فرمائیں کہ صرف امور انتظامیہ میں امیر کی اطاعت لازم ہے اس لئے کہ اس کے سوا نظم و حل ہی نہیں ہو سکتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ

ہی علت تقید میں موجود ہے۔

اس ہوا پستی کے ذریعہ ہر مدعی عد کو اگر جہاد کی اجازت دے دی جائے تو سارا دین منہدم ہو جائے گا۔

اب نہ دارسومات کے جوابات ملاحظہ ہوں

(۱) جماعت اسلامی اہل سنت سے خارج ہے اور اپنے مخصوص عقائد

کی وجہ سے عام مسلمانوں سے الگ ایک مستقل فرقہ ہے۔

(۲) ان کے ساتھ کسی قسم کا تعلق و نہ جائز نہیں۔

(۳) انہیں رشتہ کرنا جائز نہیں۔

(۴) ایسے شخص کو عام بنانا جائز نہیں۔

اگر کسی مسجد میں اس عقیدہ کا امام ہو تو با اثر حضرات پر اسے عیسویہ کرنے کی کوشش کرنا فرض ہے۔

اگر مسجد کی منتظمہ امام بدلتے ہوئے بطیار نہ ہو تو بن محمد پر فرض ہے کہ یہی منتظمہ کو برطرف کر کے دوسری صحیح العقیدہ منتظمہ منتخب کریں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر قیام رکھیں اور ہر قسم کے فتنوں سے محفوظ رکھیں۔

اللہم اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت

علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ آمین

معذرت

میں نے اس مضمون پر نظر ثانی کے وقت یہاں کہ مودودی صاحب کی تصنیف کو کچھ مزید دیکھ لیا جائے گا۔ جیسے دیکھنا شروع کیا تو خیرات

کہ علم والے حضرت زید دہ سادہ لوگوں کی قید کیا کرتے تھے تو ان کے نزدیک
 ۱۔ معاذ اللہ وہ بھی مسلمان نہیں تھے نہ بدعت نہ بدعت کفری ہو سکتا ہے
 تعجب ہے کہ یہاں صرف کفر کا متویٰ کرنے کی جرات کسوں نے ہوئی، جب
 کہ کئی دوسرے موصیوں کی نصرت کر رہے ہیں کہ ان کے سوا دنیا
 میں کوئی مسلمان نہیں۔

جدید اسلام کی تعمیر

پوری امت مسلمہ کی تخریب کے بعد اب جدید اسلام کی تعمیر مد خطہ ہو
 ۱۔ اسلام بغیر جماعت کے نہیں اور جماعت بغیر امیر کے نہیں
 (دعوت اسلامی کا پہلا اجتماع ص ۷)

لہذا جب تک آپ جماعت اسلامی میں داخل نہیں ہو جاتے مسلمان نہیں ہو سکتے۔
 عدم بغیر جماعت کے نہیں اور جماعت بغیر امیر کے نہیں، تیسرا مقدمہ مخدو
 منوی ہے جسے پرانی دُکوں کی بر نسبت ارکان جماعت جانتے ہیں اب آگے
 امیر کا مقام سنئے :-

امیر کا مقام

فرماتے ہیں: "بعض مقامی جماعتوں کے ارکان مقامی امیر کو صدر
 انجمن سے زیادہ کوئی اہمیت نہیں دیتے، ان کو سمجھ لینا چاہیے کہ
 جب انہوں نے اپنے میں سے ایک آدمی کو اہل تر سمجھ کر صاحبِ امر
 منتخب کیا ہے تو ان پر واجب ہے کہ معرفت میں اس کی اطاعت
 کریں اور اس کی نافرمانی کو گناہ جانیں :- (ترجمان جلد ۲۶ ص ۲۵۵)

جماعت اسلامی کے دستور میں بھی یہ دفعہ موجود ہے کہ "امویہ شرعیہ میں

کتاب خلافت و ملوکیت سے معلوم ہوا کہ
مودودی صاحب فتنہ سبائیت کے مجدد ہیں اور بالمشافہ
شیعہ ہیں اور تبرکاً کو مارنا نیز ذکر کے اپنی ٹیڈیٹ طرز پر
سُنیوں کو شیعہ بنانے میں خاصہ کمال دکھایا ہے۔

مجدد سبائیت

شیخ الحدیث کی چند سطروں میں

حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب سابق شیخ الحدیث
مدوۃ العلماء لکھنؤ

راست و حدیث مدرسہ عبیدہ نیوٹن - کراچی

راقطہ از میں (عادلانہ دفاع ج ۱ ص ۱۱۱)

راہن سبائیت ایک یہودی تھا جس کے سینے میں اسلام کی دشمنی اور
عداوت کے شعلے بھڑک رہے تھے ازراہ نفاق اس نے مسلمان مومن کا
اظہار کیا اور مسلمان بن کر ایک مذہب..... کی بنیاد ڈالی جس کی
خشت اول صحابہ کرام سے دشمنی اور عداوت تھی عبداللہ بن ابی سہل جو
یہود کا تھا اور جس کی آبیاری عبداللہ بن سہیل نے کی اس میں بہت سی
شے نہیں بھڑکی مگر فضل سب میں مشترک رہا اور یہ ہے کہ اسلام میں

موشش کی ہے۔ موصوف صیہ کرام کو مجروح قرار دے کر انھیں
 مہذب طریقوں سے سب دہشتم کر کے ٹاڈر نائزڈ تیرا کر کے مسلک
 اہل سنت و جماعت کو خیر باد کہہ کر معتدل ذہن و دماغ رکھتے ہیں۔
 مودودی صاحب مدظلہ شیعہ ہیں لیکن ظاہری نسبت
 کی وجہ سے صاف صاف اس عقیدے کا اظہار نہیں کر سکتے مودودی
 صاحب نے بیس ایکس سال کی سنت سے خاصی تعداد ایسے ذہنوں کی
 پیدا کر دی جن کے دلوں میں صحابہ کرام کی وقعت و شہادت کچھ کم
 ہی ہے اور جن میں اتنی پر تحقیق ہی نہیں ملکہ ان پر دوازی اور بہت زیادتی
 میں بھی کوئی چٹکنا برٹ نہیں محسوس ہوتی ہے میں یہ نہیں کہنا کہ جماعت
 اسلامی کے سب اوادبا و استناد اسی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں لیکن
 اس توہین صیہ کو برداشت کر کے جماعت سے وابستہ رہنا اور ایک گروہ
 شخص کو اپنا معتدبانہا ہمارے خیال میں قیامت کے دن باز پرس کا
 سبب ہو سکتا ہے یہ بھی مان کر دوں کہ مودودی صاحب اور ان کے
 بعض رفقاء نے سبائیت اور رفض کے جو برا شیم پھیلانے میں ایک کثیر
 تعداد ایسے لوگوں کی بھی ان سے متاثر ہو چکی ہے اور سو رہی ہے جو
 انکی جماعت سے وابستہ ہیں لیکن ان سے حسن ظن رکھتے ہیں مودودی
 صاحب کی ذہانت و طباعی نے تاڑ لیا تھا کہ اب سبائیت کے اسٹو فرمودہ
 ہو چکے ہیں شیعہ سنی کا فرق اب وہ لوگ بھی سمجھنے لگے ہیں جو کسی زمانہ میں
 حنفی شافعی اختلاف سے زیادہ وقعت نہ دیتے تھے ان کی فکر سامنے
 سبائیت کے نے ایک ایسا رنگ پیش کیا جسے بہت سے ناواقف
 اہل سنت بھی اسی طرح قبول کر رہے ہیں کہ سنیوں میں شامل رہتے

ہوتے بھی شیعہ ہوں اور اس میں شک نہیں کہ کتاب خداقت و ملکیت میں مودودی صاحب نے سیاست کو بیدار لباس پہنا ہے میں خدا کمال دکھایا ہے۔

ترجمان اسلام

مہر شمعان - بحوالہ نظام کانپور

عظمت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

از حضرت مولانا حکیم محمد انور صاحب

”مع پندرہ تنبیہات“

چوں خد تو پر گریاں پس درد میس اندر طغیہ پاکان زبرد روی
بہر بستی تدن کسی کی پروردی رہا پست چہ تو رسوائی سے تیس کے
اندر پاک و رستوں بندوں پر عمر آتش کا میلان پیدا ہوتے۔ ے
ایک حدیث سے بھی ہو کر سوئے ظن

ے وہ بے شک ریت گردن زدن

مختصر تاریخ از کتاب مقدمہ ص ۱۶

مصنف: حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان

حضرت مجدد الف ثانی کی طرف سے امام مالک کا قول

اپنے مکتوبات میں نقل فرمایا ہے کہ جو شخص صحابی کو کفر میں سے کسی کو
کفر میں نہ دیکھے تو عمر و عثمان تو اس پر معاویہ اور عمر بن عباس رضی اللہ

تعالیٰ عنہم) ہوں برا کہے تو اگر کفر و فسق کا الزام لگائے تو اس کو قتل کیا جاوے گا اور اس کے علاوہ اگر گالیوں میں سے کوئی نکالی دے تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔

امام احمد بن حنبلؒ کا قول

جو شخص کسی صحابی پر تہیب پائتس کا، نزام لگائے تو اس پر شرعی سزا واجب ہے ایسے شخص کے اسلام کو مستحکک سمجھا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ ایسے شخص کو دین اسلام بہتم ایک سمت سمجھو۔

امام مسلم کے استاد امام ابو زرہ عراقیؒ کا قول

جب ہم کسی کو دیکھو کہ وہ کسی صحابی کی تنقیص کر رہا ہے تو سمجھ لو کہ یہ شخص زندیق ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن حق ہے اور رسول حق ہیں، اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے وہ حق ہے اور ہم تک یہ سب حضرات صحابہؓ ہی کے واسطے سے پہنچائے پس جس نے کسی بہ کرم کو مجروح کیا اور عیب دار قرار دیا بے شک یہ شخص کتاب اور سنت کو کھل کر ناپا جاتے ہیں اس نالیق ہی کو ہمیں زندیق و رگراہ کہنا زیادہ اقوم اور احق ہے۔

علامہ حافظ بن تیمیہؒ کا قول

اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔ رضی اللہ عنہم ورضو عنہ

علامہ موصوف اپنی کتاب الصارم المسلول علی شاتم الرسول میں

فرماتے ہیں کہ رضا، الہی اللہ تعالیٰ کی صفت قدیمہ ہے اسی سے اپنی رضا کا اعلان فرمائیں گے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ وہ آخری عمر تک موجبات رضا کو پورا کرے گا اور جس سے اللہ راضی ہو جائے پھر کبھی اس سے ناراض نہیں ہوتا پس حضرات صحابہؓ سے قدیم و زہد بان کو صاف رکھنا واجب ہے۔

نوٹ۔ مگر مودودی صاحب بعض صحابہ کرامؓ سے بہت ناراض ہیں اور اسی ناراضگی سے مغلوب ہو کر اپنے قدم گستاخ کو بے لگام کئے ہوئے ہیں۔ حق تعالیٰ امت کو اس کے فتنے سے ہمیشہ کے لئے محفوظ فرمادیں آمین

حضرت امام مالکؒ کا قول

جو شخص کسی صحابی کو بُرا کہتا ہے وہ حق تعالیٰ کے اس، ارشاد کی گزشت میں آجاتا ہے لِيَذِيحَهُ بِهِمُ الْكُفَّارُ

تاکہ کفار کو غیظ و غضب میں مبتلا کرے۔ پس صحابی سے غیظ کفار کی علامت قرار دی گئی۔ اور پھر حضرت امام مالکؒ نے پورے رکوع سورہ محمد سے والدین معہ استداء کا تلاوت کیا

علامہ حافظ بن کثیرؒ کا قول

علامہ موصوف ابنی تفسیر بن کثیرؒ میں فرماتے ہیں کہ ہلاکت ہو اس شخص پر جو حضرات صحابہؓ کے ساتھ یا ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بغض رکھے یا ان کو بُرا کہے ایسے لوگوں کا کس طرح سے قرآن پر ایمان ہے کہ یہ لوگ ایسے محرم حضرات کو بُرا کہتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ

رضی ہو چکا اور قرآن میں اس رضا کا اعلان فرما چکا رضی اللہ عنہم
ومرضو عنہ (الابتنہ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ارشاد

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ
والدین جاؤا من بعدہم بقوۃ رسالہم فاعلموا ولا تخافوا الدین
سبقونا بالامان ولا تتعل فی طوبیٰنا علی الدین امنوا انہ
ان آیات قرآنیہ کے پیش نظر جملہ حضرات صحابہؓ کے لئے استفادہ کرنا
سب مسلمانوں کے لئے حکم الہی ہے (اور ان سے کینہ نہ پیدا ہونے کی
دعا کا حکم صاف یہ بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسے لئے قسور کا علاج
اپنے بندوں کو ۱۴ سو برس پہلے بتا دیا۔ ۱۷)

علماء فرماتے ہیں کہ ان آیات کے پیش نظر اس شخص کا اسلام میں
کوئی مقام نہیں جو صحابہؓ کے برابر ہے محبت نہ رکھے یا ان کے لئے دعا نہ کرے
اور ان سے کینہ نہ پیدا ہونے سے پناہ نہ مانگتا رہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا مسلک

حضرت علامہ حافظ بن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ
نے اپنی خلافت کے زمانہ میں کسی کو اپنے ہاتھ سے کوڑے نہیں مارے
سوائے اس مجرم کے جس نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کچھ
بڑائی کی تھی اس نادیق کو خود اپنے ہاتھ سے کوڑے مارے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ صحابہؓ کا ذکر ہمیشہ

خیر ہی سے کرنا چاہئے۔ ورنہ زبان کو ذکر بھی یہی سے روک سی رکھے
یعنی بُرائی سے نہ کرے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ حضرت
معاویہؓ کو بُرا سمجھنے والا شیعہ ہے، تو جو بر ملا باطل پر کہتا ہو اس کے
سبائی اور نفی ہونے میں کیا سبب ہو سکتا ہے (جیسا کہ مودودی
صاحب ہیں) (عدوانہ دفاع ج ۷)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر دی گئی کہ فذاں شخص حضرت متداد
بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُرا کہتے تو آپ نے غیظ و غضب کا ظہار
فرماتے ہوئے فرمایا کہ مجھے چھوڑو میں اس نالایق کی زبان کا ٹوں گا تاکہ
اُندہ یہ نالایق اس قابل ہی نہ رہ جائے کہ کسی صحابی کو بُرا کہے۔

علامہ حافظ ابن عبد البرؒ کا قول

فرماتے ہیں کہ حضرت صی یہی سے بڑھ کر کون عادل ہو سکتا ہے
جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نصرت اور صحبت
کے لئے چُن لیا ہو۔



چند احادیث مبارکہ

جن سے حضرات صحابہ کا مقام و احترام اور
قلب و زبان کو ان کی بُرائی سے بچانے کا حکم
ثابت ہوتا ہے

حدیث عملاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم
ایسے لوگوں کو دیکھو جو ہمارے اہل بیت کو بُرا کہتے ہیں تو تم کہو لعنت ہو
تمہارے اس شرابی پر (ترمذی تریف)

اس حدیث سے معنیوم ہوا کہ اسی پر بُرا کہنے والا مستحق لعنت
ہوتا ہے :-

حدیث عملاً ترمذی شریف کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے ارشاد فرمایا اذواللہ سے اذواللہ سے میرے اہل بیت کے بارے
میں خبردار میرے بعد ان کو نشانہ ملامت نہ بننا جس نے ان سے محبت
کی تو وہ میری محبت کے سبب ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا
اس نے میرے ساتھ بغض کے سبب ان سے بغض رکھا جس شخص نے میرے
اصحاب کو تکلیف دی اس نے مجھے دکھ دیا اور جس نے مجھے تکلیف دی
اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جس نے اللہ کو تکلیف دی عنقریب وہ
عذاب میں پکڑ لیا جاوے گا۔

حدیث ۱۲۱ | حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مت بُر کہو میرے اصحاب کو۔ مگر تم لوگوں میں سے کوئی شخص حدیث کے برابر سونا صدقہ کرے تو ہمارے ہی پڑیں گے کسی ایک کے۔ تو ایک مُد کے برابر صدقے کو پہنچ سکتے ہیں نہ نصف مُد کے علامہ حافظ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں کہ مُد برابر ہے یک سیر کے اور سب کا مفہوم عام ہے لعن طعن اور سر بُرائی کو۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ علماء کا اس طرح کا اختلاف تو پُرانا چلا آرہا ہے لہذا ہم کو مودودی صاحب کے بارے میں علماء اور اکابر امت کا اختلاف ایک پرانی بات سے زیادہ نظر نہیں آتا۔

جواب: جب سے دنیا قائم ہوئی ہے، ایک مثال بھی کسی حق پرست اور مقبول خدا اور متقی عالم کی نہیں ہے جس کو اس وقت کے تمام معاصر علماء نے ایک زبان ہو کر محمد زندق اور گمراہ کہا ہو برعکس ہندوپاک کے تمام اکابر علماء نے مودودی صاحب کے لٹریچر کو، مت کے لئے گمراہ کن قرار دیا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ چند اہل علم مولانا علی میاں اور مولانا منظور نعمانی اور مولانا مسعود عالم ندویؒ سمجھ دن کے لئے جماعت اسلامی میں کیوں شامل ہو گئے تھے تو دراصل ایڈیٹر ان فیم کی چاشنی اور ظاہری خوشنمائی نے انھیں دھوکہ دیدیا تھا چنانچہ جب قریب دیکھا تو تو یہ تو یہ کر کے راہ فرار اختیار کیا۔ اس معمول اور خروج کی وجہ پر یہ شعر لکھنا ضروری معلوم

ہوتا ہے ۔

اے بسا خوش قسمت کہ زیر چادر باشد
چوں باز کنی مادرِ مادرِ باشد (سعدیؒ)
عبرت [ایک طرف ہندو پاک کے اکابر علماء اور ایک طرف تہامودوں
صاحب اے خدا ! تو ہی اس قسمِ عظیم سے اُمت کو خلاصی عطا فرما۔ آمین

گستاخانہ قلم کا ایک نمونہ

مودودی صاحب کے گستاخانہ قلم کا صرف ایک نمونہ جو احقر نے خود
اصل کتاب سے اخذ کیا ہے تاکہ ناظرین اندازہ رکھ سکیں کہ ان کی کتابوں کے
مطالعہ کے بعد ایمان بھی محفوظ رکھ سکے گا ؟
از تفہیمات صفحہ ۱۲۲ حصہ دوم - ایڈیشن برٹش سن ۱۹۵۷ء

(سیدنا یوسف علیہ السلام نے بادشاہ مصر سے فرمایا
زمین مصر کے تمام وسائل ذرائع میرے اختیار میں دے۔ یہ محض وزیر
مالیات کا منصب کا مطالبہ نہیں تھا جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ یہ
ڈکٹیٹر شپ کا مطالبہ تھا اور اس کے نتیجہ میں سیدنا یوسف علیہ السلام
کو جو پوزیشن حاصل ہوئی وہ قریب قریب وہی پوزیشن تھی جو اس وقت
اٹلی میں مسولینی کو حاصل ہے۔

اور حضرت حکیم الامتؒ نے اپنی تفسیر بیان القرآن میں اس
آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ سیدنا یوسف علیہ السلام نے صرف

شیعہ ماییت کا اختیار طیب ذریعہ یمن و یریز منہ نے اعتماد کے سبب پوری سلطنت کا تختہ کل بن دیا تھا۔

نوٹ :- اس اندر تجویز سے ایک پیغمبر کے بارے میں مودودی صاحب کس قسم کا ذہن تیار کرنا چاہتے ہیں پیغمبر اللہ قدر و منزلت کو کس درجہ، شخص کی منزل پر لے جاتا ہے یہ اس دور میں ڈکٹیہ کا لفظ ایک معمولی دارہ کا سکرینڈی بھی اپنے سے سن کر گویا نہیں کرتے حتیٰ کہ مگر مودودی صاحب کو ڈکٹیہ کوئی ٹکھے تو خود ان کو اور ان کے تلامذہ کو ناگوار ہو گا۔

اصلاح معاشرت کا مسنون طریقہ

اصلاحات فیہرت اور اصلاحات حکومت کا لغو مدون اصلاحات فرز محض نہر کہ اور فریب ہے کیونکہ معاشرہ بنتا ہے افراد کے اجتماع سے یعنی اصلاحات افراد سے اصلاحات معاشرہ خود بخود ہو جاتا ہے دونوں لازم و ملزوم ہیں معاشرہ اور کی چیز یا قائم نہیں آج کل سوسائٹی اور معاشرہ کا لفظ اصلاحات اعلیٰ کی نگر کر غفلت و رہے جس رشتہ کے لئے اہل ذہن کثرت سے استعمال کرتے ہیں اور اصلاحات معاشرہ کی غلط فہمی کے لئے معاشرہ جیسی شے بے جان کو ذی انسان کیلئے ہمیشہ خوفناک مانور کا براؤ کھاتے ہیں لہذا یہ شخص آج لفظ معاشرہ استعمال کر کے پریشانی کا باعث ثابت کرتا ہے۔ یہی زندگی میں اسلام کی ابتدا، اصلاح افراد سے شروع ہوتی جب ایک ایک فرد صالح بنتا گیا انہیں صالح افراد کے مجموعے سے صلح معاشرہ بنتا گیا۔ آج کل افراد تو اپنی اصلاحات کے لئے انقیاد اور قدردانی کو استعمال نہ کریں

بس معاشرہ معاشرہ کی مدد سے بے سود لگاتے رہیں تو کس طرح صلہ معاشرہ بن سکتا ہے؟ طاقت اور حکومت سے اصلاح معاشرہ کا خیال محض بوس حکومت ہے اور جب جاوے کچھ نہیں دینے کی زندگی میں یہ صیقلی بینی ذاتی اصلاح اور اجمال صالحہ کو اختیار کرنے کے بجائے ۱۲ سال تک اعمال صالحہ سے مغفرت اور معطل ہو کر حکومت کا انتظار کرتا حالانکہ ایسا نہیں۔ اعمال صالحہ کی توفیق قلب کی درستی پر ہے یعنی ایمان اور یقین کامل پر ہے اور قلب کی درستی اہل اللہ کی صحبت پر موقوف ہے۔ حکومت اور طاقت سے دل درست نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ کسی ملک میں جس قدر کام کا انداد نہیں ہو رہا ہے حالانکہ ان کو جبل کی سترائیں مال ترانے جیسائی زمینیں بھی دے جا رہی ہیں۔ افراد کی صالحیت سے حکومت خود بخود صالح ہو جاوے گی کیونکہ صالحین کی کمزیریت صالح حکمران کی ضمانت ہے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہے اَعْمَالُكُمْ تَعْمَلُكُمْ۔ تمہارے اعمال ہی تمہارے حکمران میں فاسقانہ اعمال کے ساتھ صالح قیادت کا خواب بھی بھی شرمندہ تعمیر نہ ہو سکے گا۔

موروری صاحب کی اصحاب رسول

سے کھلی عداوت

موروری صاحب کی "صحابہ دشمنی کا ایک منظر"

ملاحظہ ہو: ————— (از کتاب عادلانہ دفاع حسب دوم)

دشمن صحابہ لکھتا ہے۔

یہ باب مجاہد، مع کر دینا چاہنا ہوں کہ میں نے تاضی ابو بکر ابن العسری
 کی العوالم من القراہم، امام ابن تیمیہ کی منہات استتہ اور حضرت شاہ عبد العزیز
 کی تحفۃ المخلصین پر اکتفا کر لیا، میں ان بزرگوں کا نہایت عقیدہ مند
 ہوں اور بات میں کسے حاشیہ خیال میں بھی نہیں آئی کہ یہ لوگ اپنی دیانت
 و امانت اور محنت تحقیق کے لحاظ سے قابل اعتماد ہیں۔ لیکن جس وجہ سے اس
 مسئلہ میں میں نے ان پر اکتفا کر سرفہ کے بجائے براہ راست اصل مآخذ سے خبر
 تحقیق کر لی اور اپنی آراء اسے قائم کرنے کا راستہ اختیار کیا۔ وہ یہ ہے کہ
 ان بزرگوں حضرات نے دراصل ایسی کتابیں تاریخ کی حیثیت سے بیان و فتاویٰ
 کہے ہیں جنہیں بد شیعروں کے شدید الزامات اور ان کی افراط و تفریط کے رد میں لکھی
 ہیں جس کی وجہ سے عوام کی مثبت وکیل صفائی کی گئی ہے۔ در کلمات،
 حواہ وہ الزام کہ ہوا صفائی کی، اس کی عین فطرت یہ ہوتی ہے کہ اس میں آدمی کسی
 مواد کی طرف رجوع کرتا ہے جس سے اس کا مقدمہ مضبوط ہوتا ہو اور اس مواد کو
 نظر انداز کر دیتا ہے جس سے اس کا مقدمہ کمزور ہو جائے (مخلد و طوکیٹ ص ۲۲)

مودودی صاحب سنی یا رافضی؟

کیا مودودی صاحب کے اس دامنیج بیان کے بعد بھی ان کی اصحاب رسول
 سنی دشمنی و عداوت میں کوئی شک باقی رہ جاتا ہے؟ صحابہ کرام اور دشمنان
 صحابہ کے مقدمہ میں حضرت تاضی ابن العربی، امام ابن تیمیہ، عبد العزیز
 رحمہم اللہ صحابہ کرام کی طرف سے وکیل صفائی ہیں۔ مودودی صاحب۔ ان بزرگوں
 کے صرف عقیدت مند ہی نہیں نہایت عقیدہ مند ہیں اور ان کے نزدیک یہ بزرگ
 اپنی دیانت و امانت اور تحقیق کے لحاظ سے قابل اعتماد نہیں و مگر یہ حضرات

چونکہ صحابہ کرام کے وکیل مسمائی ہیں۔ اس نے مودودی صاحب نے ان کی تحقیقات کو تو نظر انداز کر دیا ہے اور واقعی، سیف بن عمر، ابن الکلبی، اور جعفر بن سلیمان ایسے مورد مزہک کذاب و متضاد، و رافضی اور رافضی مثل الحار راویوں کی روایات، بلکہ خرافات کو صحیح تاریخ قرار دینے پر مصر ہیں۔ محض اس لئے کہ ان خرافات سے صحابہ کرام کے مطاعن و مثالب ثابت ہوتے ہیں۔ کیا اس کے بعد بھی مودودی صاحب کے خود رافضی اور دشمن صحابہ ہونے میں کسی صحیح الدماغ انسان کو شبہ ہو سکتا ہے؟

موتخص ائمہ اعلام اسلام کو صحیح تحقیقات سے خوشہ چینی کو تو اپنی شان تحقیق کے خلاف سمجھے اور سزا دے تین سو صفحے کی کتاب میں ان حضرات سے ایک لفظ بھی نقل نہ کرے محض اس لئے کہ وہ حضرات صحابہ کرام کے وکیل صفائی ہیں۔ اور جیسے رافضی راویوں کے حباب اور گنگے ہوئے نوالوں سے اپنا اور اپنی کتاب کا پیٹ بھرنے اس کے رافضی ہونے میں اور اسے رافضی کہنے میں کسی کو کیا تامل ہو سکتا ہے؟

مودودی صاحب بحیثیت وکیل استغاثہ

بات یہ ہے کہ مودودی صاحب حضرات صحابہ کرام کے خلاف مذہبی ہی نہیں، وکیل استغاثہ بھی ہیں۔ اس لئے آپ نے ائمہ دین کی تحقیقات کو اس کی صحت و آثار و اعتراف کرنے کے باوجود نظر انداز کر دیا۔ کیونکہ اس سے آپ کا مقدمہ کمزور ہوتا تھا۔ حالانکہ وہ تحقیقات کتاب و سنت کی روشنی میں تھیں۔ اور مورد مزہک رافضی راویوں کی خرافات کو سر نکھول پر رکھا۔ کیونکہ اس سے صحابہ کرام کے خلاف مودودی صاحب کا مقدمہ مضبوط ہوتا تھا۔ اور آدمی اس مواد کی طرف

رجوع کرتا ہے جس سے اس کا مقدمہ منسوخ ہوتا ہو (خلافت و ملکیت ص ۳۲)

موردی صاحب! کچھ حشر کا فکر کریں

گرموردی صاحب کا دل صحابہ کرامؓ میں بالکل سیاہ نہیں ہو گیا اور اس میں کچھ بھی خوف خدا اور منکر آخرت باقی ہے تو وہ اپنے رویہ پر نظر نہ کرے۔ تیار کے دل ظاہر ہے کہ صحابہ کرامؓ کے دیکھا صفائی اصحاب رسولؐ کے ساتھ ہوں گے۔ اور اصحاب رسولؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ! دوسری طرف دشمنان صحابہؓ ہوں گے۔ ابن سب معلن، اس کی سبائی پارٹی اور روشنی اور ان کے ساتھ ان کے دیکھا ہوں گے۔ موردی صاحب اس دن رسولؐ و اصحابؓ رسولؐ اور دیکھا اصحاب رسولؐ کے ساتھ اپنا حشر چاہتے ہیں یا ابن سب معلن اس کی مردود جماعت اور روانفس کے ساتھ! اگر وہ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور انہیں انہی عاقبت کا خیال ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسیہ کے نیچے کھڑے ہونا چاہتے ہیں تو انہیں یہی موجودہ ضد و محو کی پریش ترک کرنی چاہئے۔ درتوبہ و استغفار کر کے عداوت صحابہؓ سے باز آنا چاہئے آئیے! اب اصل بحث کی طرف رجوع کریں۔

صرف نقال اور مولف خطرناک دھوکہ شرمناک فریب

موردی فسق کے متعصب لوگ کہتے ہیں کہ ”موردی صاحب مولف میں۔ مصنف نہیں انہوں نے جو کچھ لکھا ہے، اسلامی تاریخ کی مشہور و معتبر کتابوں سے نقل کر کے لکھا ہے اسلامی تاریخ کی مشہور و معتبر کتابوں سے

اتحاد کر کے لکھا ہے، اپنی طرف سے کھڑا ہی لکھا ہے۔

جامل درندہ متعقبات کی س کڑا، کسی منطق سے نہ خبر لوگوں کو بہ قصور و مبتلا
مسطور ہوتا ہے کہ موروں صاحب تو صرف تامل میں رہے یہ ساری باتیں مابین
ہیں موجود ہیں۔ اُن کا تصور صرف یہ ہے کہ اسوں کے کتابوں سے یہ تعلق
کو برآمد کر کے عوام کے سامنے رکھ دیا ہے۔

س قسم کی کتابوں کو نئے دلوں میں صحیح طور پر سما کر اور واقعی
چیلنج | موروں صاحب صرف افعال و کیفیات و اہولیت غرض و
عدالت سے استنباط و معلوم ہو رہا خود بخود نہیں بلکہ خود کو مایوس کرنا

سے یہ معذرت، استغناء کر۔ مال غنیمت کی تحسیم کے معاہدے میں غنیمت معا
بے ثواب و دست کے معاہدے احکام کی طرف درازی کی۔

دعوئی | میں بھوکے تھے نہتے ہوں کہ یہ بات نہ صرف تاریخ سدھ کی مستند
تاریخ میں ہے بلکہ یہ واقعہ مانچو نہیں بلکہ دنیا کی کسی تاریخ سے
اس جھوٹے کہانے کی نہیں ملے۔ یہ وہ موروں صاحب کے بغض و
عنایت کا سرمایہ چکر چمکتا ہے۔

منہ مانکا انعام | اگر موروں صاحب ہماری چیلنج قبول فرما کر ایک
واقعہ ایسا ثابت کر دیں کہ مال غنیمت میں سے
سونا چاندی ان کے لئے نکال لیا گیا ہو اور غنیمت معاہدے کا حکم مسترد جب
میں غنیمت ثابت کر دیں تو جو وہ انعام فرما میں ہم پیش کر دیں گے۔ ہاں لکھ
نقل و احوال بعض یا بعض اشارے۔

قسمتی کی انتہا | ملک کی بدقسمتی کی انتہا ہے کہ اس درجہ مہذب
نس کا کوئی نہ ملے۔ یہ بات ثابت کر دیں تو

شخصیت قرار دیکر بانس پر چڑھایا جائے۔

عہدہ نشہ کی مین الاقوامی علمی شخصیت کا کمال ملاحظہ ہو

(یعنی مودودی صاحب کا)

اجلۂ عمر کے اجماع کے خلاف زیادتی بات پر ایمان لے کر آئی حالت
 کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہیں مودودی صاحب جس کی روایت کا یہ ایک
 صحابی کا تب وحی کو مصعون کرتے ہیں اس کا نام زیادہ ہے اور اہل علم کا
 اجماع ہے کہ یہ راوی جھوٹا ثابت ہوا ہے۔ (مگر مودودی صاحب کو
 اپنا بطنی بغض نکالنے کے لئے سبائی افضی کسی کی روایت بھی کافی ہے
 جس سے صحیحہ کرام کی اہانت کا ثبوت ہو جائے، حالانکہ اس ساقط اعتبار
 روایت میں ان کے لئے سونا چاندی جہ کر لے کے الفاظ سے مراد حضرت
 معاذیہ کی ذات نہیں بلکہ بیت کمال مدبہ۔ امام بن کثیرؒ لکھتے ہیں
 کہ ان غیبت سے کل سون یا ندی بیت کمال میں جمع کیا جائے۔

اہل بیت و انبیاء جلد ۲ ص ۲۵ مودودی صاحب کی دیانت کی انتہا ہے
 کہ اہل بیت کا جو حوالہ دے رہے ہیں وہاں بیت کمال مذکور ہے مگر
 مودودی صاحب حضرت معاذیہ کے لئے ثابت کر رہے ہیں۔

مودودی صاحب کی خیانت	مودودی صاحب کے بغض و عناد
اور بغض صحابہ رضی	وفساد قلب کا نتیجہ یہ نکلا کہ حضرت
	ایہ معاذیہ رضی اللہ عنہ کے بجائے خود

مودودی صاحب کا خائن رطل لم ہونا ثابت ہو گیا اور اب کسی اندھے
 متعصب کے سوا کسی کو اس میں شبہ نہ رہا کہ اس شخص کا دل خوف خدا سے
 یکسر خالی اور صحیحہ کرام کی عادت و بداندیشی کے جذبات سے پرور

مے کوئی سچی سنی مسلمان نہ بیات و خیرات پر اعتقاد نہیں کر سکتا
الامودودی۔

روافض سے روٹیں تو بنو سید کی حکومت کو جس طرح تمام
بازی جیت گئے۔ کہتے تھے سرسارے محقق مورخ حدیث معارف
کو بدنام کر رہے ہیں اس سبب وہ فرانس سے پاریس لے گئے۔

مودودی صاحب کی بدستی | مودودی صاحب کی قسمت بد میں
صحیح کی شان میں گستاخی و بدگویی
مقدمہ ہے، ام مطلوب سیدنا غنی سے لے کر حضرت عظیم صحابی کو ان کے گستاخ
بلکہ پاک تم نے صرف سب دشتگرد بنائے۔ طعن و تسمیع بنایا ہے۔

انبار کی رائے | یہی تئید ایک غیور قلم سے تاریخ موقی تو
یقیناً اسی پاک و نامور سب دشتگرد بنائی۔

(رمضان ۱۹ جولائی ۱۹۶۵ء)

مودودی صاحب سے | مودودی صاحب زراہ کریم ایٹ رفقہ
اور شیوخہ ہونے کا اعطاف کر دیں اور تفسیر سے
ایک درخواست | اب انتخاب ہو کر امت کو اپنے فتنے اتکا د
دیوں تاکہ سنی عقائد تو اس فتنہ ماورائے تاریخات محفوظ ہو جائیں۔

فہرست چند کتب برائے معلومت

مودودی صاحب سے گمراہ کن لٹریچر کے ذمہ دار شکن جوابات
حسب ذیل کتابوں میں مطبوعہ ایک حق کی تلاش کرنے
دیوں کے سے کا براہ امت کی فتنہ مودودی کے رد میں لکھی ہوئی

کتا میں ہیں

یہ کتاب حضرت مولانا محمد یوسف صاحب تہذیب
الاستاذ المودودی دامت برکاتہم نے عربی زبان میں تحریر فرمایا
ہے اور عنقریب اس کا اردو ترجمہ بھی شائع ہونے والا ہے۔ کتاب مذکور
عربوں کے لئے لکھی گئی ہے اور عرب ممالک میں ستم سے بھیجی جا رہی
ہے تاکہ اہل عرب بھی مودودی صاحب کی بنیادی مرامیوں سے
آگاہ ہو جاویں۔

فتنہ مودودیہ صفحات ۱۸۷ مسند حضرت شیخ الحدیث مولانا
محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم یہ کتاب مبارک فتنہ مودودیہ سے
نجات کے لئے نور ہدایت ہے

۱ اس کتاب کو مناظر پاکستان مولانا سید نور الحسن
عادلانہ و قاری نے لکھا ہے جس میں اجلہ اصحاب رسول
جلد اول و جلد ثانی کے خلاف مودودی صاحب کے طائمانہ، جارحانہ
حملوں کا اور ان کے اس دہلے بیاد، ۶۷ مطاعن و اعتراضات،
ایمان سوز و شتمناک بہتانات و افتراءات اور بغویہ و دہریہ بات و
خرافات اور ۱۰ بددیانتی اور ۱۸ جھوٹ - ۷ گھڑنترو - ۴ مغالطے کے
۱۵۴ مفصل مدلل اور سکت جوابات دئے گئے ہیں

اظہار حقیقت ۱ مسند حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب سندیلوکی
سابق شیخ الحدیث ندوۃ العلماء لکھنؤ۔
بجواب خلافتِ دہلی کی حقیقت ۱ اب دُعا کرتا ہوں کہ حق تعالیٰ اس کتاب
”اکابر امت اور مودودی صاحب کو قبول نہ کرے اور اپنے ان مندوں کے لئے

بھی ہدایت کا سیب بنا دیں جن کے رنگ و ریشے میں مودودی فتنے کا زہر
 بیہوش ہو چکا ہے و ماد لك على الله عزيز اور حق تعالیٰ پر
 یہ کچھ مشکل نہیں ہے

جوش میں تے ہو دریا رحم کا بگر صد سالہ ہو فخر اویار
 ربنا تعالیٰ من انزلنا ام السبع بعليہ موت رحمتك
 ورحمتنا لعالم صل علی اللہ علیہ وسلم

۱ حق محمد اختر عفا اللہ عنہ

۲ رمضان مبارک ۱۳۹۶ھ



تارکین مودودی جماعت اور تابین کرام کی شانیں

احقر مؤلف کتاب محمد اختر عفی عنہ کے دو اشعار

جن میں ان سب حضرات کے اسمائے گرامی اختصار کے
ساتھ آگئے ہیں

- (۱) من تنبہ ازیں بیگانہ رفت
علیٰ و اشرف و منظور بہم رفت
(۲) ز غازی و محی الدین احمد
ز عالم آل شب و بجور بہم رفت

۔ اشعار محی الدین احمد کی طرف سے حق نے کہے ہیں
ترجمہ میں بہ مودودی صاحب کے ظلمت خانی سے نہیں نکد بلکہ حضرت مولانا
علی میاں مودودی اور حکیم عبد الرحیم اشرف اور حضرت مولانا
منظور نعمانی مدبرانِ فرقان مکتوب بھی اس جماعت مودودی سے تائب ہوئے۔
میرا در عبد الجبار غازی اور محی الدین احمد اور مولانا سعود عالم مودودی سے
میں دوا، ایک رات دوسرے ہو گئی یعنی جماعت سے تائب ہو گئے۔



از کتاب انظار حقیقت

بجواب خلافت و ملوکیت

جلد اول

مسنہ: حضرت مولانا محمد اسحق صدیقی ندوی سابق ہمت

و شیخ الحدیث دارالعلوم ندوۃ العلماء رکنفہ

استاد حدیث مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن۔ کواچی

مودودی صاحب تحریر فرماتے ہیں:

”بعض حضرات میں معاہدہ میں کیا فرق دیکھ نہیں پاتے کہ ہم
صاحب کرام کے متعلق صرف وہی روایت قبول کریں گے جو ان کی شان
کے مطابق ہوں اور ہر اس بات کو رد نہیں کریں جس سے ان پر حریف
تساوی ہو۔ وہ کسی صحیح حدیث میں رد ہوتی ہو (خلافت و ملوکیت)
تو یقیناً کرام! مودودی صاحب کی اس عبارت کو ذہن میں رکھیں کہ جس طرح
موصوف نے نہایت چارہ کی اور عیاری کے ساتھ صحیح مسلک اہل سنت کی غلط فہمی
کر کے قادی کے جذبات کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ خلافت و ملوکیت
میں صحابہ کرام پر ٹکے لگائے سنگین لڑباز بات کو صحیح حدیث کی روایت سمجھ

کر تسلیم کرتا چلا جائے۔

مودودی صاحب کی تلمیعی عباری کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں تاکہ قارئین پران کا صحیح پیکر اُن سے بغض رکھنا واضح ہو جائے۔ (مرتب)

(۱) بغضِ معاویہؓ

حضرت عمرو بن لُحَمّی رضی اللہ عنہ کے متعلق ابن المیزان میں پہلی روایت تشریحی ہے کہ وہ واقعہ حرد میں شہید ہوئے۔

دوسری روایت ابو مخنف کی ہے کہ وہ ایک غار میں چھپے ہوئے تھے وہاں انھیں سانپ نے ڈس لیا اور حضرت معاویہؓ کے گورنر نے لاش کا سر کاٹ کر حضرت معاویہؓ کے پاس بھیجا مودودی صاحب نے پہلی روایت کو چھوڑ کر اسی ابو مخنف کذاب کی موضوع درجہ بندی روایت کو درج کتاب کیا ہے حالانکہ وہ خود اپنی ہی کتاب میں اعتراف کر چکے ہیں کہ محققین فن رجال ابو مخنف کو کذاب اور شیعی کہتے ہیں لیکن بغضِ معاویہؓ نے ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے اور۔ اسی کذاب کی روایت کو انھوں نے صرف اس لئے قبول کر لیا کہ اس سے خلیفہ مسلمین امام معاویہؓ کی شانِ اقدس کی منفعت کا پہلو نکلتا تھا

(۲) بغضِ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ

امام عادل سیدنا عثمانؓ پر مطاعن کی ابتدا کرتے ہوئے مودودی صاحب لکھتے ہیں:

”حضرت عمرؓ کو اپنے آخر زمان میں اس بات کا خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں ان کے بعد عرب قبائلی عصیتیں نہ جو اسلامی تحریک کے

تبر دست انقلابی اثر کے باوجود بھی بالکل ختم نہیں ہوئی تھیں۔
 پھر نہ جاگ ٹھیں اور ان کے بیچے میں سلام کے نذر تھے ہر پا
 بیوں۔ چنانچہ ایک مرتبہ اپنے امکانی جانشینوں کے متعلق گفتگو
 کرتے ہوئے انھوں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے حضرت
 عثمانؓ کے متعلق کہا کہ اگر میں ان کو اپنا جانشین بخوہ کر دوں تو
 وہ بنی ابر معیط (بنی امیہ) کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط کر دیں
 گئے اور وہ لوگوں میں اللہ کی نافرمانیاں کریں گے۔ خدا کی قسم
 اگر میں نے ایسا کیا تو عثمانؓ یہی کریں گے اور اگر عثمانؓ نے ایسا
 تو وہ لوگ ضرور معصیوں کا ارتکاب کریں گے در عوام شورش
 کر کے عثمان کو قتل کر دیں گے۔ ۹۹۰۹۹

مردی صاحب نے یہ روایت استیعاب کے حوالے سے نقل کی ہے روایت
 کے اعتبار سے مستعجب کا جو حال ہے وہ ہم گزشتہ صفحات میں واضح کر چکے
 ہیں در ہماچکے ہیں کہ یہ کتاب ہرگز قابلِ غور نہیں کی جاسکتی۔ لیکن سند
 کے لحاظ سے بھی یہ بالکل بے جان ہے۔
 ذرا اس کے بعض ردیوں کے پیرے ملاحظہ ہوں۔

اس میں ایک راوی عبد الوارث بن سفیانؓ یہ سلیمانؓ ہے جو مجہول ہے۔
 محمد بن احمد بن یوسف نمجیف الراویہ و منکر الحدیث ہے۔ یحییٰ بن معین نے
 انھیں کذاب کہا ہے (میزان الاعتدال ص ۶۴)

سلیمان بن داؤد کوئی شیعہ ہے۔ شیعوں کے مشہور علم شیخ حلی نے
 بھی اسے شیعہ کہا ہے (خلاصۃ الاقوال ص ۲۸)۔ ظاہر ہے کہ شیعہ تو کوئی بھی

مقبول کروایہ نہیں ہو سکتا۔ عموماً ایسی صورت میں تو اس کی روایت بالاق
 ساقہ۔ اعتبار اور مردود ہوتی ہے جب کہ اس کی روایت کے کسی صحابی پر
 حرج ہو رہی ہو۔ علیٰ ہذا جس روایت میں یوں کذاب بھی ہو اس کا مردود ہونا
 مسلّم نہی ہے۔ تہذیب کی روایت میں اتنی قلیل سی ہے۔ اس امور سے
 یہ بات روشن ہو جاتی ہے۔ یہ روایت موضوع اور ساقہ الاعتبار ہے۔
 (مکن مردود کی صاحب نے اس روایت کو صحیح حدیث لکھ کر جس کو ہم اوپر
 قلم بند کر آئے ہیں اس طرف اشارہ کرنا چاہا ہے۔ قرآن میں خود نصاف نہیں ہیں
 اسی موضوع پر ہماری شریعت کی روایت ہے اس کو مردود کی صاحب نے بالکل
 نظر انداز کر دیا۔ حالانکہ جب مکہ و قعہ کے متعلق ایک روایت اس کتاب کی
 ہو جو صحیح القاب بعد کتاب اللہ کے عقب سے ملتا ہے وہ مردود کی صاحب نے
 کی ہو جس میں حدیث کا کوئی ستر نہیں ہو اس کی سند میں کذاب و شیعہ
 ہوں۔ ہر صدقت پسند اور منصف ذہن شخص باریکی لہجہ کی روایت پر
 قلم نہ کرے گا اور مستحب کی روایت کو رد کر دے گا کہ یہ وہی شخص کرے
 گا جس کی نیت درست ہو ورنہ جو اس حدیث عثمان کے ماہ تقدس و تقویٰ پر
 خاک ڈالنے پر آمادہ ہو وہی اس کو خیر و سائنہ علمی و حدیثی کے ذریعہ
 گمراہ کرنا چاہتا ہو وہ وہی کرے گا جو مردود کی صاحب نے کیا ہے۔

بخاری شریف میں اپنے مکانی جانشینوں کے متعلق حضرت ذروق اعظم نے
 جو وصیت فرمائی تھی وہ اس طرح مذکور ہے۔

”لوگوں نے کہا اسے یہ مومنین وصیت فرمائی ہے۔ در کسی کو پناہ نشین
 بنا دیجئے۔ فرمایا اس کے متعلق پھر آدمیوں سے بہتر کسی کو نہیں پاتا۔ ان
 سے حدیث سونے سے سنی حدیث علیہ السلام آخر تک رخصت رہے پھر آپ نے علیٰ

عبداللہ بن مسعود اور عبدالرحمن بن عوف سے: ہم نے وہ فرمایا کہ
 عبداللہ بن مسعود سے ساتھ موجود رہیں گے، ان کا اس معاملہ میں
 پھر حصہ نہ ہوگا، اب اگر حکایت مسعود کو ہے تو وہ اس کے ال میں ورنہ
 پھر تم میں سے جو کوئی بھی حاکم بنایا جائے سے چاہیے کہ ان سے مدد
 لے کر اس کیس نے جو انہیں معذور کر دیا تھا تو کسی کمزوری و غیانت کی
 بنا پر نہیں کیا تھا۔

۳۔ مودودی صاحب کا بغض و لیدن عقبہ رضی

مودودی صاحب کہتے ہیں کہ

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو (ولید بن عقبہ) بنی المصطلق کے
 صدقات وصول کرنے کے لئے مقرر فرمایا مگر یہ اس قبیلہ کے طلاق میں
 پہنچ کر کسی وجہ سے ڈر گئے، دن و گول سے بے بغیر مدینہ واپس جا
 کر بنوں نے یہ رپورٹ دے دی کہ بنی المصطلق نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا
 اور مجھے مار ڈالنے پر تل گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر غضب کا
 ہوتے در آپس نے ان کے خلاف یک فوجی ہم مدانہ کرو دی قریب تھا کہ
 ایک سخت حدیث پیش آجاتی بنی المصطلق کے سرداروں کو بروقت
 علم ہو گیا۔ در ہوں سے مدینہ حاضر ہو کر عرض کیا کہ یہ صاحب تو ہمارے
 پاس آئے ہی نہیں ہم تو منتظر ہی رہے کہ کوئی مگر ہم سے زکوٰۃ وصول
 کرے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

یا ایھا الذین امنوا اذبحوا حق بقاء فتنسوا مدینہ و ہکذا
 مودودی صاحب غواخودانہ قدس مآب صحابی رسول (ولید بن عقبہ) کو اس آیت

کا۔ صداق بنا کر ان پر کذب و فسق کی تہمت لگا رہے ہیں۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت
 ولیدؓ کو کسی شخص سے رشتہ میں مل کر یہ خبر ملی کہ مئی المصطلق باغی ہو گئے ہیں، اور
 تمہارے قتل کے دریغ میں۔ اس سے، انہیں خوف پیدا ہوا اور وہ واپس ہو گئے۔
 اس مجموعے خبر کو جس نے حدیث ولیدؓ میں مقبر رضی اللہ عنہ کو یہ خط خبر دی ہے قرآن
 مجید میں ”فاسق“ قرار دیا گیا ہے نہ کہ سید: حضرت ولیدؓ بن مقبر رضی اللہ عنہ کو یہ
 اس کے علاوہ یہی کہ اس کا ضعیف کے صفحہ ۱۱۲، ۱۳۰ پر حضرت عثمانؓ اور
 ولیدؓ بن عقبہؓ پر مزید الزامات کی بوچھاڑ کرتے ہوئے مورخ دی صاحب لکھتے ہیں کہ
 ”۲۵ھ میں اس مجموعے سے منصب سے اٹھ کر حضرت عثمانؓ نے
 ان کو (ولیدؓ بن عقبہؓ) حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ کی جگہ کو فے میں بٹھے
 اور ہم صوبہ کا گورنر بنادیا وہاں یہ راز ناس میں کہ یہ یعنی ولیدؓ بن
 عقبہؓ نہ نوشی کے عادی ہیں۔ حتیٰ کہ ایک روز انہوں نے صبح کی نماز
 چار رکعت پڑھ دی پھر بیٹ کر سو گویا سے پوچھا، اور پھر ذل؟.....
 چنانچہ صحابہ کے مجمع عام میں ولیدؓ پر مقدمہ قائم کیا گیا..... الخ
 (بحوالہ اشعاب)

اشعاب کے متعلق ہم ذکر کر چکے ہیں کہ یہ بالکل غیر معتبر کتاب ہے جس میں بعض
 جوامع باروں کے ساتھ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر بھی ہیں۔ اس لئے صاحب اشعاب
 کی رائے اس بارے میں بالکل بے وزن ہے۔ اور باوجود گوئی سے زیادہ حیثیت نہیں
 رکھتی ہے۔ فقہ کا تعلق تاریخ سے ہے اس لئے درایت کی کوئی پری بھی اسے
 پرکھنا لازم ہے۔ جب ہم اس زویہ سے اس فقہ پر نظر کرتے ہیں تو یہ بالکل من
 گھڑت اور سراپا بہتان و افہام نظر آتا ہے۔

پہلا سوال تو یہی پیدا ہوتا ہے کہ حضرت دینارؓ، حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کسے نے میں مدت دراز تک تصوف عہدوں پر مامور رہے۔ لیکن کبھی ان پر یہ الزام نہیں لگایا گیا۔ آخر کوفہ ہی پہنچ کر کیوں انہوں نے اس حرکت کا ارتکاب کیا؟ اس سے قطع نظر کہ وہ صحابی رسولؐ تھے ایک عام مسلمان ہونے کی حیثیت سے بھی یہ بات بالکل بعید از قیاس ہے۔ کہ اتنی عمر پاکیزہ، تقویٰ کے ساتھ بسر کرنے کے بعد بیکار وہ شراب پیتے لگیں۔ جو چیز نئی ہر کے خلاف ہو، اُسے اتنی آسانی کے ساتھ قبول کر لینا موردی صاحب ہی کے ایسے حضرت کا کام ہے۔ جو صحابہ کرامؓ کی عداوت کی وجہ سے ان کے خلاف میرزا ام کو قبول کر لیتے ہیں، حالانکہ اگر آج دو شخص اسی فعل کی شبہات خود موردی صاحب کے خلاف دے دیں تو ان کی جماعت کا کوئی فرد بھی اسے قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوگا اور اسے مخالفین کی سازش قرار دے گا۔

دوسرے یہ کہ اگر کوئی شخص شراب پی کر کہیں بیٹھ جائے تو کم از کم دو تین عزم تک وضو کا بعض دوسروں کے لئے ناقابل برداشت ہو جاتا ہے۔ اس زمانے میں تو اُس کی بدبو اور بھی زائد ہوتی تھی، سوال یہ ہے کہ نماز سے پہلے یا دوران نماز کسی کو اس کا احساس کیوں نہ ہوا کہ یہ شراب پئے ہوئے ہیں؟ اور اگر احساس ہوا تھا تو ان کے پیچھے نماز کیوں پڑھی؟ ۔۔۔۔۔ اور پھر جب وہ دو رکعت کے بعد ٹھٹھے ہو گئے تھے تو کسی نے نقد کیوں نہ دیا؟ کیا سب کے سب نماز کے مسائل سے اس درجہ ناواقف تھے کہ قبر کی کھنڈوں کی تعداد بھی نہیں جانتے تھے؟ یا یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ امام کو سہو ہو جائے تو کیا کرنا چاہیے؟

عربی کی مشہور مثل ہے کہ **كذلك الشيء يهيء ويهيء** (کسی چیز کی عداوت

ادی کو بعض اوقات نرعا درجہ ابناء دیتی ہے (موردی صاحب کو صواب کرام
خصوصاً بنی امیہ سے خود اداوت ہے اس کی وجہ سے انہو نے یہاں پہنچکر
اپنے محبوب مورخ طبری کی طرف سے بھی آنکھیں میچ لیں۔ حالانکہ اس نے
سلسلہ کے واقعات میں لکھتے ہیں کہ :

و کوفہ سے جراثیم پیشہ آدمیوں کے پیشوں کو حضرت الید رضی اللہ عنہ
نے کسی جرم پر سزا دی تھی کہ ان کا شغاف اپنے کیسے یہ سازش کی کہ
ان مدوح پر شہ پ نوشی کا رومہ بھجوا جائے۔ چنانچہ ایک نے
ن کی مہر چرائی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے شکایت کی کہ
یہ شراب پیتے ہیں۔ ہم نے نشہ کی حالت میں ان کی مہر بدل کر
لادرا نہیں شراب کی تے کرتے دیکھ رہے :

طبری کی جو روایت صحابہ کرام کے خلاف ہوتی ہے۔ وہ نوموردی صاحب
کو بہت معذوب ہوتی ہے لیکن اس روایت سے ایک مصنف پر ایک بہتان
وافر آئی قلعی کھل رہی ہے۔ اور شراب کے قصبے کا سن ٹھٹھرتا ہوتا ہے ہر
جے اس نے موصوف نے سے۔ بلکل نظر انداز فرمادیا :

۴۷۔ حضرت عید اللہ بن سعد بن ابی سرح رضی

ان کے بارے میں موردی صاحب لکھتے ہیں :-

بعد اور عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح نومرد بن ہونے کے بعد متد
ہو چکے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے موقع پر
جن لوگوں کے بارے میں یہ حکم دیا تھا کہ وہ اگر خزانہ کعبہ کے پردوں
سے بھی پٹے ہوئے ہوں تو انہیں قتل کر دیا جائے یہ ان میں سے
ایک تھے۔ حضرت عثمان انہیں سے کراچی تک حضور کے سامنے

پہنچ گئے اور آپ نے محض ان کے پاس خاطر سے انہیں معاف فرمادیا تھا۔ (خلافت و مہکیت) ص ۹۰

گویا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تو انہیں معاف فرمادیا تھا۔ مگر مودودی صاحب انہیں معاف کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مزید گزشتہ یہ بت کہ نہ کہ کفر و باہیت کے افعال کا عذر دینا نہ جنت و عذاب کے اصول کے اعتبار سے جائز ہے؟ سناست ائمہ نے حدیث سے مستنبط کر کے تحریر فرمادیا ہے کہ ابتدا حقیقی مال ہے۔ یعنی کوئی شخص صدق دل سے مسلمان ہو جائے تو وہ مرتد نہیں ہو سکتا کسی کے مرتد ہو جانے کے معنی یہ ہیں کہ پیسے ہی اس کے دل میں ایمان جاگزیں نہیں ہوئے۔ درپچہ ان سے وہ مسئلہ ہوا ہی نہیں تھا۔

حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح پہلی مرتبہ محض ظاہری طور پر مسلمان ہو گئے تھے۔ اس کے بعد مرتد ہو کر چلے گئے۔ لیکن کچھ مدت تک غور و فکر کے بعد جب اسام کی صداقت پورے طور پر دیکھ لی تو صدق دل سے ایمان لائے اور آنحضور کی زیارت و صحبت سے مشرف ہو کر لائیت کے علی ترین درجہ صحابیت پر فائز ہوئے۔ ان کی بعد کی زندگی ان کے احوال اور کمال ایمان کی شاہد و عادل ہے۔ اسام کے بعد گزشتہ کفر و ارتداد کا تعین کرنا خود طعن کرنے والے کو آخرت میں ملعون کر دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جو قصہ ان پر تھا وہ ان کی ذات اور شخصیت پر نہ تھا بلکہ ان کے وصف کفر و ارتداد پر تھا جب اس ذمہ سے وہ پاک ہو گئے تو وہ غنہ بھی محبت اور رحمت میں تبدیل ہو گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب تو نہ تھے جو یہ جان لیتے کہ تقدیر الہی جس کی سعادت مقدر ہو چکی ہے۔۔۔۔۔ کیا مودودی صاحب

تیا سکتے ہیں کہ دویارہ سلام لائے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا آنحضورؐ کے صحابہ کرام میں سے کسی نے ان کے متعلق نفاق کا شبہ کیا ہو؟ یا آنحضورؐ نے ان سے ناما شکلی کا انبہر ذرایا ہو؟ اگر نہیں اور یقیناً ہیں تو آپ کا اعتراض بالکل باطل اور غضبِ الہی کا موجب ہے۔ یہ جملہ کہ:

”آپ نے محض ان کے پاس خاطر سے انہیں معاف فرما دیا تھا“
 بہت بے ادبانه اور گستاخانہ ہے۔ اس کے معنی یہ ہوتے کہ اگر حضرت عثمانؓ کا پاس خاطر نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں قتل کروا دیتے ہم پوچھتے ہیں کہ وہ اس وقت ارتداد سے تائب اور صدقِ دل سے مسلمان ہو گئے تھے یا نہیں؟ اگر ہو گئے تھے تو کیا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک مومن کو قتل کر دیتے؟ اور تائب ہونے والے کو توبہ سے روک دیتے۔ (معاذ اللہ) کوئی مسلمان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا بصورت دیگر اگر وہ صدقِ دل سے مسلمان نہیں ہوتے تھے اور آنحضورؐ کو اس کا علم تھا تو کیا آپؐ نے حضرت عثمانؓ کی خاطر سے ایک شخص کے لئے دو کو گوارا فرمایا؟ اور اس جرم کی سزا دینے سے پہلے ہی فریاد؟ (العیاذ باللہ) کوئی مومن آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اس قسم کا خیال بھی دل میں لانا گوارا نہیں کر سکتا اس قسم کے فاسد و کاسد افکار مودودی صاحب اور ان کے متبعین ہی کو ہمارے ہوں۔ مقامِ عبرت ہے کہ ملاوتِ صحابہؓ نے مودودی صاحب کو اس جگہ پہنچا دیا کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کرنے لگے (العیاذ باللہ)

مودودی صاحب فاضل مصنف کی نظر میں

میں موصوف کے حالات سے زیادہ واقف نہیں ہوں لیکن اس کتاب کو نیز

اُن کی اسی قسم کی سابق تحریروں کو دیکھ کر میرا اندازہ یہ ہے کہ موصوف کا پچھن تسبیح
ماحول میں بھر ہوا ہے۔ اور سبائیت کے ایمان اور جراثیم ان کے قلب و دماغ میں
اس وقت سے داخل ہو چکے ہیں بزرگوں کے ساتھ موصوف کے ردیہ کا اندازہ اس
سے ہو سکتا ہے کہ انہوں نے انبیاء عظیم صلوٰۃ و سلام کے واسطے عصمت کو بھی
واقدار بنانے کی سعی لایا۔ مل کی ہے چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام کے متعلق تحریر
فرماتے ہیں۔

”تاہم قرآن کے اشارات اور صمیم یونس کی تفصیلات پر غور کرنے سے
اتنی بات صاف معلوم ہوتی ہے کہ حضرت یونسؑ سے فریضہ رسالت کی
ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں اور وہ تباہیوں نے بے مہربان کر قتل
از وقت اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا۔ اس لئے جب تباہی عذاب دیکھ کر
ارشادوں نے توبہ و استغفار کی توفیق نہ دی تھی انہیں معاف کر دیا۔

(تفہیم القرآن جلد ۲ سورہ یونس ص ۹۹)

اپنا فرض منصبی ادا کرنے میں کوتاہی کرنا کتنا مہلک جرم اور گناہ ہے۔
اس کی تعزیر کی ضرورت نہیں۔ مودودی صاحب یہ جرم ایک نبی معصوم کی طرف
منسوب کر رہے ہیں۔ کیا جرم عصمت کے مافی نہیں؟ کیا اس کی نسبت کسی
نبی کی طرف کرنا مستحب ہے ادنیٰ اور گستاخی نہیں؟ شیعوں کہتے ہیں کہ خلافتِ علیؑ کا
اعلان کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض تھا مگر آپ نے خوفِ شیخینؓ اس کا اعلان
صاف اعلان نہیں کیا۔ اس طرح گویا معاذ اللہ آپ نے ایک فریضہ رسالت کی ادائیگی
میں کوتاہی کی۔ مودودی صاحب بھی باطناً شیعوں میں۔ لیکن ظاہری سنیت کی
وجہ سے صاف صاف اس عقیدے کا اظہار نہیں کر سکتے اس لئے انہوں نے
حضرت یونسؑ کی طرف اس جرم کو منسوب کر کے ذہن کو شیعوں کے مندرجہ بالا

حقیقت کے لئے تیار کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیوں کہ اگر ایک نئی دینی فہم میں کوتاہی کر سکتا ہے۔ تو دوسرے بنیاد کے متعلق بھی یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے۔
 (۱) اس کتاب کے شائع ہونے کے بعد جب مذکورہ عبارت پر سے دی ہوئی
 تو موصوف نے دوسرے پڑیشن میں اس پوری عبارت کو حذف کر دیا۔ لیکن نہ
 تو غلطی کا ارتکاب کیا۔ درحقیقت ان لوگوں کو اس ترجمہ سے گاہ ہونے دی کہ جن
 کے پاس یہ پڑیشن موجود ہے اس قسم کی حرکت سے اس کے سوا اور کیا سوچا
 جاسکتا ہے۔ موصوف کی صاحبیت ان فرد کی گمراہی کو شہادت بنا رہا ہے)

متحد دین قلم سبائیت

اس وقت قلم سبائیت کی تاریخ ایک مہمہ موصوف نہیں ہے۔ لکن اس صاف
 یہ ہے کہ زمانے میں اس نے یہ شے جس کو جنم دیا ہے جنہوں نے زمانہ
 در ماحول کے اعتبار سے پھیلاؤ کی پوری کوشش کی ہے۔ در زمانہ کے
 گہری ان کی مناسبت سے، اسے نیا سبائیت موجودہ دوزیوں کی جیسے
 تمام موجودہ میں نہیں قلم سبائیت کا مجدد بنا جاسکتا ہے۔ مشہور مجدد اگر
 طہ سین، فرہاد، صفیہ، کٹر احمد ہیں، سید قطب کے نام
 اس سلسلہ میں قابل ذکر ہیں۔ ہوں نے جدید سبب اختیار کر کے عربی زبان
 میں سبائیت کی خوب خوب ادا کی ہے۔ اردو میں لکھنے والوں میں بھی سن
 قسم کے مصنفین موجود ہیں۔ جن میں نمایاں اور مشہور شخصیت موصوفی سید
 ابوالاسلیح صاحب موصوفی ہیں۔ جماعت اسلامی پاکستان کی ہے۔

موصوف کی تازہ تالیف ”خداوند و ملکیت“ نے تو نقاب تفتیش کو بالکل ہی
 پردہ پردہ کر کے موصوف کی سبائیت کو لکھ کر دیا ہے۔ کتاب میں جس خوب

سود کی درمید کے ساتھ سبائیت کے تلخ زہ کو شیریں بنا کر نادر قفوں کے
علق سے اتارنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کی دوزخ و دنیا، انصاف ہی ہوگی اور
اسے دیکھ کر س کا قاتل ہو۔ بیڑا ہے کہ موصوف بلاشبہ سبائیت کے مجدد کے
مرتبہ پر فائز ہیں۔

بعض حضرات اس پر حین نجس ہیں کہ تم نے مولانا مودودی صاحب پر
تجدید سبائیت کا الزام کیا؟ ان سے گناہ شش ہے کہ عبداللہ بن سبا
کی پوری غریب کی روح رتبہ صبیحیت کی قدمی در صوبہ کراٹھ پر ہے اعتمادی مٹی
وہ خود تو مودودی منافق تھا لیکن اس نے مسلمانوں میں ایسی جھامیں پیدا کر
دیں جو مسلمان ہوتے ہوئے بھی صحابہؓ کے حق میں بدگمانی اور بدزبانی سے
کام لینے لگے۔ ان میں بہت سے فرقے ہو گئے بعض تو حد کفر تک پہنچ گئے۔
مثلاً شیعہ باطنیہ یا نصیریہ وغیرہ بعض اسلام میں تو داخل رہے مگر مستند اور
گمراہ کہہ سکتے۔ یہ گمراہ مسلمان ہیں مگر اہل سنت والجماعت سے خارج ہیں
— صحابہ کرامؓ کے حق میں اتنی بدگمانی و بدزبانی کے بعد بھی اگر کوئی شخص
اہل سنت والجماعت میں داخل رہے تو یہ نفع دہی ہے یعنی ہو جائے گا۔ میں
نہیں مسلمان سمجھتا ہوں لیکن شیعہ و گمراہ سمجھتا ہوں۔ انہوں نے ایک
نئے عنوان سے (جو موجودہ زمانے میں مقبول ہے) ایک جماعت صوفیہ کو
مجرعات کر کے، ان پر بے اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جو بن سبا کا خاص
مشن تھا۔ س نے میں نے نہیں مجدد سبائیت کہا ہے۔

جماعت اسلامی کے کارکنوں کے لئے لمحہ فکر

مودودی صاحب نے اسلامی حکومت کے قیام کے کام پر آپ سب کو

منع کیا ہے۔ لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ ۱۳ سو برس کے زمانہ میں وہ صرف بارہ
تیرہ سال اپنی صحیح شکل میں قائم رہی۔ حضرت عثمانؓ کے زمانہ سے اس
میں تغیر پیدا ہوا۔ شروع ہو گیا حضرت علیؓ نے اصلاح کرنی چاہی مگر ناکام رہے۔
حضرت حسنؓ اتنے بھی صرف چھ ماہ کو شش کے بعد اس سے دست کشی
اختیار کریں۔ ان کے بعد ان کی اصطلاحی "ملوکیت" کا دور شروع ہو گیا۔ اور
خلافت کا یہ ساف تمز موارثہ آج تک وہ منقاسے ہو گیا اسلامی حکومت کے تیرہ
سوسال میں زیادہ سے زیادہ تیس سال قائم رہی۔ اس میں بھی خاصانہ
ایسا گمراہ جس میں اس کا کمال رخصت ہو چکا تھا اور اس کی ناقص شکل باقی
رہ گئی تھی۔ اس نظریہ سے کیا یہ نہیں معلوم ہوتا کہ اسلامی حکومت "انفری طور
پر بہت اچھی چیز ہے۔ لیکن اس کا عملی وجود ممکن نہیں ہے؟ پھر جب وہ عملاً
غیر ممکن ہے تو اس کے لئے جدوجہد کرنی، فصاحت و قوت و قوت نہیں ہے تو
اور کیا ہے؟ مہربانی فرما کر اس سوال پر فوراً کہئے اور دیکھتے کہ اسلامی حکومت
کا نعرہ لگاتے کے بعد صحابہ کرام کو مجروح کن "یہ بر سر شاخ دین می برید"
کا یہ صداق بن جانتے یا نہیں؟ اس کے بعد یہ بھی سوچئے کہ مودودی صاحب
آپ کو کدھر لے جا رہے ہیں؟ اسلامی حکومت کی جانب یا شیعیت کی جانب؟

احقر

محمد اسحاق صدیقی ندوی مبنی شہزادہ

۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۱ھ

مودودی صاحب کی گمراہی کے اُنشس وجوہ

مکتوب گرامی

امیر جماعت اسلامی کے نام

رشید اسلام پورہ، سید حسین احمد مدنی

مخدومی السلام علیکم،

امید ہے کہ ان گرامی بخیر و کامیابی ملت اسلام کے سالانہ اجتماع میں
آنجناب کی شرکت کیلئے ایک دعوت نامہ کہی روز جوئے ارسال خدمت کیا گیا تھا
اب تک یہ معلوم نہ ہو سکا کہ آپ نے اسے قبول فرمایا یا نہیں۔ جمعیتہ العلویہ کے سالانہ
اجتماع کی وجہ سے آنجناب کی مصروفیتوں کا بخوبی اندازہ ہے لیکن ان دونوں
اجتماعات کی تاریخوں میں اتنا تفاوت ہے کہ آپ بخیر و سادقت بھی نہیں مرحمت
فرمائیں گے۔ ہمارا اجتماع اثناء اللہ ۲۰ اپریل سے شروع ہوگا۔ آنجناب سے ملنے
کا اشتیاق تو بہت عرصہ سے ہے چنانچہ اس سلسلہ میں میں نے خط و کتابت بھی کی
تھی لیکن قسمتی سے آپ اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے اس وقت کوئی وقت نہ
دے سکے۔ اس کے بعد مولانا حفص الرحمن کے ذریعہ دقت کے تعین کی خواہش

کی تھی۔ لیکن اس موقع پر ملاقات کی کوئی سبیل پیدا نہ ہوگی۔ یہاں میں متعدد مسائل پر تبادلہ خیال کی ضرورت شدت سے محسوس کر رہا ہوں اور بہت سے امور میں آغوشِ ہمدردی سے کچھ مشق سے جی کر رہا ہوں۔ اگر سب سے پہلے شریف لے آسکیں تو یہ ہمارے عزت افزائی کا بھی موجب ہوگا اور یہ ہمیشہ نظر مقصد بھی حاصل ہو سکے گا۔ لیکن اگر خدا نخواستہ یہ ممکن نہ ہو تو پھر اجتماعِ حیدر آباد سے واپسی کے بعد آپ مجھے کوئی موقع عنایت فرمادیں تو انشاء اللہ میں خود حاضر خدمت ہو سکتا ہوں۔ اس وقت فوری مسئلہ جس پر میں تنگ کی سخت ضرورت محسوس کر رہا ہوں وہ دارالافتار دہلی کا وہ فتویٰ ہے جو سہ ماہی ہمارے ’مودودی فتنہ مٹا دو‘

مودودی تحریکِ مہلک و زہریلے ’مذہب‘ مودودی سے ہم خیال گمراہ ہیں۔ مودودیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی موٹی موٹی سرخیوں سے شائع ہوا ہے معلوم نہیں یہ فتویٰ آپ کی نگاہ سے بھی گزر رہا ہے یا نہیں؟ یہ فتویٰ قدرتی طور پر نہ تھا، لوگوں کیسے انتہائی حد تک تکلیف دہ اور آزار دہ ہے جو تحریکِ اسلامی کو حق سمجھ کر اس میں شریک ہوئے ہیں یا اس کو حق سمجھتے ہیں ایسے فتویٰ کا دارالعلوم دیوبند سے شائع ہونا جہاں آپ جیسے قضاہ حضرات میں ہمارے لئے انتہائی حیرت اور تعجب کا موجب ہوا ہے۔ ہمارے ہاں ایسی حالت میں کہ ان امور کے بارے میں جن پر اس فتوے کی بنیاد قائم کی گئی ہے متعدد بار باری حریف سے توضیحات شائع کی جا چکی ہیں اور جن کے بارے میں ذمہ داران

دارالعلوم سے براہِ راست خط و کتابت بھی ہو چکی ہے جس کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔ یہ ہے کہ جناب جو بے حد مشرت فرمائیے گئے والسلام

ابو نعیم

امیر جماعت اسلامی

در مجلس خود را مدہٴ چھوٹنے افسردہ دے افسردہ کند انجمنہ
 محترم لقا۔ زید مجدم؛ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
 دلائل باعث مسر فرازی ہوا۔ اس سے پہلے دعوت نامہ پہنچا تھا جس
 سالانہ جمعیت کے سر پر آجانے کی وجہ سے یہی مصر و فیتوں کا مدد جناب نے صحیح
 طور پر نذر دیکر کمرس کے علاوہ اور بھی ایسے ہی یا اس سے زائد قوی اعذر
 اس وقت درمیش میں شلادار العلوم کا سالانہ نشان ہے جو کہ جب کی آخری
 تاریخوں سے شروع ہو کر ۲۳ ۲۴ شعبان پر ختم ہوتا ہے نیز دارالعلوم کے تعلیمی
 سال کا اختتام ہے جس میں کتب مفوضہ بخاری شریف و ترجمہ شریف کا
 ختم کرنا ہے جس کو ۲۸ شعبان تک انجام دینا ہے یہ امور علاوہ ان امور
 کے ہیں جو کہ تمام سال میں انتہائی مصروفیتوں کے باعث ہوتے ہیں جن
 میں نوٹوں سرخیوں والے شتہات کو تہذیب ذکر فرماتے ہیں ان کا فائدہ کو
 آپ کے والدہ سے پہلے کوئی علم نہ تھا صرف ہمارے پورے ایک سالہ سعی
 یہ کشف حقیقت یعنی تحریک مودودیت اپنے اصلی رنگ میں ایک صلب
 نے جیسا تھا اس کا بے علم ہوتی

موسا میرا پیسے خیال تھا کہ آپ کی تحریک اسلامی سماںوں کی علمی و عملی دینی
 بدوینہ دی کر دیں اور اس کے انتشارات کے وسیلے سے دوسماںوں کو منظم کرنے تک
 ہی محدود ہے۔ مگر چونکہ تنظیم میں شتہات سے جو اس نے میں نے اس کے خدات
 آواز ملایا تحریک سارے نہ تھا۔ مگر چونکہ رجحان اور قیادت کی
 طرف سے ہوا تھا۔ انشاء اللہ عالم تحریر اور تقریر میں معلوم ہوئے مگر ان میں
 سے حتم پوشی کرنا ہی سب معلوم ہوا مگر آج جب کہ میرے مدد سے اطراف و جوب
 ہندوستان سے آنے والے خود دی صاحب کی تصانیف کے اقتباسات کا دھیر

عمل میں لایا گیا۔ مرتکب کبار و عیزہ دیگر مسائل میں بہت زیادہ افراط و تفریط جاری ہوئی اور نہ صرف خواہش کی تک اس کی محدودیت کی تمدنیت ہائے معتزلہ و رافضیہ سمیر کر مایہ بحکمہ مجتہدین کی تفسیر ان کے کی وجہ سے ظہور پذیر ہوئے۔ اہل سنت و اطاعت ہمیشہ اتباع سنت و اسلاف صالحین صی بہ کرم اور اہل منزل تا میں کو پیشوا و رہبر مانتے ہوئے اپنی آراء اور مذہب کو انہیں کے رنگ سے رنگ کفار المرام ہوتے تھے اور مابعدہ و اصولی کی سبب صل کرتے رہے۔ ان بعینہ واقعہ ان زمناں اخیر میں پیش آیا، بحریرہ، قرنیہ و اتباع چکڑا لویہ تا وہابیہ، خاکسار بہانہ و عیزہ نے بھی یہی تفسیر بارے اور ان عقل اور مذاق کو میثرائیاد اور نفوس کو اس طرف کشید، ترک کردی، اعتدال کی جانب ہولند سنی، ائمہ علیہ السلام نے بھی کی ہمیں بندی کرتے ہوئے رہا دیا تھا وہ مسرہ معتبر و مرامت و کبر و اذکاتالہ کا تعجب کی، ات نہیں ہے کہ وہ صی بہ کرم اور ان کی تلامیذ حق کی زبان، دوری عربی غمی، و مشہور نے حق خداوند کی مشاہدہ کیا نا، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود، وجود اور آپ کے اعمال، و سخنی کو ٹیکھنے والے تھے، اوت بعین جو مشاہدین حق کے شاگرد و رشید تھے ان کی تفسیر میں تو ان کے طاق رکھ دی جائیں اور ان کو مردود اور غلط قرار دیا جائے اور ان کے مقابلہ میں تیرہ سو برس بعد کے یہاں ہونے لے عجی، شنی میں جنگ زبان عربی اور اس کے ادب اور اصول و بن و عینہ میں کوئی مہارت تمامہ بلکہ ناقص بھی نہ ہو بلکہ کیمرج یا آکسفورڈ یا کسی یورپین سٹی کا لک کی ڈگریوں اور حصول عربیت کی بنیاد ان کی تفسیروں کو مستند علیہ قرار دیا جائے۔ جن لوگوں کی عربی زبان عربی اور علوم و فنیہ کو پڑھتے پڑھاتے گزر گئی ہیں اسکی تفسیر کو غلط اور تاریک خیال قرار دیا جائے اور پروفیسران علوم لاجحدہ یورپ کی تمام طریقوں کو مستند و مذہبی و نفوذی

ہوجاتے ہیں۔

۳۔ وہ صحابہ کرام کی متعدد روایتوں کو خواہ کتنی ہی صحیح کیوں نہ ہوں ان کی خوش اعتمادی پر بھی بنائی ہوئی وقعت سے دور کر دیتی ہے۔ ان کے دروازہ کے کھلنے سے تمام معجزات اور علیٰ زمین اخلاق و اعمال بنویہ کی عمارت بالکل کھوکھلی ہوجاتی ہے اور حاصدہ کو اس سے ڈکاوی بھیہ رانہ نہ آتا ہے۔

۵۔ وہ احادیث صحیحہ کے درجہ درجہ حدیث کو مخریج کرنے اور غیر ثقہ بتاتی ہوں اور صحیفہ بدیعہ مرمرہ نواں صحیحہ یا جیسے خود غرض مل ہوا، دشمنوں کے فوٹ کو پیش کرتی ہے، اس ہر نام نہاد ثقہ کو غیر قابل اعتبار قرار دیتی ہے حالانکہ اس سے تمام دھار و احادیث بالکل نفی ہو جاتی ہیں اور عین انہی اہل سنت اور اہل کاسان پیش ہوتا ہے۔

۶۔ وہ تقسیمہ نفسی کو ناب تکڑاں و رعدت قرار دیتی ہے حالانکہ

امریات، قریمہ و سنو اھل مذکور۔ وسیع سس میں نام ف
و میں وسیع سس میں ہوتا ہے۔ کی بنا پر ہی رہا ہے کہ اس میں وہی نفس
شرط تھا کہ وہی نفس میں، جیسے کہ چوتھی صدی کے بعد سے تک اس کا حال درویش
بتلائے میں تمام اس کو بے پروا ہے اور اس کا تعین نہایت خطرہ اور گزری
میں متناہ ہے۔ اس سے کسی تری کا اور دارہ کہتا ہے جو کہ دین اور مذہب سے
بھی میگاہا دینا ہے ورنہ دین میں بقیہ کر دینا اس کا عمل نہیں ہے۔

۷۔ وہ ائمہ ربیعہ، امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام محمد و جہم اللہ کی تعظیم کو گزری اور حرم بتا دیتی ہے حالانکہ یہ ائمہ کرام اپنے اپنے زمانہ میں آقا کے ہدایت و تقویٰ، در علم و دینیہ اور نفس کے بہایت روش چسپاں اور ثابت الہ اللہ کے درخشاں ستارے ہیں۔ ان کی تقلید شخصی پر چوتھی صدی کے بعد تمام ائمہ مسلمہ

کا اجماع ہے۔

۸۔ وہ ہر پروفیسر اور عالم کی رائے کو آزادی دیتی ہے کہ وہ اپنے مذاق اور پس منظر کے تحت میں لادیں اور مسلمانوں کو اس پر چلائیں خود اس سے سلف صالحین کے مذاق اور رائے کے کتنا بھی خلاف کیوں ہو۔

حالانکہ منکرین تقلید بھی اس کے مخالف ہیں لیکن کوئی بحث کے بعد اس کی ضرورتوں کا قوی احساس ہوا ہے۔ مولانا محمد حسین سادہ مرتضیٰ بنالوی جو کہ نیزہ نقدوں کے حمایت پیشکش کرتے وہ تمام تقلید کے روبرو ایمانی اور متمدنوں میں اس سے میلان نہ لے سکتے تھے۔ اپنے رسالہ شاعت السنۃ حدود دوم ص ۵-۵۲-۵۳ میں لکھتے ہیں: ہمیں برس کے تحریر سے ہم کو یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جو لوگ بے عملی کے ساتھ مجتہد مطلق اور تقلید مطلق کے تباہ کن جاتے ہیں، آخر اسلام کو سدام کر بیٹھتے ہیں۔ لیکن اسے بعض عیسائی مروجاتے ہیں۔ در بعض مذاہب جو کسی دین و مذہب کے پابند نہیں ہوتے اور احکام شریعت سے تسنن و بغور تفریزی کا ادنیٰ نتیجہ ہے۔ لیکن ناسفوں میں بعض تو کھلم کھلا مجمع، جماعت نماز، روزہ چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ سود و منرب سے پرہیز نہیں کرتے اور بعض جو کسی تعلیم و دنیاوی سے متغیر رہی سے بچتے ہیں وہ فسق مخفی میں سرگرم ہوتے ہیں، ناجائز طور پر عورتوں کو نکاح میں پہننا دیتے ہیں، ناجائز حیوانوں سے گوشت کے مال خدا کے مال و حقوق دبا سکتے ہیں، کفر و بدعت و فسق کے اسباب دنیا میں اور بھی بکثرت موجود ہیں مگر وہ بنداروں کے پانی میں ہو جانے کے لیے بے مثل کے ساتھ ترک تنقید بڑی ہماری سبب ہے۔" راہ مختصراً

جس بے عملی کو مولانا محمد حسین صاحب بنالوی مذکورہ نے ذکر فرمایا ہے وہ تو اس زمانہ میں عام طور پر اہل علم میں بھی موجود ہے۔ بالخصوص پروفیسروں اور انگریزی تعلیم یافتہ حضرات میں تو یہ حضرات علوم اسلامیہ اور فنون عربیہ اور ادب عربی سے

اسی طرح ادا تفسیر میں جسطرح علوم مسین در اگر کسی میں تفسیر شدید موجود تھی ہے
 کو وہ کمزور عدم کے ہے۔ عموماً بہت سی طرف رو نہ دی یا نگرانی تر تموں سے کا نتیجہ
 ہوئے پسند ہاتے ہیں۔ اس میں سے جو لوگ کسی پر نیکوئی میں خود سند و ستانی ہوں یا
 یورپین عرب کے ہیں اے در فاصل میں ہیں جو عربی در سنگا سو کے فضل کے سامنے
 بمنزلہ قبل مکتب ہیں۔ صیح مہیات عرب تو جس کے ساتھ ہرہ سکے ہیں، نہ لکھ
 سکے ہیں، نہ بہت تکلف بول سکے ہیں اور اگر بعض چیدہ شی میں ہیں یہی قایت
 بھی پائی باقی ہے تو وہ ان دیگر علوم سے یتیم ہے ہرہ ہوتے ہیں جس پر اہم ہوتا
 فی مدین کے علو و ادب عرب کا مدار ہے، چنانچہ مذکورہ در تفسیر ہے۔ ایسی
 صورت میں ہر پر وفیر سر کا اجتہاد و ترک تعدد، در اس کی ہمازت دینا
 سر سر دین در شریعت کی را کھونا در فضیلت اور اگر کسی کو چھپا لکھ ہے۔ ہم نے خود
 اس زمانے کے مہتدین مطلق کو یہ یاد رکھا ہے۔

۴۔ وہ طریق مقوف اور ملوک اور اس کے اعمال کو مہالیت در ملازمہ
 قرار دیتی ہے اس کو بد مذہم اور یوگ بتلاتی ہے۔ حالانکہ اسی طریق در اعمال میں
 کافی زمانا اسلام در اعمال کی تکمیل اور حسان کے مہودہ کی تکمیل در مہودیت کاملہ
 کا استفسال بغیر اس کے کی مرتبہ، ممکن ہے، جیسے کافی زمانا قرآن کا صحیح پڑھت
 بغیر ذر، زبر، سبیس، جزم و تشدید اور بغیر خود بغیر مکمل ہے اور جیسے قرآن در
 حدیث کافی زمانا سمجھا اور بیعت عرب کو حاصل کرنا بغیر صرف خود، مدنی و بیان
 بدیہ و کتب لغت بغیر ممکن ہے۔ قرون دلی کو زمانہ و صیح اور فہم معانی میں
 ان چیزوں کی حاجت نہ تھی نہ کوئی ہم کو بغیر ان کے کوئی کامیابی حاصل ہی
 نہیں ہو سکتی، بلکہ خود ملک عرب در عراق و شام و مصر کے باشندے ہی احسن کی
 مادی اور روزمرہ کی ہول حال عربی ہے، ان علوم کے آج ہماری طرح متنازع ہیں۔

کہ بیشک کا رن دوسری بات ہے، اخلاط الجھنے ن کو غلبہ دیا ہے، زمانہ بکا
قدیمہ اور مشہورین اہل میں حساب در عبدینہ کا کہ قریب زمانہ بتویہ کی بنا پر طریق
دعا کی محتاج نہ تھی مگر تہ پیرت کے ساتھ ہوا کہ دست کا حاصل کرنا عادت
غیر ممکن ہو گیا ہے، ن کو بگ در دوسرے مردانہ نصافی ہے۔

۱۱۔ وہ سب صافیں در دیدہ شدہ یقین کی شان میں مسایرت نہ بادہ
ہاں در ری کرتی سبب غافلہ سبب شکر کرتی در ن کو عوام اقام میں نہایت
ذیل، جو کہ کئی ہے، ہاں کہیں بہ ہوں تہ صلی، تہ علیہ وسلم نے رشاد فرمایا ہے اس
دن دہائی اذتہ، الحرب اور دوسری مگر رشاد فرمایا اذکر و انما کم بخیر اور تیسری
مگر رشاد فرمایا "میں خردہ نہ تہ ادا جس نہ خردہ مقصود ہے۔

۱۲۔ حضرت عہدہ لسانی رشاد سیدی دس تہ تہ العریز، در حضرت
شاہ دل تہ دہوی دس سرہ سرہ در ن کے ساتھ و خدا اور دیگر نہ سیدی
حضرت جو معین لای شکتی، حضرت سیدی عبد تہ در حیلان در حضرت شمس تہ تہ
سرور دی دس تہ سرور سم، تہ در ن کو سماں میں یوں، در صلیان دگر کی
کے انجمن دینے دس نئی میں تہ تہ ہے، ہاں کہ یہ وہ کاہرہ سدا نہ کرام میں
جنوس نے تمام دنیا سے اسلام میں دین، در سنت کو نہ کیا دین کے بعض اور برکات
سے ماکھوں اور کرڈول، ان نون کو دھوں ال اللہ در حقیقی تقویٰ کی نعمت حاصل ہوئی
ن کے آثار اور برکات سے تو ربیع کے صفات بھرے ہوئے ہیں۔

۱۳۔ وہ مذکورہ بالا متعلق طریقہ جمعہ تہ تہ ن کو بگ اور مدہ ازم در حضرت
کے پھیلائے ملے باقی ہوئی ان کی تہ سیل کرتی ہے، ہاں نیک اعمال طریقہ نوہ تہ تہ
کے ہوں، یا چشتیہ، قادریہ، سرور دیہ وغیرہ کے بگ در مدہ ازم سے کوسوں دور ہیں
طریقہ کی تعلیم سرور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

اسلام و اقراں سے بھری ہوئی ہے اس میں جاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم قدم پہنے کی حکمت تاکید کی ہے جس پر حضرت مجدد و رحمت اللہ علیہ کے نکاح تیس شاہ، ۷۰ سال ہیں۔ دیکھو تعانیف امام ربانی و تسانیف حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ڈاکٹر عرف لغات فتوح حبيب دہلیہ۔

۳۴۔ ۵۵ سالہ عابد و مافقیس ملوک سرحد کی کتابیں گستاخ کے معاذ اسماء لکھی ہوئی عوام کو سب سے مستعد کرنے کے واسطے لکھی، اس میں دو حصے ہیں۔ اولیٰ حصہ میں درج ہے کہ جو شخص اس کتاب کو پڑھے وہ سب سے زیادہ فاضل ہوگا۔ دوسرے حصہ میں درج ہے کہ جو شخص اس کتاب کو پڑھے وہ سب سے زیادہ عابد ہوگا۔

مارکہ میں یہ ترتیب درج ہے کہ جس کتاب کو سنس، بخیرہ، درای و دیگر بکری پستی درخت بنات لسانی کا چاروں طرف دور دور رہے۔ خدا درج ہونی سے وقت دو گتے بنائے میں اور سرحد کی کتابیں پڑھنے والے میں سرحدی حکمت کہ میں اذہین، جتنا، مراعتیں ہیں وہ سب کا وہی عوام میں کہ میں، اور میں ہیں۔ اور نہایت سرحد کی صورتیں بہت کی جاتیں عوام سے دان میں اس کے عکس و عین اور تبدیل کو جان، دین کے شانہ سے متردّد ہے یہی طریقہ نام بہتہ ہونے، ہمیشہ سے جاری رہتا ہے، یہی طریقہ پتھر پتھر، تار یا تاروں اور خاکساروں وغیرہ نے کیا، بلکہ مرقی کار، ہوری، تولوی کا ایسا تو اس باب میں خوب کھن کھن اور برتہ اور صال و میوب کو چھپانے و برہنی معدلت دگر، ہی کے پھیلائے کے لئے یہی طریقہ عمل میں لاتا رہتا۔

۱۳۔ ۵۵ احادیث صمیمہ کو صرف اپنی عقل و اپنے دین سے مجرد تار و دیگر عام سالوں کو اس سے سخت کرتی ہے حالانکہ سلف صالحین صحابہ کرام، تابعین، عام قرون مشہور بہا بخیرت اس کو منقول فرمایا ہے، درج شبہات، اس پر درج ہے کہ جانتے

گرمی سداقی ہے اور سب گزشتہ مسلمانوں کو غیریابی کہتی ہے، اہل امامکہ۔ یہ فقہ
 کے جس پر مس لدرہ کی منوس اور رخ مجاہد ہے کہ ہے۔

۱۹۔ وہ قبل معتز دور رافضی وغیرہ اپنے سائن بورڈ وغیرہ پر حقیقی توحید
 کا ذکر حجت مزید یہ معنی کا ہیں اسلام یا اس کے مترادف اعطاس نکلتی ہے
 جس طرح معتز نے آپ کو اصحاب العدل اور اصحاب التوحید کہتے وہ لکھتے تھے شیعوں
 اپنے آپ کو ہمیں، بل بیت لکھتے ہیں جس کے معنی یہ سمجھ گئے کہ ہم سے علیحدہ ہونے
 والے اصحاب اور لفظ اصحاب بدل نہیں دے، اصحاب توحید ہیں اور نہ اصحاب اہل بیت
 سے محبت لکھتے تھے۔

اس قسم کے سائن دور سے موم مسلم میں رہا۔ اسے گزشتہ میں قزہ رہا
 اور بعد وہ ن۔ ایک واقعہ سے صاف ظاہر ہے تو کلام منہ سالتہ میں معتز رافضی
 رافضی وغیرہ اور اہل سنت کے آپس میں نہیں سے اور زمانہ خیر میں بھی ای قسم کی
 محکوم سے یہ تقاریر، نزائوں، پیچیدوں، نادیا، یوں، عاکاروں وغیرہ میں نمودار
 ہوئے۔ ہر ایک اپنے منہ کے سائن بد مذہب سے دوسرے فرقوں پر اس قسم کا تلہ
 کر رہے کہ وہ اس کہاں سے عودم اور غاں ہیں۔ فرط ظلال اپنے آپ کو اہل حدیث
 و التوحید کے خوش سائن بورڈ سے مزین کر کے تازہ بلند کر رہے کہ حاکم حدیث ہوئی
 سے عودم اور توحید سے حالی ہیں وغیرہ وغیرہ آپ کے سائن بورڈ سے گئی۔ جس پر
 لکھا ہے کہ جو لوگ اسلامی جماعت سے ممبر نہیں وہ حقیقی موم نہیں ہیں۔ وہ اسلامیت
 کا نہیں لکھتے۔ اس سے عودم کو جس قدر انتشار اور تفریق میں مبتلا کیا جاتا ہے وہ
 ایک کھل ہوئی حقیقت ہے جس کا ادنیٰ، ثریہ ہنگامہ اسلامی جماعت میں داخل نہ ہونے
 دئے متبرک اور کافر غیبی ہیں۔ ہر ایک من مانی باتوں پر ہٹ کر گیا، اور گانی گزرتا
 مناظرہ، مجاہدہ، مار پیٹ وغیرہ کا بازار گرم ہو گا اور عودم کو سنبھالنا قبضہ سے باہر

خاکسار تحریک اور علامہ منتر۔

ممتاز! جب کوئی تحریک کسی شخص کی طرف منسوب ہوگی تو وہ قبل از وجہ ہوگا۔
 اور اس شخص کے عقائد اور اخلاق کا، ترجموں پر بھی غور و فکر پڑے گا، خصوصاً جب کہ
 مودودی صاحب کے نظریہ پر بلند و آواز بلند کیا جائے گا، اور ممبروں
 اور غیر ممبروں کے ممالک کی تعریف کیا جاسکے، ایسے وقت میں وہ نہ ہرگز
 مواد جو نہایت چالاک کے نزدیک توجہ دہیزوں میں سکھائے گئے ہیں اپنے شے خان نہیں
 رہ سکتے، میرے عزیز! مودودی ہاں کے ہوتے ہوئے میں نہیں سمجھ سکتا کہ جناب
 سے شرف ملاقات سے کیا نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے، میں ایک پرنا سلاں اور مقلد
 حنفی خادم شاخہ طریقت ہوں۔ آپ حضرات نے سلام کہہ دین چہرا میں میں
 مسلمانوں کو سلف صالحین کے راستہ پر چلانا چاہتا ہوں اور میں ان کی نجات
 سمجھتا ہوں، آپ حضرت مودودی صاحب کے لئے سلام پر مسلمانوں کو چلانا چاہتے
 ہیں، ان کی تجدید اور احیاء کو جو کہ حضرت مجدد الف ثانی اور حضرت شاہ ولی اللہ اور
 حضرت سید احمد شہید وغیرہ رحمہم اللہ کو بھی نصیب نہیں ہو سکی، ذریعہ نجات مسلمانوں
 کے لئے قرار دیتے ہیں، آپ سلف صالحین کی تیرہ سو سالہ جاہلیت سے جو کہ مسلمانوں
 میں اس وقت سے لے کر آج تک جاری رہی اور ہرقت دی و رنام سلام بحسب
 شرف و تہذیب اس میں جلاسا اس سے نجات دلانا چاہتے ہیں، پھر اس میں ہوں بہت
 بعید یہ کیا یہ ہے کہ آپ پھر پراثر ڈالیں گے اور میں آپ پر کوئی اثر ڈال سکوں۔
 آپ اس تحریک کو عرضہ و از سے چلا رہے ہیں، کئی برس ہوئے کئی آپ نے دیوبند
 تشریف آرائی کی تکلیف گزارا فرمائی، آپ نے جمعیت علیہ کے دفتر میں آکر اس کے
 کارکنوں سے تباہ خیال کر کے مسلمانوں کی بہتری کی راہ پر غور و فکر فرمایا، میں نہیں سمجھتا
 کہ آج کس وجہ سے آپ کو اس طرف توجہ ہوئی ہے، بہر حال میں آپ کی وجہ کا شکریہ ادا

ہوں مگر اسوں بعید سے ہوتے ہوئے مجھ کو کوئی امید نامہ معلوم نہیں ہوتی جیسا
جب کہ آپ کا رپورٹ کا جلسہ عالم بڑے درجہ پر آپ کو پہنچا چکا ہے تو مجھ اس کے کہ
”لکم دینکم دلی دین“ کہہ کر آپ کو تکلیف نہ آنے کی رحمت سے سبکدوش
کروں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔

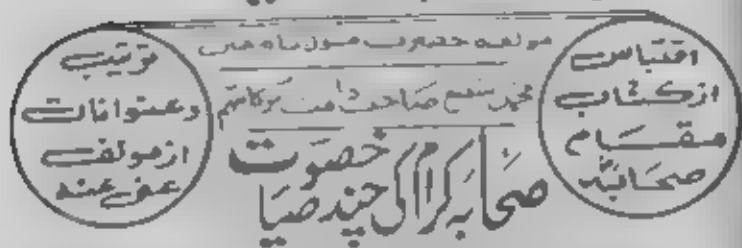
میں حیدرآباد کے اجلاس اور دیگر مشورہ نمائوں کی بناء پر اس مرتبہ کو رورائہ کر سکا
تھا آپ کا دوسرا مال نامہ جوابی رجسٹری والا باعث سرکاری ہو اس کا بھی تحریر گزار ہوا جیسے
کہ پہلے وار مالہ کا تحریر گزار ہوں

میرے محرم، مذکورہ بار مصاحب جو کہ بہت زیادہ اقتباسات سے لئے گئے
ہیں میرے خود مایوس کن ہیں۔ درالذات کے مصاحب کا حساب شکوہ ہے اور اس کو
رہکنے کا تا جہت حکم دیتے ہیں۔ اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ دارالافتاء دارالعلوم
دیوبند میں ایک مستقل اور ہے۔ اس کے سرپرست جناب مولانا مفتی تہ مہدی
حسن صاحب ایک معزز و بزرگ کار نامہ نازل و محقق ہیں۔ روزانہ ان کے پاس تیس چالیس
بلک اس سے زائد مستفتے آتے رہتے ہیں جن کے جوابات ان کو چیلنے ضروری ہوتے
ہیں۔ ترکیب اسدی مذکورہ کے متعلق بھی جب وہ مجھ ہوئے اور مستفتوں کی بھرمار
ہوئی تو مستلماً اٹھانا اور مودودی صاحب کی تصانیف کو مطالعہ کرنا پڑا۔ ان کے پاس
اس تصانیف کا معتد ذہن بھی ہے۔ ان کا رکنا میرے اختیار سے باہر ہے۔ اللہ
تعالیٰ پانفعل زلمے اللہ اعلمنا الحق حقا و سہا قدا اتباعہ فلسرمانا طری
باطلنا و سہا قدا اتباعہ
تنگ مسعود حسن احمد
دیوبند

”مقدمہ“

اُمّتِ مسلمہ کیلئے صحابہ کرام کے بارے میں

چند اہم ہدایات



صحابہ کرام جنہیں مقدس گروہ کا نام ہے وہ امت کے امام انہما و در حال کی طرح ہیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اُمت کے درمیان ایک مقدس واسطہ ہونے کی وجہ سے ایک خاص مقام اور عام امت سے امتیاز رکھتے ہیں۔ یہ مقام و امتیاز ان کو قرآن و سنت کی تفصیلات و تصریحات کا عطا کیا ہوا ہے۔ اور اسی نے اس پر امت کا اجتماع ہے۔ اس کے تاریخی کی صحیح و دقیق روایات کے انبار میں گم نہیں کیا جاسکتا۔ اگر کوئی روایت ذخیرہ حدیث میں بھی ان کے اس مقام و در شان کو مجروح کرتی ہو تو وہ بھی قرآن و سنت کی تفصیلات و تصریحات اور اجتماع اُمت کے مقابلے میں متروک ہوگی۔ تاریخی روایات کا تو کتنا ہی کیا ہے۔

علامہ ابن کثیر صحابہ کرام کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

عذاب الیم ہے ان لوگوں کے لئے جو ان حضرات سے یا ان میں سے بعض سے بغض رکھے یا ان کو برا کھائے۔ لوگوں کو ایمان باقرآن سے کیا واسطہ جو ان لوگوں کو برا کہتے ہیں جن سے اللہ نے دافعی ہونے کا اعلان کر دیا۔ «حضرات صحابہ کرام پر اعتراض والزام اللہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بنادیتا ہے۔ تو منذئذ نہ صرف بعدائت من منفل سے روایت کثرت کہ ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے معاملے میں میرے بعد ان کو اطمین و تشیع نشانہ بنادیکوں کہ جس شخص نے ان سے محبت کی تو میری محبت کے ساتھ ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو میرے بغض کے ساتھ ان سے بغض رکھا۔ درجیدے ان کو ید رہنپی یا اس نے مجھ کو ایذا پہنچائی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچی اور جو اللہ کو ایذا پہنچاتا چاہے تو قریب ہے کہ اللہ اس کو عذاب میں پکڑے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ جس نے صحابہ کرام سے محبت رکھی وہ میری محبت کے ساتھ محبت رکھی اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ صحابہ سے محبت رکھنا میری محبت کی علامت ہے۔ ان سے کسی شخص محبت رکھیں گا جس کو میری محبت حاصل ہو۔ دوسرے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جو شخص میرے کسی صحابی سے محبت رکھتا ہے تو میں اس سے محبت رکھتا ہوں اس طرح اس کی محبت صحابی کے ساتھ علامت اس کی سمجھو کہ مجھے اس شخص سے محبت ہے۔ یہی دو معنی رکھتے ہیں بغض صحابہ سے ہو سکتے ہیں کہ جو

شخص کسی مصلحت سے منفصل رکھتا ہے وہ واسطہ محمد سے بعض ہوتا ہے یا یہ کہ جو شخص اس سے جس سے ملتا ہے تو میں اسی شخص سے بعض رکھتا ہوں۔

دولوں کے معنی ہیں جو یہی ہوں، یہ حدیث ان حضرات کی تفسیر کے لئے ہے۔ جو صحابہ کرامؓ کو آواز دانا تنقیہ کا ثبوت دیتے اور ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جن کو نہ دیکھتے نہ سنا ہے بدگمان ہو جائے یا کم از کم ان کا اعتقاد اس کے دل میں نہ پڑے ہو یا جائے تو یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان دست کے حکم پر ہے

قرآن سننے میں مضاف صحابہ کا خلاصہ

آیت قرآن اور روایات حدیث میں یہی نہیں کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح رہا اور ان کو رضوان الہی اور جنت کی تائید دی گئی ہے بلکہ امت کو ان کے اہل عزت اور اہل اقتدار کا ضم بھی دیا گیا ہے ان میں سے نبی کو برا کہنے پر سخت وعید بھی فرمائی ہے۔ ان کی محبت کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت اور ان سے بعض کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض قرار دیا ہے۔

صحابہ کرام کے بارے میں اجماع امت کا فیصلہ

مذہبات مسیحی کے مابین صحابہؓ و تابعین اور مجتہدین کا عقیدہ اور فیصلہ ہے کہ خواہ اس وجہ سے کہ ہم ان پر بے حالات سے واقف نہیں جن میں یہ حضرات صحابہؓ گزشتہ ہیں یا اس وجہ سے کہ قرآن و سنت میں ان کی مدح و ثناء اور رضوان خداوندی کی بشارت اس کو مقتضی ہے کہ ہم ان سب کو اللہ تعالیٰ کے مقبل بندے سمجھیں اور ان سے کوئی نفرت بھی ہونی ہے تو اس کو منافرت قرار دیکر کوئی ایسا حرف نہ بولیں جس سے ان میں سے کسی کی

تنتقیص یا کسرتان ہوتی ہو، باجوان کے لئے سبب ایذا ہو سکتی ہو۔ کیوں کہ ان کی ایذا رُسور اسد علی اللہ یا یہ سلم کی ایذا ہے، بڑا بد نصیب ہے وہ شخص جو اس معاملہ میں محقق مشربہ در کی کامظہرہ کرے ورنہ میں سے کسی کے قلم الزام ڈالے۔

(مرتب) کاش حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم صی یہ کراٹم کے پائے اس بد نصیب شقاق مفکر بہادر کی نشاندہی فرمادیتے تاہم گمان غالب ہے کہ آنت اس بد نصیب کو سمجھ جائے گی کیوں کہ اس کتاب کا موضوع خود دلالت خود دلالت النص سے سہاہام کو نفع کر رہا ہے۔

مُتَشَرِّقِیْنَ اور مُجَدِّدِیْنَ کے اعتراضات

کاجو بادیئے دیتے دیتے خود معترض ہو گئے

اس زمانے میں جن اہل قلم نے مصر اور ہندو پکستان میں مشاجرات صحابہ کے مسئلہ کو اپنی تحقیق کا موضوع بنایا، اور اس پر کتابیں لکھی ہیں ان کے پیش نظر دراصل آج کل کے مستشرقین اور مجدین کا دفاع اور جواب دہی ہے جس کو انہوں نے اسلام کی خدمت سمجھ کر اختیار کیا ہے۔ لیکن اس کام کا جو طریقہ اختیار کیا وہ اصولاً غلط تھا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ خود ان کے دامن میں آگئے اور صحابہ کرام کے تقدس اور پاکبازی کو مجروح اور اس مقدس گروہ کو بدنام کرنے کا جو کام مستشرقین اور مجدین نہیں کر سکتے تھے کہ حقیقت شناس مسلمان بہر حال ان کو دشمن اسلام جن کو ان پر اعتماد نہ کرتے تھے، وہ کام ان مصنفین کی کتباؤں نے پورا کر دیا۔

اسلام میں الزام و اعتراض کے علاوہ اصول

کس بھی شخصیت کو مجروح کرنے اور اس پر کوئی الزام ثابت کرنے کے لئے اسلام نے حرج و تعدیل کے خاص اصول مقرر فرمائے ہیں جو عقل بھی میں اور شرعی بھی۔ جب تک الزامات کو جرح و تعدیل کے اس کاٹنے میں نہ تو لایا جائے اس وقت تک کسی بھی شخصیت پر کوئی الزام عائد کرنا اسلام میں جرم اور ظلم ہے۔ یہاں تک کہ جو شخصیتیں ظلم و جبر میں معروفت ہیں ان پر بھی کوئی خاص الزام بغیر ثبوت و تحقیق کے لگا دینے کو اسلام میں حرام و نثار دیا گیا ہے۔ بعض اکابر امت کے سامنے کسی نے حجاج بن یوسف ثقفی پر جس کا ظلم و جور دنیا میں معروفت و متواتر ہے کوئی تہمت لگانا تو اس بزرگ نے فرمایا کہ تمہاریس پاس اس کا ثبوت شرعی موجود ہے کہ حجاج بن یوسف نے یہ کام کیا ہے۔ ثبوت کو ہی تھامیں۔ عقل کو نہ دالیں۔ حجاج کو بدنام اور مردود بالفسق ہونے کی وجہ سے اس کی ضرورت بھی نہیں سمجھی کہ اسکا ثبوت دہرایا کرے۔ اس مقدس بزرگ نے فرمایا کہ خوب سمجھ لو کہ حجاج اگر ظالم ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ہزاروں گنا ظلم کا انتقام لے گا تو اس کے ساتھ یہ بھی یاد رہے کہ حجاج پر اگر کوئی غلط تہمت لکھے گا تو اس کا بھی انتقام اس سے لیا جائے گا۔ رب انسانین کا قانون عدل اس کی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی شخص گناہ کا دافعتی بلکہ کافر بھی ہے تو اس پر جو چاہو الزام اور تہمت لگا دو اور جب اسلام کا یہ معاملہ عام افراد انسان یہاں تک کہ کفار و فجار کے ساتھ بھی ہے تو اندازہ لگائیے کہ جس کردہ یا جس فرسے اللہ اور رسول پر ایمان لانے کے بعد اپنا سب کچھ ان کی مرضی کے لئے قربان کیا ہو اور اپنے ایک ایک

قدم اور یک ایک سانس میں نہ تلی اور اُس کے رسول کے حکام کی
قیل کو و خیفہ زندگی بنایا جو جن کے مقام اخلاق اور عدل و انصاف کی
شہادتیں دشمنوں نے بھی دی ہوں ان کے متعلق اسلام کا عادلانہ قساقون
اس کو کیسے گوارا کر سکتا ہے کہ ان کی مقدس ہستیوں کو بدنام کرنے اور ناپرازیات
رنگانے کی لوگوں کو کھل چھٹی دیدے کہ کسی ہی غلط سطر و بیت و حکایت سے
بد متفقہ و تحقیق ان کو مجروح کر دے دیا جائے۔

”بعض مسلم اہل قلم پر افسوس“

مستشرقین اور محدثین تو دشمن اسلام ہیں یہ اگر جان بوجھ کر بھی اسلام کے
اس عادلانہ اور جیکس نہ اصول عدل و انصاف کو نظر انداز کریں تو ان سے کچھ
مستبعد نہیں مگر افسوس ان حضرات پر ہے جو ان کی بدعت کے لئے اس خوف میں
ہیں آئے تھے انہوں نے بھی اس اسلامی اصول کو نظر انداز کیا کہ حضرات بھی پڑے
بٹے میں رہی طریقہ کار اختیار کر لیا جس کو مستشرقین نے اپنی سوچی سمجھی تدبیر سے
اسلام اور اسلاف اسلام کے خلاف اختیار کیا تھا کہ صرف تاریخ کی سیہ سہ
در غلط سطر و روایات کو موضوع تحقیق اور مدار کار بنا کر انہیں روایات و
حکایات کی بنیاد پر حضرات صحابہؓ کی شخصیتوں پر لڑاؤں کا دھوکہ دیتے۔
مستشرقین کا تو مقصد ہی یہ تھا کہ سنیوں کی صفوں میں انتشار و ہلاکت
پیدا کریں۔ صحابہؓ کے سب گردہ نہیں تو بعض ہی کو مجروح غیر معتد بنا دیں۔
انہوں نے اگر قرآن و سنت کی نصوص و روایات سے تنگیوں بند کر کے
صرف تاریخی روایات کی بنیاد پر حضرت صحابہؓ کے بارے
میں کچھ نیچے کے تو کوئی بیہ نہیں تھے افسوس ان مسلم اہل قلم پر ہے جنہوں نے

اس میدان میں قدم رکھنے کے ساتھ اسلام کے مولانا اصول تنقید اور حکیمانہ جرح و تعدیل کے اصول کو نظر انداز کر کے انھیں تاریخی روایات کو مدار کار بنایا قرآن و حدیث کی مخصوص مروجہ قطعہ نے جن بزرگوں کی تعدیل نہایت ذہن دار لفاظ میں فرائی اور دین کے مسائل میں ان کے محنت و مقبر ہونے کی گویا دی جن کے بارے میں قرآن و سنت ہی کی نفوس نے یہی ثابت کر دیا کہ اسے کوئی گناہ یہ مغز نشہ ہوئی بھی ہے تو وہ اس پر قائم نہیں ہے۔ وہ اسدِ قافی کے نزدیک مغفور و مرحوم اور مقبول ہیں جس کے بعد تاریخی روایات سے ان کو جرح و الزام کا نشانہ بنا، اسلام کے اخلاف سے بن عقل و انصاف کے بھی خلاف ہے

صحیح اور عادلانہ طرز عمل

امت مسلمہ کیلئے بے خطر راہِ عمل۔

امت کے اسلام و اخلاف صحابہ و تابعین اور بعد کے مل امت کا جو اصحاب اور پرنسپل کیا گیلے کہ مشاجرات صحابہ اور باہم ایک دوسرے کے خلاف پیش آتے دئے واقعات میں سکوت اور کف لسان ہی شیوہ سنا ہے۔ اس معاملہ میں جو روایات و حکایات منقول ہیں، ان میں ان کا تذکرہ بھی مناسب نہیں۔ یہ کوئی اندھی عقیدہ تمدنی یا تحقیق سے راہ فرار نہیں بلکہ صحیح تحقیق کا عادلانہ اور محتاط فیصلہ ہے۔

بعض مسلم اہل قلم کی مشابرت صحابہ کے بارے میں عظیم لغزش

جیسے حضرات صحابہ باہمی قتال میں دجورہ شرعیہ کی بنا پر پیش پیش تھے اور بڑا یک اپنے آپ کو حق پر سمجھ کر مقابل سے لڑنے پر مجبور تھا، انہوں نے عین قتال

کے وقت بھی حدود شرعیہ سے تجاوز نہیں کیا اور نفع نہ فرود ہونے کے بعد ایک دوسرے کے متعلق ان کی روش بدل گئی اور جو کچھ نقصان دوسرے فریق کے لوگوں کو اس کے ہاتھ سے پہنچا باوجودیکہ وہ شرعی وجود کی بنا پر تھا، پھر بھی اس پر بدست دامنوں کا اظہار کیا۔

اللہ تعالیٰ کو ان واقعات کے پیش آنے سے پہلے ہی اس مقدس گروہ کے قلوب اور ان کے غماص ملکہ کا اور اپنی کوتاہیوں پر پادامہ و تائب ہونے کا حال معلوم تھا اس لئے پیسے ہی یہ سب کچھ معلوم ہوتے ہوئے مناسب رہی مومنوں کا اور ان کے ابدی جنت کا اعدانِ قرآن میں نازل فرما دیا تھا، جو درحقیقت اس کا اعدانہ ہے، اگر ان میں سے کسی سے کوئی واقعی گناہ سرزد بھی ہوا ہے تو وہ اس پر قائم نہیں رہے۔ تائب ہو گئے اور ان کے نامہ اعمال سے اس کو محو کر دیا گیا کسی قدر حیرت ہے کہ اسلام کی خدمت کا نام لینے والے بعض حضرات ان سب چیزوں سے انکھیں بند کر کے مستشرقین و محدثین کے طریقہ پر چل پڑے ان حضرات کی شخصیات اور ذات پر تاریخ کی غلط سلط اور غلط و ملط روایات سے الزام تراشی لگے جن کو خدا تعالیٰ نے معاف کر دیا، انہوں نے ان کو معاف نہیں کیا جن سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے راضی ہونے کا اعلان کر دیا۔ یہ ان سے راضی نہیں ہوئے۔

قوانین پاک احادیثِ مبارکہ کے مقابل میں تاریخ کا مقام علماء اسلام نے فنِ تاریخ کی جو خدمتیں کی ہیں وہ اس کی اسلامی اہمیت کی شاہد ہیں اور مسلمان ہی درحقیقت اس فن کو باقاعدہ فن بنانے والے ہیں مگر ہر فن کا ایک مقام اور درجہ ہوتا ہے۔ فنِ تاریخ کا یہ درجہ نہیں کہ صحابہ کرامؓ ذات و شخصیات کو قرآن و سنت کی نصوص سے صرف نظر کر کے صرف تاریخی

روایات کے آئینہ میں دیکھا جائے اور اس پر عیدہ کی بنیاد رکھی جائے جس طرح
 فن طب کی کتابوں سے اشیا کے حلال حرام یا پاک ناپاک ہونے کے
 مسائل و احکام ثابت کئے نہیں جاسکتے اگرچہ طب کی یہ کتابیں اکابر علماء
 ہی کی تصنیف ہوں۔

تاریخی حیثیت کا کمزور پہلو

فنون اور ہند کاموں کے حالات اور اس میں مشہور ہونے والی روایات
 کا جن لوگوں کو تجربہ ہے وہ جانتے ہیں کہ شبہ میں کس جگہ کوئی ہنگامہ پیش
 آجائے تو اسی زمانے اور اسی شہر کے رہنے والے بڑے بڑے ثقہ لوگوں کی
 روایتوں کا بھروسہ نہیں رہتا کیونکہ جس شخص سے انہوں نے سنا تھا
 اس کو ثقہ و معتمد سمجھ کر اس کی روایت بیاں کر دی مگر ہوتا یہ ہے کہ اس
 معتمد نے بھی خود واقعہ دیکھا نہیں کسی دوسرے سے سنا اور یوں
 روایت در روایت ہو کر ایک بالکل بے سند یا افواہ ایک معتمد عیدہ
 روایت کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

مشاجرات صحابہ کا معاملہ اس سے الگ کیسے ہو جاتا جبکہ ان میں
 مسبائی تحریک کے نمایندوں اور ردافض و خوارج کی سازشوں کا بڑا
 دخل تھا۔ اس لئے اسلامی تاریخ جن کو اکابر علماء محدثین اور دوسرے
 ثقہ و معتبر حضرات نے جمع فرمایا اور اصول تاریخ کے مطابق ہر طرح کی
 روایات جو کسی واقعہ سے متعلق ان کو پہنچی تاریخی دیانت کے
 اصول پر سب کو بے کم و کاست درج کر دیا۔

تو اب سمجھ لیجئے کہ روایات کا مجموعہ کس درجہ قابل اعتبار ہو سکتا ہے

عام دنیا کے واقعات و حالات میں جو تاریخی روایات جمع کی جاتی ہیں، ان میں اس طرح کے نظرات عموماً نہیں ہوتے اس لئے کتب تاریخ کا وہ حصہ جو مشاہدات صحیبت متعلق ہے تو اس کے لکھنے والے کتنے بڑے ثقہ و معتمد علماء ہوں ان کے اعتبار کا وہ درجہ بھی ہرگز باقی نہیں رہتا جو عام تاریخی واقعات کا ہوتا ہے۔

”حضرت حسن بصریؒ کے تابعی کا ارشاد گرامی“

حضرت حسن بصریؒ نے ان معاملات میں جو کچھ فرمایا اگر غور کرو تو اس کے سوا کوئی دوسری بات کہنے اور سننے کے قابل نہیں — —
حضرت حسن بصریؒ سے قتیبہ بن سعیدؒ کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا
”اس آدمی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ ماضی تھے ورحمہم غایب۔ وہ لوگ حالات و واقعات و اس وقت کی مقتضیات شریعہ سے واقف تھے ہم ناواقف۔ اس لئے جس چیز پر ان کا اتفاق ہوا اس میں ہم نے انکی پیروی کی و جس چیز پر ان کا اختلاف ہوا اس میں ہم نے توقف اور سکوت اختیار کیا۔“

حضرت محاسبیؒ اس قول کو نقل کر کے حضرت حسن کے قول کو اختیار کرتے ہیں۔ اور آخر میں فرماتے ہیں کہ ہم پوری طرح جانتے ہیں کہ ان حضرات نے اجتہاد کیا اور اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہی کے طالب تھے کیونکہ دین کے معاملہ میں یہ لوگ مہتمم نہیں تھے۔

مفتی اعظم پاکستان کی دردمندانہ گزارش

میں اس وقت بٹی عام کے آخری ایام مختلف قسم کے امراض اور روز افزوں ضعف کی حالت میں گزار رہا ہوں۔ زندگی سے دور موت سے قریب ہوں۔ یہ وہ وقت ہے جس میں ناسق ناجبر بھی توبہ کی طوفان لٹاتا ہے جھوٹا آدمی بچے ہوئے لگتا ہے۔ حندی آدمی اپنی ضد چھوڑ دیتا ہے۔

گریہ شام سے تو کچھ نہ ہوا ان تک اب نالہ سحر جائے
 دن مجروح کی صدا ہے یہ کاش دل میں ترے آفر جائے
 اس وقت کسی تصنیف و تالیف کے شوق نے مجھ سے یہ صفحات نہیں لکھوائے
 بلکہ امت مسلمہ کا وہ سویا ہوا فتنہ جس نے اپنے وقت میں ہزاروں
 لاکھوں کو گمراہ کر دیا تھا۔

اس وقت ملحدین اور مشرقتین کی گبری جال سے اس کو بچھریا کر کے مسلمانوں کو تباہ کرنے والے بہت سے فتنوں میں سے ایک اور نئے فتنے کا اٹھانہ کیا جا رہا ہے۔ ملحدین اور مشرقتین کی مہارتوں اور اسلام دشمنی سے ہمارے عوام و نوجوان تعلیم یافتہ حضرات نہ سہی، سبیلِ عس و بصیرت رکھنے والے مسلمان تو کم از کم واقف ہیں۔ اس کی باتوں سے اتنے متاثر نہیں ہوتے مگر ہمارے ہی مسلمان اہل قلم حضرات کی ان کتدیلوں نے وہ کام پورا کر دیا جو مشرقتین ذکر کر سکتے تھے کہ خود نگہ پرچھے اہل علم اور پختہ ایمان مسلمانوں کے ذہنوں کو صحابہ کرامؓ کے بارے میں متغیر کر دیا اور حدود مذہب و دین سے آزاد علوم قرآن و سنت سے

بے نہ تو تعلیم یافتہ نوجوانوں میں تو ان حضرات پر اس طرح طعن و تشنیع اور
جیت و تنقید ہوئے گی جیسے موجودہ زمانے کے اقتدار پرست یٹروں پر
ہوتی ہے۔ ورنہ گمراہی کا دور نہ کہ اس کے بعد قرآن و سنت و توحید
رسالت اور رسول دین بھی مروج و ناقابل اعتبار ہو جاتے ہیں۔

اس لئے یہ مسئلہ ہوسا کی اور اپنے نوبخت تعیین یافتہ طبقے کی اور
خود ان حضرات مسنین کی خیر خواہی اور نصحت کے جذبے سے یہ سنات
سیاہ کئے ہیں۔ کیا عجیب ہے کہ حق تعالیٰ ان میں شردے اور یہ حضرات
میری گذرشات کو خالی الذہن ہو کر پڑھ لیں جو ب دہی کی فکر نہ کریں
اپنی آخرت کو س سے رکھ کر اس پر توجہ کریں کہ نجات آخرت کا راستہ
جمہور امت کی راہ سے لگے نہیں ہو سکتا۔

جس معاملہ میں ان حضرات نے سکوت اور کف لسان کو اختیار
کیا وہ کسی بزدلی یا خوف غی نقت سے نہیں بلکہ عقل سلیم اور اصول
دین کے مطابق سمجھ کر اختیار کیا۔ ان کے طریق سے الگ ہو کر محققانہ
بہادری دکھانا کوئی اچھا کام نہیں ہو سکتا۔ اگر اپنی کوئی غلطی واضح
ہو جائے تو آئندہ اس سے بچنے اور مسلمانوں کو بچانے کا اہتمام کریں اور
جتنا ہو سکے سابقہ غلطی کا تدارک کریں۔ یہ بحثیں اور سوال جواب کی طمطراقی
ہست جلد ختم ہونے والی ہے اور اس کا ثواب یا عذاب باقی رہنے والا ہے۔
ما عندکم یعد وما عند اللہ باق

بندہ ضعیف و ناکارہ

(حضرت مفتی اعظم پاکستان) محمد شفیع عفا اللہ عنہ

خادم دارالعلوم کراچی

انبیاء علیہم السلام

اور

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

موردی صاحب کی نظر میں

از مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدیر پناہ

اعلام بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا موردی کی تمام ذاتی فریوس اور صد سینوں کا کلمہ دل سے احزان کرے ہوئے مجھے
 مرحوم سے بہت سی اثرات یا اختلاف ہے جزا بہ توبہ شامیں نگرینہ عیادت سہیل میں۔
 اقل: مولانا موردی کے قلم کی کاٹ اور سس ان کی سب سے بڑی خوبی ہیں جاتے سے بجز اس ناکارہ کے
 نزدیک ان کی سب سے بڑی غمی یہی ہے۔ ان کا قلم ہر دورہ ذروں کے خوف کیوں کاٹ کر تباہ
 کردہ کی فرق و امتیاز کا رد اور انہیں جو طرح وہ ایک دین مومن کے خوف جاتے سے نہیں سمجھتے
 ایک مومن شخص اور خادم دین کے خوف بھی۔ وہ جس جہالت کے ساتھ ہے کسی معاصر یا نقید کو سستا
 ہیں جس کا نہیں کسی درجہ میں حق ہے اسی تجارت کے ساتھ وہ سلف عالمیں کے کارناموں پر بھی
 عقیدہ کرتے ہیں۔ وہ جب تہذیب جدید اور احوال و زندگی کے خلاف قلم اٹھاتے ہیں تو صدمہ ہوتا ہے
 کہ وہ اس طرح دیرینہ کاشیائے الہیہ کو گھٹکھڑکے ساتھ اور دوسرے ہی لمحے جیتے دہلی حق کے خلاف خام
 فرسائی کرتے ہیں تو عرصہ میں ہوتا ہے کہ مولانا نے مسٹر پریرینڈ صاحب کا تاریخی کا قلم چھین لیا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ ہوت و رسالت کا مقام کتنا نازک ہے ؟

پھر یہ رسالہ جنات شمارہ ۲۱۹ میں شائع ہوا ہے

ادب کا ہیست زیر آسمان نعرش، زک تر

نفس گم کر دہی، اہم جنید و بابر تیداں جا

کسی بی، صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کوئی ایسی تعبیر و تفسیر جو
ن کے مقام رفیع کے شایاں شان نہ ہو، خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کا سوہ حسنہ ہمارے سامنے ہے، وراذخیرہ حدیث دیکھ بیٹے یکساں بھی
لفظ یہاں نہیں ملتا جس میں کسی نبی کی شان میں کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ کسی کا
ش بہ پایا جاتا ہو، مکمل و لا، مودودی کا تہذیبیہ نبوت بھی اگر بھی ادب و آشنا
رہتا ہے درود بڑی بے تکلفی سے دیتے ہیں۔

الف، نمونہ صلیہ السلام کی مثال اس زنگنہ فارغ کی سی ہے، جو اپنے اقتدار کا
ستون کے ساتھ بغیر، چمکتا ہو چلا جائے اور بھیجے چمک کی گنگ کی طرح
منفرد و قد میں بدلتا تبدیل ہائے۔ رسالت و حال القرآن ج ۲۴ ص ۴۴
ب، حضرت داؤد علیہ السلام نے اپنے عہد کی اسرائیل سوسائٹی کے عام
روح سے متاثر ہو کر اور یہ سے خدا کی درخواست کی تھی۔

تعبیرات حضرت درود ص ۴۲۔ طبع دوم

ج، حضرت داؤد علیہ السلام کے فعل میں خواہش نفس کا کچھ دخل
تھا، اس کا حکم خدا قدر کے نام سب استعمال سے بھی کوئی تعلق
تھا، درود کوئی ایسا فعل تھا جو حق کے ساتھ حکومت کرنے والے
کسی فرمانروا کو زیب نہ دیتا تھا۔ (تفہیم القرآن ج ۴ سورہ ص ۳۲)
د، نوح علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:-

بسا اوقات کسی ناک نفسیاتی موقع پر نبی جیسا اعلیٰ و
شرف انسان بھی تھوڑی دیر کے لئے اپنی بشری کمزوری سے

مغلوب ہو جاتا ہے ۔۔۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ انھیں متنبہ فرماتا ہے کہ جس بیٹے نے حق کو چھوڑ کر باطل کا ساتھ دیا اس کو محض اس نے بنا سمجھنا کہ وہ تمہاری صلیب سے پیدا ہوا ہے محض ایک جاہلیت کا بندہ ہے تو دہائیوں سے بے پروا ہو کر اس طرز فکر کی طرف پلٹ گئے ہیں جو اسلام کا مقتضی ہے۔

تعبیر القرآن ج ۲ ص ۳۴۴ طبع سو ۱۹۶۴

۵: سیدنا یوسف علیہ السلام کے رشاد اجعلیٰ علی حشری الارض رمجھ زمین مٹ کے خزان کا کنواں مقرر کر دیجئے، کے بارے میں فرماتے ہیں:

”یہ محض وزیر، سیاست کے منصب کا مطالبہ نہیں تھا، جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں۔ بلکہ یہ دیکھنا کہ آپ کا مطابقت اور اس کے نتیجہ میں سیدنا یوسف علیہ السلام کو جو پوزیشن حاصل ہوئی وہ قریب قریب وہی پوزیشن تھی جو اس وقت اٹلی میں مسولینی کو حاصل ہے۔“

۶: حضرت یونس علیہ السلام سے دیندار رسالت کی ادائیگی میں کچھ کوتاہیاں ہو گئی تھیں، غالباً انہوں نے بے صبری ہو کر تین اذوقہ اپنا مستقر بھی چھوڑ دیا تھا۔ (تعبیر القرآن ج ۲ سورہ یونس ص ۳۳-۳۴)

ممکن ہے مولانا مودودی اور ان کے مذاہب کے نزدیک ”بعد از فلاح“ حواریں نفس کی بناء پر ”حاکمانہ اقتدار کا مناسب استعمال“ بشری کرداروں سے مغلوب ہے۔ جدید جاہلیت کا ناکہ —

"فریضہ رسالت کی ادنیٰ ملی میں کچھ کوتاہیاں — اور
 "ڈکٹریٹر شپ جیسے الفاظ میں سوء ادب کا کوئی یہ لہو نہ پایا
 جاتا ہو۔ اس سے وہ انبیاء علیہم السلام سے بارے میں ایسے لفظ کا
 استعمال جتنے سمجھ بول — نہیں اس کا فیصد و دھڑ بول سکتا ہے —
 یکہ یہ۔ اسی قسم کے غلط اگرچہ مولانا موصوف کے حق میں مستعمل
 کے حاب میں تو کویاں کے کسی حد تک کو اس سے ماکواری تو میں ہوگی؟
 مقلد گریہ کہاں — مولانا ڈکٹریٹر ہیں۔ اپنے اور کے بشمول اور مسولینی
 ہیں۔ وہ خواست نفس سے کام کرتے ہیں۔ جذبہ جاہلیت سے مغلوب
 ہو جاتے ہیں۔ حاکم — اقتدار کا نامناسب استعمال کر جاتے ہیں اور
 نہوں نے پتہ فریضہ کی ادنیٰ ملی میں کوتاہیاں کی میں وغیرہ وغیرہ تو میں
 حیاں سے کہ مولانا کوئی عقیدت مند "ان الامارات کو برو شت نہیں
 کرتے تھے۔ اگر یہ الفاظ مولانا سودودی کی ذات سیادت تاکہ شایان شان
 ہیں بلکہ یہ مولانا کی سقیص اور سوء ادب ہے، تو انھوں نے فرمایا کہ کیا
 ایسے غلط نہیں، کرم علیہم السلام کی شان میں زیبا اور شائستہ ہیں؟
 اسی نوعیت کا ایک نقد و دشمن لیجئے۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں
 "یہاں اس بشری کمزوری کی حقیقت کو سمجھ لینا
 چاہیے جو آدم علیہ السلام سے ظہور میں آئی تھی۔ ...
 بس یک فوری جذبہ نے جو شیطانی تحریریں کے زیر اثر
 اُبھر آیا تھا، برو بول جاری کر دیا اور ضبط نفس کی

گرفت ڈھیل موتے ہی وہ طاعت کے مقدم بند سے
معصیت کی پستی میں جا گرے۔

(تہذیب آج ۲ ص ۱۳۳)

اس عبارت سے سیدنا دوم علیہ السلام کا اسم گرامی حذف کر کے
اس کی جگہ اگر مولانا مودودی کا نام لکھ دیا جائے تو میرا اندازہ ہے کہ ان
کے حلقہ میں کہہ مٹ جائے گا اور پاکستان میں طوفان برپا ہو جائے گا۔
اس سے ثابت ہے کہ یہ فقرہ سناستہ نہیں۔ بلکہ گستاخی و رسوخ
ادب ہے!

اسی کی ایک مثال، اہل بیت المؤمنین کے حق میں موصوف کا
ایک فقرہ ہے:

وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدسے میں کچھ زیادہ
جری ہو گئیں تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زبان درازی
کرنے لگی تھیں۔

(ہفت روزہ ایبٹ آباد لاہور۔ مورخہ ۱۹ نومبر ۱۹۶۶ء)

مولانا موصوف نے یہ فقرہ ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا ہے مگر میں اس کو مصاف سے زیادہ مصاف ایہ
کے حق میں رسوخ ادب سمجھتا ہوں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ مولانا محترم کی ایہ محترمہ اہل بیت المؤمنین سے
راہ کر مہذب اور شائستہ نہیں۔ نہ وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے زیادہ مقدس ہیں۔ اب اگر ان کا کوئی عقیدت مند یہ کہہ ڈالے کہ

کی اہلیہ مولانا کے سامنے زبان درازی کرتی ہیں تو مولانا اس فقرے میں اپنی خفت اور تنگ عزت محسوس فرماتیں گے، پس جو فقرہ خود مولانا کے حق میں گستاخی تصور کیا جاتا ہے میں نہیں سمجھتا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہات المؤمنین کے حق میں سوء ادب کیوں نہیں؟

(الفرض مولانا موصوف کے قلم سے انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں جو ادبی سترہ پارے نکلے ہیں وہ سوء ادب میں --- دخل میں یا نہیں؟ اس کا ایک معیار تو یہی ہے کہ کرایسے فقرے خود مولانا کے حق میں سوء ادب میں شمار ہو کر ان کے عقیدت مندوں کی دل آزاری کا موجب ہو سکتے ہیں تو ان کو تسلیم کر لینا چاہئے کہ یہ انبیاء کرام علیہم السلام کے حق میں بھی سوء ادب میں، درجہ لوگ نبوت و رسالت پر ایمان رکھتے ہیں ان کی دل آزاری کا سبب ہیں۔

دوسرا معیار یہ ہو سکتا ہے کہ آیا رد میں جب یہ فقرے استعمال کئے جائیں تو بل زبان اس کا کیا مفہوم سمجھتے ہیں؟ اگر ان دونوں معیاروں پر جانچنے کے بعد یہ طے ہو جائے کہ واقعی ان کلمات میں سوء ادب ہے تو مولانا کو براہِ راست کہنا چاہئے، بلکہ ان سے تو یہ کرنی چاہئے، کیونکہ انبیاء کرام کے حق میں ادنیٰ سوء ادب بھی سلب ایمان کی علامت ہے

(۲) انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد انسانیت کا سب سے مقدس کردہ صی یہ کرم رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ہے، خصوصاً حق تعالیٰ سے

راشدین رضی اللہ عنہم کا منصب تو انبیاء کرام علیہم السلام اور امت کے درمیان بزرگ کی حیثیت رکھتے تھے۔ اس لئے تجدید و احیاء دین، شدت و ملوکیت اور تقسیم القرآن وغیرہ میں خلیفہ مظلوم سیدنا عثمان ذوالنورین حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ حضرت معاویہ حضرت ابو موسیٰ اشعری، حضرت عمرو بن العاص حضرت عقبہ اور دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں مولانا مودودی کے قلم سے جو کچھ لکھا ہے اور جس کی صحبت پر ان کو احزاب میں اسے خاص رخص و تشیع سمجھتا ہوں اور مولانا کی ان تحریروں کے مطالعہ کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ وہ جس طرح بارگاہ نبوت کے ادب نا شناس ہیں سی طرح مقام صحابیت کی رفعتوں سے بھی نا آشنا ہیں۔ کاش انہوں نے امام ربانی مجدد الف ثانیؒ کا ایک ہی فقرہ یاد رکھا ہوتا۔

پہنچ ولی بمرتبہ صحابی نرسد ، اولیں قرنی ہاں رفعت شان کہ بشرف
 صحبت خیر البشر علیہ ر علی الصلوٰۃ والسلام نرسید
 بمرتبہ ادنی صحابی نرسد فخصی از عبد القدیر لیا رک رضی اللہ عنہ پرسید
 ایہما اصل معانیۃ ام عمر بن عبد العزیز ، در جواب فرمود:
 ایہما الذی دخل الف رحی معان یتہ مع رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم جہوں عمر بن عبد العزیز
 کذا مرۃ (مکتوبات و فتاویٰ مکتوب ، ۱۰۰)

توجہ ، کوئی ولی کسی صحابی کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ اولیں قرنی
 اپنی تمام تر بلندی شان کے باوجود چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے شرف صحبت سے مشرف نہ ہو سکے اس لئے کسی ادنی صحابی

کے مرتبہ کو بھی۔ پہونچ سکے کسی شخص نے امام عبداللہ بن عباسؓ سے دریافت کیا کہ حضرت معاویہؓ افضل میں یا حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ؟ فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں حضرت معاویہؓ کے گھوڑے کی مالک میں جو غبار داخل ہوا وہ بھی عمر بن عبدالعزیزؓ سے کئی گنا بہتر ہے۔

یہاں یہ نکتہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت و رفقت کا جو شرف حاصل ہوا ہے پوری امت کے اعمالِ حسنہ مل کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ ذرا تصور کیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی دو رکعتیں، جن میں صحابہ کرامؓ کو شرکت کی سعادت نصیب ہوئی کیا پوری امت کی نمازیں ملکر بھی ان دو رکعتوں کے ہم درج ہو سکتی ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر جو کسی صحابی نے ایک سیر جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں دیئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے انھیں شرف قبول عطا ہوا بعد کی امت اگر ہاڑ ہاڑ رسوا بھی قیامت کر دے تو کیا یہ شرف اسے حاصل ہو سکتا ہے؟ باقی تمام حسانت کو اسی پر قیاس کر لیجئے۔ اس شرفِ مصاحبت سے بڑھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ درجہ نبوت کے ایسے طالب علم تھے جن کے معلم و ہادی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے، جن کا نصابِ تعلیم ملا اعلیٰ میں مرتب ہوا تھا جن کی تعلیم و تربیت کی نگرانی براہِ راست وحیِ آسمانی کر رہی تھی۔ اور جن کا امتحان علام الغیوب نے کیا۔ اور جب ان کی تعلیم و تربیت کا ہر پہلو سے امتحان ہو چکا تو حق تعالیٰ شانہ نے، نہیں "رضی اللہ عنہم ورضو عنہ" کی ڈگری عطا فرما کر آنے والی پوری انسانیت کی حسیم و تربیت اور تاقین و ارشاد کا منصب انکو تفویض

کی۔ اور کُتھ خرامۃ احرقت لہو کی مسند ان کے لئے آراستہ فرمائی
 اگر آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا ایبہ کرام علیہم السلام کے بعد صرف صحابہ
 کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت ایسی ہے جن کی تعظیم و تزیینت بھی وحی
 الہی کی نگرانی میں ہوئی اور ان کو سند فضیلت بھی خود خداوند قدوس نے عطا فرمائی۔
 مودودی صاحب اور تاریخ کی آڑ

مولانا مودودی کے عقیدت کیسے یہ ہنکروں دل بندہ دیتے ہیں کہ مولانا نے جو
 کچھ لکھا ہے تاریخ کے حوالوں سے کائنات اور یہ ان کے قلم کا شاہکار ہے کہ
 انہوں نے منتشر ٹکڑوں کو جوڑ کر ایک مہولہ تاریخ مرتب کر ڈالی — میں
 ان کی خدمت میں بہ ادب گزارش کروں گا کہ یہ بہادر و بخت و جود غلط ہے۔
اولے مولانا کا یہ قسم نہ بکا رہے تاریخ حداثت ہے، نہ صحابہ کرام کی
 زندگی کی سچ تصویر ہے۔ بلکہ یہ ایک "افسانہ" ہے جس میں مولانا کے زہنی
 تصورات و نظریات نے رنگ آمیزی کی ہے۔ "تج کل" افسانہ نگاری کا ذوق
 عام ہے۔ عام طلباء تاریخ سے قیوں میں اتنی دلچسپی نہیں سیتیں جتنی کہ
 رنگیں افسانوں میں۔ اس لئے مولانا کی جولانی طبع نے صحابہ کرام پر بھی
 "ظرافت و ملوکیت" کے نام سے ایک افسانہ لکھ دیا۔ جس کا حقائق کی دنیا
 میں کوئی وجود نہیں۔ آج اگر کوئی صحابی دنیا میں موجود ہوتا تو شیخ سعدی کی
 زبان میں مولانا کے قلم سے یہ شکاریت ضرور کرتا،

بمخندید و گفت آں نہ شکل من است

و یکن قلم در کف دشمن است

اگر مولانا کو صحابہ کرام کا پاس ادب محفوظ ہوتا تو قرآن کریم کے
 صریح اعلان ————— جی اللہ عنہم و رضوا عنہ — کے بعد وہ

میں بہ کرامت کی بلند و بالا شخصیتوں کو شمار نگاری کا موضوع نہ بناتے۔
 دوم: یورپ میں اسلام کی بالغہ شخصیتوں کو مسخ کرنے اور ان کی سیرت و
 کردار کا ٹیلیہ نخرنے کا کام بڑی خوبصورتی اور پُرکاری سے ہو رہا ہے اور یہودی
 مستشرقین کی کھیب کی کھیب اس کام پر لگی ہوئی ہے۔ وہ بھی ٹھیک اسی طرح
 بزرگ خود تیار کے منتشر ٹکڑوں کو جوڑ کر ایک فرضی تصویر تیار کرتے ہیں۔ اور دیا
 کو باور کرتے ہیں کہ وہ پوری غیر جانبداری کے ساتھ اور کسی قسم کے تعصب کی آمیزش
 کے بغیر تاریخی حقائق دنیا کے سامنے لارہے ہیں مگر اپنے اس لفظی اوجہ کے برعکس
 وہ جس طرح مسئلہ تاریخی حقائق کو چھیاتے ہیں۔ جس طرح بائبل سیدھی بات کی
 انٹ تعبیر کرتے ہیں۔ جس طرح بات کا تنگڑ اور رائی کا ہاڑ بھا کر اسے پیش
 کرتے ہیں اور جس طرح اپنی بد فہمی یا خوش فہمی سے وہ اس میں رنگ آمیزی اور
 حاشیہ آرائی کرتے ہیں اس سے ان کا تعصب اور اسلام سے ان کی عداوت چھپنے
 نہیں چھپتی۔

ہم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے تھے کہ کوئی ایسا شخص جو خدا و رسول پر ایمان
 رکھتا ہو ٹھیک ٹھیک مستشرقین کے نقش پا کا تتبع کرے گا۔ لیکن بد قسمتی
 سے مولانا مودودی کی کتاب — مذہب و ملوکیت — کا بالکل ہی رنگ ڈھنگ
 ہے، پڑھنے والے مسکین یہ سمجھتا ہے کہ مولانا تاریخی حقائق جمع کر رہے ہیں۔ مگر وہ
 نہیں جانتا کہ وہ تاریخ سے کیا کر رہے ہیں۔ کیا چھوڑ رہے ہیں۔ اور کیا اپنی طرف سے
 اضافہ کر رہے ہیں۔ العرض جس طرح ہزاروں فریبیوں کے باوجود مستشرقین
 عداوت اسلام کے روگ کو چھیلنے سے قاصر رہتے ہیں۔ اسی طرح مولانا مودودی
 بھی اپنے اس استشراقی شاہکار میں ہزار رکھ رکھاؤ کے باوصف، عداوت صحابہؓ
 کو چھپ نہیں سکتے اب اگر مولانا محترم یا ان کے عقیدہ مندوں کی تاویلات صحیح ہیں

تو مستشرقین کا کا نامان سے زیادہ صحیح کہلائے نامستحق ہے اور اگر یہودی مستشرقین کا طرز عمل غلط ہے تو اس دلیل سے مولانا مودودی کا رد یہ بھی غلط ہے۔

معلوم: کہا جاتا ہے کہ صی یہ کرام انسان ہی تھے، فرشتے نہیں تھے اور معصوم عن الخطا نہیں تھے، ان سے لغزشیں اور غلطیاں کیا، بڑے بڑے گنہگار ہوئے میں یہ کہیں کا دین و ایمان ہے کہ ان کی غلطی کو غلطی نہ کہا جائے۔

میں جیسے تو یہ عرض کر دینا کہ مولانا مودودی کو تو صی یہ کرام کی غلطیاں پھینکنے کے لئے واقعی اور کلی ذخیرہ کا سہارا ڈھونڈنے کی ضرورت پڑی ہے لیکن حدائے عظام الغیوب ہی سہی کہ بظاہر وہاں سے باخبر تھے ان کے نسب کی ایک ایک کیفیت اور ذہن کے ایک ایک خیال سے واقف تھے وہ یہ بھی جانتے تھے کہ یہ انسان ہیں، معصوم نہیں، انہیں یہ بھی علم تھا کہ آئندہ ان سے کیا کیا لغزشیں صادر ہوں گی۔ ان تمام امور کا علم محیط رکھنے کے، وجود جب اللہ تعالیٰ نے ان کو رضی اللہ عنہم ورضوا عنہم کا اعتراف فرمایا تو ان کی غلطیاں بھی

ظہر میں خطہ رصد صوب اولیٰ تراست

کا مصداق ہیں۔ اس کے بعد مولانا مودودی کو ان اکابر کی خرد گیری و عیب بینی کا کیا حق پہنچتا ہے؟ کیا یہ حد تعالیٰ سے صریح مقابلہ نہیں کہ وہ تو ان تمام لغزشوں کے باوجود صحابہ کرامؓ سے اپنی رضائے دائمی کا اعلان فرما رہے ہیں، مگر مولانا مودودی ان اکابر سے راضی نامہ کرنے پر تیار نہیں؟

دوسری گزارش میں یہ کہوں گا کہ چلئے! فرض کریں کہ صحابہ کرامؓ سے غلطیاں ہوئی ہوں گی مگر سوال یہ ہے کہ آپ جو وہ سو سال بعد ان اکابر کے جرائم کی دستاویز مرتب کر کے اپنے نامہ اعمال کی سیبا ہی میں مفاد کے سوا اور کیا مقصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اگر یہ اکابر دنیا میں موجود ہوتے تب تو آپ انہیں انکی

غلطیوں کا نوٹس دے ڈالتے، مگر جو قوم تیرہ چودہ سو سال پہلے گزر چکی ہے اس کے محبوب و نسا نصل کو وسط وسط حوالوں سے چُن چُن کر جمع کرنا اور اس ساری خلافت کا ڈھیر قوم کے ساتھ لگا دینا اس کا مقصد اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں صحابہ کرامؓ سے جو حسین عقیدت ہے اسے مٹ دیا جائے۔ اور اسکی جگہ تنویر پر صابہؓ سے بعض و نفرت کے نقوش ابھارے جائیں، میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ کس عقل و دانش اور دین و ایمان کا تقاضہ ہے؟

چہارم خلافت و ملکیت میں مولانا مودودی نے جس نازک موضوع پر قلم اٹھایا ہے اسے ہماری عقائد و کلام کی کتابوں میں ”مشاہدات صحابہؓ“ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ در یہ باب ایمان کا، یہ سائل صراط ہے جو تلوار سے زیادہ تیز اور باریک سے زیادہ باریک ہے، سہلے سلف صاحبین نے ہمیشہ یہاں پاس رہ کر محفوظ رکھے اور رہبان و قلم کو ہنگام دینے کی وصیت کی ہے، کیونکہ بعد کی نسلیں ہی نہیں بلکہ صبیحہ کرامؓ کے زمانے کے سطح بین لوگ بھی اسی دادی پُرغا رہیں، دین و ایمان تار تار کر چکے ہیں، اکابر امت ہمیشہ ان بددینوں کے پھیلنے ہوئے کانٹوں کو صاف کرتے آئے ہیں۔ لیکن مولانا مودودی سلف صاحبین کو ”دکین صفا“ کہہ کر دھتکار دیتے ہیں، ان کے ارشادات کو ”خواہ مخواہ کی محض سازیاں اور غیر معقولات و ویلات“ قرار دیکر رد کرتے ہیں۔ اور ان تمام کامٹوں کو جن میں اُبھھ کر دافض اور خوارج لے اپن دین و ایمان غارت کیا تھا، سمیٹ کر نئی نسل کے سامنے ڈالتے ہیں، انصاف فرمائیے کہ اسے اسلام کی خدمت کہا جائے یا اسے رافضیت و نہجیت میں نئی روح بھونکنے کی کوشش کا نام دیا جائے؟ اور مودودی اور انکے معتقدین، اس کا نام لے کے بعد کیا یہ توقع رکھتے کہ ان کا حشر اہل سنت ہی میں ہوگا، رافضیوں اور خارجوں میں نہیں ہوگا؟ میں ہزار

سوچتا ہوں مگر اس مقدمہ کو حل نہیں کر پاتا کہ مولانا موصوف نے یہ کتاب
 نئی نسل کی رہنمائی کس لئے لکھی ہے۔ یا انھیں مٹا دیتا ہے۔ جو شہادت دینے کے لئے؟
 یہ پنجم سب سے بڑھ کر کیف و چیز سے کہ تیرہ چودہ سو سال کے واقعہ کی
 تحقیقات کے لئے مزید حالات تحریر "قیامِ کربلا" ہیں جس کے سدرتیس وہ خود بنے
 ہیں۔ یا برعکس۔ کہ اس عدالت میں صدر کی حیثیت سے لایا جاتا ہے واقعی دیکھی
 غیرہ سے شہادتیں لی جاتی ہیں۔ سدر عدالت جو کسی جج بھی سے اور خود ہی وکیل
 استعانت بھی۔ اگر سب سے بڑھ کر اس کا مطلب یہ ہے کہ صفائی میں یہ مقدمہ جس معروض کو دیتے
 ہیں تو اسے وکیل صفائی کی خواہ مخواہ متنبہ ساری اور غیر معقول تاویلات کہہ کر رد
 کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک طرف کارروائی کے بعد مولانا اپنی تحقیقاتی رپورٹ
 مرتب کرتے ہیں اور اسے "معاذت و ملکیت کے نام سے قوم کی بارگاہ میں
 پیش کر دیتے ہیں۔ - -

اس امر سے قطع نظر کہ ان تحقیقات میں ریاست و امانت کے تقاضوں کو
 کس حد تک ملحوظ رکھا گیا ہے۔ اس سے قطع نہ کہ شہادتوں کی جرح و نقد میں کہاں
 تک احتیاط رہا ہے اور اس سے قطع نہ کہ فیصلہ جج نے خود اپنے اسی دستور
 کو واقعات کا رنگ دیتے ہیں کس حد تک سادہ متنی فکر کا مظاہرہ کیا ہے۔ مجھے یہ ادب یہ
 عرض کرنا ہے کہ آیا مولانا کی اس خود ساختہ عدالت کو اس کیس کی سماعت کا حق
 حاصل ہے؟ کیا یہ مقدمہ جس کی تیرہ چودہ سو سال بعد مولانا تحقیقاتی رپورٹ
 مرتب کرنے بیٹھے ہیں ان کے دائرہ اختیار میں آتا ہے؟ کیا ان کی یہ حیثیت ہے
 کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگردوں کا مقدمہ منانے بیٹھ جائیں؟
 مجھے معلوم نہیں کہ مولانا کے مذاہن کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ مگر
 میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ صحابہ کرامؓ کے مقدمہ کی سماعت ان سے اوپر کی عدالت

جی کر سکتی ہے۔ اور وہ یا تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ یا خود حکم الہی کہیں۔ ان کے سوا ایک مولانا مودودی نہیں، اُمت کا کوئی فرد بھی اس کا جبار نہیں کہ وہ قدوسیوں کے اس گروہ کے معاملہ میں مداخلت کرے۔ صی - کرم کے، یہی معاملات میں آج کے کسی بڑے سے بڑے شخص کا لب کشائی کرنا اس کی حیثیت اس سے زیادہ ہیں کہ کوئی بھٹی بازار میں عدالت جاکر بیٹھ جائے اور وہ ارکان مملکت کے پاس میں اپنے بے لاگ فیصے لوگوں کو سناتے ہیں۔ ایسے موقعوں پر ہی کہا گیا ہے: "اینا زائد خویش بشناس!"

نکتہ ۸۔ یہ بات ابھی مزید سمجھ لینا چاہئے کہ حضرات صحابہ کرم علیہم السلام کو حق تعالیٰ شہادت کے اُمت کے مشدود مرنے والے محبوب و مقبول کا منصب عطا فرمایا ہے۔ قرآن و حدیث میں ان کے نقش قدم کی پیروی کرنے اور اس سے عقیدت و محبت رکھنے کی تائید فرمائی گئی ہے۔ اور ان کی بڑائی و عیب جوئی کو ناجائز و حرام بلکہ موجب لعنت قرار دیا گیا ہے۔ خود مولانا مودودی کو اعتراف ہے کہ

"صی بکرام کو بڑا بھلا کہنے والا میرے نزدیک صرف فاسق ہی نہیں بلکہ

اس کا ایمان مشتبہ ہے۔ من بعضہم فبعضہم انصہم، آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس نے ان سے بعض رکھا اس نے مجھ سے

بغض رکھنے کی بنا پر اس سے بغض رکھا۔" (ترجمان القرآن اگست ۱۹۶۱ء)

جن لوگوں نے مولانا کی کتاب خلافت و ملوکیت پر بھی ہے وہ شہادت دیں

گئے کہ اس میں صحابہ کرام کو صرف صاف بڑا بھلا کہا گیا ہے اور صحابہ کرام سے

مستغف کا بغض و نفرت بالکل عیاں ہے مثلاً "قانون کی بالائری کا خاتمہ" کے

زیر عنوان مولانا مودودی لکھتے ہیں:

الف: ایک اور نہایت مکروہ بدعت حضرت معاویہ کے عہد میں یہ شروع

ہوئی کہ وہ خود اس کے حکم سے ان کے گورنر خطوں میں برسرِ ہر
حضرت علی رضی اللہ عنہ پرست و مستقم کی بوجھ ڈکرتے تھے۔ حتیٰ کہ مسجد
ہوتی میں مہر رسوں یعنی روضہ نبوی کے سامنے حضور کے محبوب ترین
عزیز کو گالیاں دی عاتق تھیں، اور حضرت علی کی ولادت و ان کے قریب
ترین رشتہ دارین کا خون سے یہ گالیاں سنتے تھے۔ کسی کے
منہ کے مداس کو گالیاں دینا، شہادت تو درکنر انسانی اخلاق
کے بھی خلاف تھا۔ ورنہ اس طرز جمعہ کے خبیثہ کو اس گندگی سے
آلودہ کرنا تو دین و خلق کے لیے ذلت سے سخت گھناؤنا فعل تھا۔

(خلافت و ملوکیت ص ۱۳۱)

ب: مال غنیمت کی تقسیم کے معاملہ میں بھی حضرت معاویہؓ نے کتب و
سنت رسول اللہ کے ساتھ حکام کی خدمت و ریزی کی۔ کتاب و
سنت کی روضہ پورے مال غنیمت کا پانچواں حصہ بیت لہوں میں داخل
ہونا پڑا اور باقی چار حصے اس فوج میں تقسیم کے جانے چاہئیں جو
سرائی میں شریک ہوئی، جو لیکس حضرت معاویہؓ نے حکم دیا کہ مال غنیمت
میں سے چاندی سونا ان کے لئے الگ نکال لیا جائے پھر باقی مال ترمک
قرعے سے تقسیم کیا جائے۔ (حوالہ بار)

ج: زبیر بن عیینہ کا، سنی ق بھی حضرت معاویہؓ کے اس افعال میں سے
ہے جن میں انہوں نے سیاسی غرض کے لئے شریعت کے ایک مسلم ق کے
کی خلاف ورزی کی۔ یہ ایک حدیث نہایت بڑی فعل تھا: (ص ۱۳۱)
۵. حضرت معاویہؓ نے اپنے گورنروں کو قنون سے باہر قرار دیا اور انکی
زیادتوں پر تہی حکام کے مطابق کارروائی کرنے سے صرف انکار
کر دیا (ایضاً)

مولانا مودودی کی ان عبارتوں میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ کام کرنے کے لئے جو کچھ لکھا ہے وہ قطعاً حریف واقعہ ہے اور علمائے کرام اسکی حقیقت و اہمیت کو چکے میں سمجھے یہاں صرف یہ عرض کر رہے کہ جو لوگ مولانا مودودی کی بات پر ایمان لا کر مولانا کی اس افسانہ طاری کو حقیقت سمجھیں گے وہ حضرت معاویہؓ اور اس دور کے تمام اکابر بھی یہ دیکھیں گے کہ محبت رکھیں گے یا بغض؟ ان کی اقتدار پر فخر کریں گے یا ان پر لعنت بھیجیں گے؟ اور خود مولانا موصوف کے ان عبارتوں میں حضرت معاویہؓ کو برا بھلا نہیں کہا تو کون کی قصیدہ خوانی فرماتی ہے؟ اگر میں یہ گنہگاروں کو خود انہی کی عقل کی موتی حدیث کے مطابق دو عاشق ہی نہیں بلکہ انکا ایمان ہی مستحب ہے۔ تو کیا یہ گستاخی ہے یا ہوگی؟ مولانا مودودی سے مجھے توقع نہیں کہ وہ اپنی اس غلطی پر کبھی دم مہوں گے، مگر میں یہ گنہگاروں کو ناظر رہی سمجھتا ہوں کہ اس کا انجام نہایت خفرتناک ہے

کہاؤں میں لکھا ہے کہ شیعوں کے ایک عالم محقق طوسی نے اپنی کتاب ”تجربۃ العقائد“ کے آخر میں سی بہ کرامؑ پر تبرک کیا تھا۔ مگر لگا تو غلام احمدؒ کو یانی کی طرف مس کے راستے سے نجاست نکل رہی تھی لہذا اس طرف اشارہ کر کے کہنے لگا۔ ”یہ جیت بہاریکا ہے، کوئی خوش عقیدہ عالم وہاں موجود تھے، بولے:

ایں جہاں رید است یہ وہی گمہ گئی ہے جو تونے
کہ در آخر تحریر مودودی تحریر کے آخر میں لکھائی تھی

حق تعالیٰ شانہ میں ان اکابر کے سوء ادب سے محفوظ رکھے۔ آمین

جب اسلام کا سب سے مقدس ترین گروہ یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان۔۔۔ بھی مولانا مودودی کی نگر بندی میں نہ چھتے تو بعد کے سلف صالحین، اکابر امت، فقہاء و محدثین اور علماء و صوفیاء کی ان کی بارگاہ میں کیا قیمت ہو سکتی ہے؟

سہ مز غلام احمدؒ دیالی کی موت دہائی بیغ سے ہوئی۔ دست اور قے کی شکل میں دونوں راستوں سے نجاست خارج ہو رہی تھی۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
کی معرکہ الآراء تصنیف

فتنہ مودودیت

پہلی اس کتاب کے صفحات 191 تا 294

علحدہ رسالہ کی صورت میں

www.rahesunnat.wordpress.com

پر موجود ہے لہذا وہی مراجعت کی جائے۔

شکریہ

جماعت دیوبند کا مسئلہ

ہم لوگ بدعتی حیثیت سے اس زمانہ میں تقلید کو ضروری سمجھتے

ہیں اور اسلاف نے جو اجتہاد کے لیے شرائط رکھی ہیں وہ آج کل کے

عہد میں مقفود پاتے ہیں

اسی طرح شرعی تصوف کو تعلق مع اللہ اور جلاوتِ ایمان اور ایمانی صفات

پیدا کرنے اور پیدا ہونے کے لیے اقرب الطرق سمجھتے ہیں۔

اس لیے جو شخص یا جو جماعت ان دونوں چیزوں میں ہمارے خلاف ہے وہ

یقیناً ہماری جماعت کے علیحدہ ہے دیوبندی مسلک میں یہ دونوں چیزیں بڑی اہم

ہیں۔ سب سے پہلے یہ سمجھنا کہ موردی جماعت اور دیوبندی جماعت میں مسلک کے

اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے، دھوکہ دینا ہے یا دھوکہ میں پڑنا ہے۔

(انتہا از صفحہ نمبر)

مکتوبات حضرت شیخ الحدیث برسلسلہ کتب مودودی صاحب

پیش نظر دو مکتوبات میں حضرت مذہبیوں نے
مودودی صاحب اور ان کی تحریک کے متعلق اپنے ابتدائی
خیالات، احساسات اور پھر بعد میں جو تغیر و انقلاب اس
میں پیدا ہوا۔ ان کی وجوہات تحریر فرمائی ہیں۔ اور
آخر میں اس واقعہ کا تاریخی پس منظر تحریر فرمایا ہے
جو بعد میں "اجتماعی فیصلہ" و "متفقہ فتویٰ" کی صورت میں
عوام کے سامنے لایا گیا تھا۔

مکتوب حضرت شیخ الحدیث

سائل کا مکتوب

بعد خدمت قدس بقلم مقدس مکرری محترم بظہر عالی سلام علیکم رحمۃ اللہ وبرکاتہ
خدمت قدس میں جماعت اسلامی اور تبلیغی جماعت سے تعلق ایک بہت ضروری طریقہ
پیش ہے عاجزانہ استدعا ہے کہ حضرت قدس اس کی حیثیت کے جس غیر شرارت
حالیہ سے نوازیں گے۔

جماعت اسلامی کے سامنے اس وقت سب سے بڑی رکاوٹ تبلیغی جماعت اور اس
کی سرگرمیاں ہیں۔ چنانچہ مسیحی جماعت کی روز بروز بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے جماعت
اسلامی کی طرف سے تبلیغی جماعت پر کچھ نئے حکم کے الزامات عائد کیے جا رہے ہیں اور جن میں
معدہ پر پڑے ہوئے نوجوان طبقہ میں ان کی اشاعت کی جارہی ہے جماعت اسلامی نے پورے
کے ذریعہ یہ تاثر پیدا کر رہی ہے کہ تبلیغی جماعت جو زندگی کے ایک مخصوص شعبے جیسے
کو ہی اسلامی بنانا چاہتی ہے جبکہ جماعت اسلامی کا دامن نصب العین ہے اسے کو پوری زندگی
کو سونپیدہ اسلامی سانچے میں ڈھال دیتے ہیں اس لیے تبلیغی جماعت انسان کی مکمل رہنمائی
کے لیے کافی نہیں ہے تبلیغی جماعت کی تمام سرگرمیاں نماز، روزہ رکھنے اور دعائیں سمجھانے
اور فضائل بتانے تک محدود ہیں جبکہ جماعت اسلامی مکمل فاضل دین کی دہلی ہے۔ اور
اقامت دین سے مراد یہ ہے کہ کسی تفریق و تقسیم کے بغیر اس پورے دین کی مفصلاً پیروی
کی جائے اور ہر طرف سے یسوعی ہو کر کی جائے۔ انسانی زندگی کے انفرادی و اجتماعی کام
کو شمول میں آئے اس طرح ہماری رہنمائی کیا جائے کہ فرد کا ارتقاء معاشرے کی تعمیر و ترقی
کی تشکیل سب کچھ سونپیدہ اسلام کے مطابق ہو۔ جماعت اسلامی کا دامن نصب العین یہی اقامت
دین ہے اور اس کی تمام سرگرمیوں کا دامن محرک رضا سے ملتی اور فلاح آخرت کا حصول سے
اس کے برعکس تبلیغی جماعت کو مسلمانوں کو درپیش کسی بھی انفرادی یا اجتماعی مسئلہ سے خواہ

وہ سیاسی ہو یا سماجی ہو، کوئی دلچسپی اور سرور کا نہیں ہے۔

حضرت والدؒ آج کے حالات میں یہ تنہائی اہم اور عام طور پر مسلمانوں کو متاثر کرنے والے الزامات بہت سی قابل غور و فکر ہیں تبلیغی جماعت کے دفاع کے لیے ہی نہیں عام مسلمانوں کی نسلی دشمنی کے لیے اور شکلات دہر کرنے کے لیے، ایسے پروپیگنڈے اور غلط فہمیوں کا ذرا ضروری ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت والدؒ اسے تنہائی کا جزو سمجھنے کے ساتھ پوری امید ہے کہ حضرت والدؒ اپنے ارشادات کا بہت فوایدی گے جس سے جماعت کی جو تصویر جماعت اسلامی عوام کے سامنے پیش کر رہی ہے اس کا صحیح رخ مل سکے اور جو لوگ اس سے متاثر ہیں ان کی نسلی دشمنی جی ہو سکے۔

(جماعت اسلامی کا تبلیغی جماعت پر اثر اور اس کے لیے ذیل ہے)

تبلیغی جماعت جو کچھ سنتی اور کرتی ہے وہ یہ روزانگی کے کچھ مخصوص حصے میں مخصوص وقتیں مسائل کو لے کر مٹتی ہے۔ اس کا مشاہدہ ہے کہ مسلمانوں میں جو لوگ نماز روزہ سے نااہل ہیں نہیں نماز مکمل نہیں اور پڑھائیں۔ ان کے لیے اور دعاؤں کی صحیح رائیں۔ نماز روزہ کے فضائل سے آگاہ کریں، اس کی تعلیم کے لیے چنانچہ وقت نکالیں چنانچہ روزانہ ہر شمار افراد ان کے حلقوں میں جاتے ہو گشت وغیرہ کرتے ہیں۔ مسائل و انصاف کو سمجھتے سکھاتے ہیں تبلیغی جماعت کا یہ مقصد بھی نہیں۔ ہر روزہ، سلام کو ایک مکمل نظام حیات کی حیثیت میں جیسا کہ وہ ہے سمجھیں اور دوسروں کے سامنے اسے اسی منہ میں پیش کریں، تبلیغی جماعت کو باطنی انکار و نظریات اور محمدانہ طرز حیات سے حوالہ دینا انسانی معاشرے و پوری طرح اپنی پیٹ میں یہ مومنین کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ ان کے مرکز کی طرف سے یہ روایت ہے کہ وہ ان مسائل پر کوئی خاص خیال نہ کریں جماعت اسلامی اجتماعی معاملات سے ہے، اسلام اور مسلمانوں کے مسئلے میں ملک کے مختلف سیاسی و غیر سیاسی پارٹیوں اور بیرون حکومت میں کیا سازشیں ہو رہی ہیں، مسلم پرسنل لا اور کیساں مول کوڈ کیا ہے۔ مسلمانوں کا تعلیمی مسئلہ کس طرح حل ہو اور اس کی ترقی ہے۔ فرقہ وارانہ فسادات کس قدر مظلومین اور دیالاب و خشک سالی کے متاثرین تک

سے میں تبلیغی جماعت کو کوئی دلچسپی نہیں ہے، غیر مسلموں میں مسلمانوں اور اسلام —
 کا تعارف ہونا چاہیے اور وہ کس طرح ہو، ان سب امور سے بھی تبلیغی جماعت کو کوئی
 دلچسپی نہیں ہے۔ اس کے افراد اپنے چھٹائی معاملات میں کیا طرز اختیار کرتے ہیں اس کی
 بھی اسے کوئی فکر نہیں ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص نماز روزہ کی پابندی، چٹوں اور گنت میں تعاون
 اجتماعات میں شرکت کے ساتھ محکمہ آبگاری کا سپرینٹنڈنٹ ہو یا کوئی رشتہ اور مود کا میں ہیں
 اپنے کاروبار میں کرتا ہو، عدالتوں میں جوئے مقدسات رٹنا رٹانا ہو، سی طرح اور کوئی
 ناجائز ذریعہ مدنی رفقا کو اس سے تبلیغی جماعت کوئی باز پرس نہیں کرتی۔ کیونکہ یہ اس
 کا ذاتی اور معاشی معاملہ ہے، اسی طرح کوئی شخص کیونیزم کا ٹیوٹورس، جنتا پارٹی یا کسی بھی جماعت
 یا پارٹی کا ممبر نہ ہو۔ اس کے سیاسی نظریات کیا ہیں وہ سیاسی امور میں کیا کردار اختیار
 کرتا ہے تبلیغی جماعت کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہے۔
 انہیں وجوہات کی بنا پر تبلیغی جماعت مسلمانوں کی مکمل راضمنائی و رو عیانہ کردار اور
 کرنے کی بالکل اہل نہیں ہے۔ ۹۹۹

حضرت شیخ الحدیث دَامْ مَجْدِہِم کا جواب

عنایت فرماتے ہیں، بعد سلام سنو! مجھے مزید منورہ آئے ہوئے ہفتہ عشرہ ہوا میں کئی راتوں سے بہت بیمار ہوں،
 کبھی علالت بڑھ جاتی ہے، کبھی افادہ ہوتا ہے اس سے مفصل اور طویل خط کا سننا اور جواب
 لکھنا ناممکن ہے۔ بہت مشکل سے آپ کے خط کو سنا، اور جواب لکھوا رہا ہوں صحت و قوت
 کے زمانہ میں آتا تو یقیناً اپنے دوسرے رسائل کی طرح سے مفصل جواب لکھواتا۔ اپنے لکھا کہ
 جماعت اسلامی کے سامنے سب سے بڑی رکاوٹ تبلیغی جماعت ہے اس سے بہت تعجب
 ہوا۔ اسلامی جماعت، اگر یہ کہتی ہے کہ تبلیغی لوگ مفصل اعمال کو کر دینا میں گنت کرتے ہیں

اور اسلامی جماعت پورے دین کو لے کر کام کر رہی ہے تو میں تو کوئی اشغال کی بات نہیں تبلیغی جماعت اپنی وسعت اور تجربہ کے موافق کام چند اہم امور کو لے کر کر رہی ہے۔ ان کے صلہ میں بسے کہ ان چند چیزوں کے علاوہ اور کسی چیز سے تعرض نہ کیا جائے۔ وہ اپنے تجربہ کے پیش نظر یہ سمجھتی ہے کہ چند چیزوں میں اعدادت میں بغیر پر عمل کرنا آسان ہے بہت سی احادیث میں یہ مضمون ذکر کیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غاص غاص لوگوں کو غاص غاص امور فرمائے اور نہی کی شاعت کا حکم فرمایا۔

مشکوٰۃ میں دند عبد القیس کی حدیث مشہور ہے کہ جب وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو عرض کیا کہ ہاں میں اسی مہینہ میں آسکتے ہیں ہمیں کوئی جامع چیز بتادیں جس کو ہم اپنی قوم کو بھی بتادیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزوں کا حکم کرتا ہوں ایمان، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور عنایت میں سے جس سے تم نے گناہ چار چیزوں سے منع کرتا ہوں وہ چار برائی ہیں شراب کے ختم وغیرہ۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو یاد کرو اور اپنی قوم کو یاد کرنا۔ اگر مبلغ دسے بھی چند امور پر تاکید کرتے ہیں مصالح کی بنا پر تو وہ یہ تو نہیں کہتے کہ ان کے علاوہ کوئی دوسرا چیز نہیں، اگر جماعت اسلامی دسے مکمل دین کی امانت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں مبارک کرے۔ کون روکتا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ ایک بدوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کول جامع چیز بتادیں کہ اگر میں اس پر عمل کروں تو میں داخل مروجوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ایمان، نماز، زکوٰۃ اور روزہ کا حکم دیا۔

دوسری حدیث میں ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم سن کر قسم لھا کر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ ان پر نہ زیادہ کروں گا نہ ان میں کمی کروں گا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی جھوٹی آدمی کو دیکھنا چاہے تو اس کو دیکھ لے۔

تم ہی بتاؤ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اعمال پر حجت کی بنیاد دیدی اگر تبلیغی لوگ چند امور پر زور دیتے ہیں تو دوسرے اعمال کو منع تو نہیں کرتے اور اسلامی جماعت کے لوگ مکمل دین پر عمل کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ مبارک کرے چاہے جماعت کے افراد مکمل دین کو خرد

بھی نہ جانتے ہوں۔ مگر تبلیغی جماعت اسے یہ تو نہیں کہتے کہ مکمل دین پر عمل کر کر وہ یہ ضرور
 جانتے ہیں کہ علماء اگر مفسرین غلام اور محامیہ پر مقرر نہ کر دے۔ آپ نے تبلیغی جماعت کے
 جو کارندے و علماء ان میں کوئی ناجائز چیز تو لکھے نہیں لی اور یہ جماعت اسلامی دسے گر چہ کہ
 پورے دین چھوڑیں تو کون منع کرتا ہے۔ جن اختلاف کو آپ نے لکھا کہ علماء اور غیر علماء
 میں کیا سیاسی منافقتیں ہوتی ہیں آپ ہی بتائیے ان چار باروں میں ہر شخص سمجھ سکتا ہے ؟
 مختلف ناز و روزہ کے کہ کسی کو سرکھس سمجھ سکتا ہے اور یہ ناز و روزہ کی تبلیغ تو آپ کے یہاں بھی
 ہے۔ اسی سے یہ ناز و روزہ تبلیغی رگوں سے نکلتے ہیں اور سیاسی سازشوں کو آپ نے اپنے تبلیغی
 جماعت کے کوئی خاص فائدہ نہیں ہیں وہ تو ہم اور عبادت کو عام مسلمانوں کے سامنے پیش کرتی
 ہے اور جو لوگ دنیا کے ہر عام کو سمجھ سکتے ہیں وہ ان کو مبارک ہو۔ آپ ہی سوچیں کہ کوئی شخص ان
 دنیا جہ کے نظریات کو چھوڑنا چاہے تو کیسے چلا سکتا ہے تبلیغی جماعت کے اہل تون ہم اور
 موٹی باتوں پر زور دیتے ہیں جن کے بغیر کسی کو چارہ نہیں اور ان میں پس میں ہمارے اور عبادت نہیں
 سیاسی جماعتوں میں تو خود مسلمانوں میں اتنے اختلافات ہیں کہ حد نہیں۔ آپ کے نزدیک تبلیغی
 جماعت مسلمانوں کی عمل درآمداتی کرے گی لیکن میں تو آپ ہی سے بالکل عین دور ہیں۔ بیماری
 میں یہ قلم مصدور۔ دست مبارک !

حضرت شیخ الحدیث صاحب زبیر علیہ
 بقدر حبیب اللہ ۲۴ اکتوبر ۱۴۲۸ھ
 ناقل نجیب الدین

باسمہ سبحانہ

مکتوب حضرت شیخ الحدیث

بلسلسہ کتب مودودی صلیب

عزیزم مودعی شاہ سلمہ۔ بعد سلام سنو!

تم نے مودودی صاحب کے متعلق میرے مکاتیب اور فقہ مودودی شائع کر کے میرے مشغل میں ایک مستقل فن ذکر کیا۔ جس کی وجہ سے میری بہت سا وقت زبانی سوال و جواب اور خطوط میں ضائع ہوتا ہے۔ اسی سبب ہزاروں نوکریوں کے متعلق بات کرنا یا جواب دینا تو مشعل سے نہیں ہی بہت غلط ٹھہروں میں کوئی عجیب کرچہ تم کو جو رسالہ فقہ مودودی کے اخیر میں چسپاں کرواؤ اور کچھ میرے پاس بھیج دو تاکہ میرا وقت زیادہ ضائع نہ ہو۔

مکاتیب پر عام طور سے یہ اعتراض ہے کہ تیسرے خطوط متعارف نہیں ہوتے ہیں بعض میں معنی سے بعض میں نرمی سے۔ یعنی لوگوں کو تو پڑھنے کی اجازت دیتا ہے اور بعض کو نفی سے منع کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ تبدیلی میں اپنے دو محترم دوستوں کی وجہ سے رد تیسرے عزیزم مودودی قدوسی مرحوم کی وجہ سے مودودی صاحب کا مفقہ تھا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ مودودی صاحب سے کثرت سے گفتگو کی نوبت آتی تھی ان تینوں حضرات کی گفتگو کا حاصل یہ تھا کہ موصوف کی کتابوں سے محمد بن دین اسلام سے متفرق لوگ اسلام کی طرف تامل ہوتے ہیں اور چونکہ موصوف کی تحریر میں ان لوگوں کے مذاق کے موافق زور دیا ہے۔ اس لیے بے دینوں کے لیے ان کی کتابوں میں دیکھا بہت مفید ہے۔ البتہ فقرہ موصوف کے موصوف زیادہ تامل نہیں میں۔ مجھے خود کتابیں دیکھنے کی نوبت نہیں آتی تھی اور موصوف مرحوم ان کی کتابوں کو موصوف دیکھتے تھے اس لیے مجھ سے بھی اس میں امانت چاہتے اور اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے میں نے بھی متفرق اوقات میں کئی سو روپے موصوف کی کتابوں کی تقسیم میں خرچ کیے موصوف صاحب سے یہ خطوط میں تعارف تھا ہے کہ میں روشن و واضح، مگر بڑی تقسیم یافتہ لوگوں کے لیے تو مفید

سمجھتا تھا۔ مگر عربی مدرس کے طالب علموں کو اس کے لیے غیر مفید بلکہ مضر سمجھتا تھا۔ لیکن نرم
 وغیرہ چیزوں سے تو ان کو زیادہ واقفیت نہیں تھی، فقہی مسائل اور تصوف جس کا تعلق عربیت
 احسان ہے کہ احسان ہی کا دوسرا نام تصوف ہے، اس لیے کچھ واقفیت تھی۔ اس سے
 بے تعلقی پیدا کرنا میں مضر سمجھتا تھا۔ اس لیے میرے خطوط میں تعارف ہی ہے۔ میرے ذہن میں
 اس وقت آدمیوں کے تین طبقے تھے۔

ایک طبقہ، انگریزی تعلیم یافتہ جن کے متعلق میں اپنے زمانہ انقلابِ عرب میں انگریزوں
 کے خیالات سمجھ چکا تھا۔ اسی قوم پیدا کرنے کے کہ جن تک ادب سے تو بندہ مستثنیٰ ہوں
 مگر ذہن کے اعتبار سے، مگر بزموں۔

انگریزی تعلیمات کے اثرات کے باعث میں ہمارے شیخ محمد بنی نور اللہ مرقدہ نے اپنے
 مکاتیب و تقاریر و مفوضات میں کثرت سے ڈیمو، ڈیمو سنٹر کا یہ مقولہ نقل کرتے رہتے تھے
 کہ ہمارے کالوں، اسکولوں سے پڑھا ہو کوئی بندہ یا مسلمان ایسا نہیں ہے جس نے اپنے بزرگوں
 کے مذہبی عقاید کو منہ سمجھنا نہ سیکھا ہو۔ (مکتوبات شیخ، اسلام آباد جلد اول)

نیز نقشِ حیات میں حضرت نے تحریر فرمایا ہے کہ اردو دنیا کے اداس کی گیشی اپنے تعلیمی
 اعزاز و تقاعد انسان کی سکیم کی رپورٹ میں مندرجہ ذیل کلمات تحریر کرتی ہے کہ ہمیں ایک
 ایسی جماعت بنانی چاہیے جو ہم میں اور ہماری کڑوں رعایا کے درمیان ترجمان ہو۔ یہ ایسی
 جماعت ہونی چاہیے جو خون و رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر ذوق و رائے
 انصاف اور سمجھ کے اعتبار سے، مگر بزمی۔ (نقشِ حیات منہ جلد اول)

اسی طرح حضرت نے ہنٹر کا دوسرا مقولہ یہ نقل کیا ہے کہ ہمارے اسکول ٹیچرز
 اسکولوں سے کوئی نوجوان خواہ وہ ہندو ہو یا مسلمان ایسا نہیں نکلتا جو اپنے آپ کو ہندو کے
 مذہب سے انکار کرنا نہ جانتا ہو۔ ایشیا کے چھٹے چورسے واسے مذاہب جب مغرب
 سے تیس برسہ حقوق کے مقابلے میں آتے ہیں تو سوکھ کر لڑی ہو جاتے ہیں (مثلاً)

اب مسلمانوں کے لیے قابلِ غور چیز یہ ہے کہ مذہبی عقائد جب فنا ہو جاتیں گے تو مسلمان
 کس چیز کی رہ جائے گی اور جب مسلمان نہ رہے گی تو آخرت میں سوائے جہنم کے اور کیا

دوسرے طبقہ ان اہل علم کا جو غلط صحیح میں فرق کر سکیں، احادیث پر ان کی نظر ہو۔
تیسرا طبقہ ان طلباء کا جو علم حدیث پر زیادہ نظر نہ رکھتے ہوں یا ایسے اردو خوانوں
کا جو صحیح و مفید میں قیاس نہ کر سکیں۔

بہے طبقہ کے بہت تو میں ضروری اور مفید سمجھتا تھا، اور دوسرے طبقہ کے یہ مضر نہیں سمجھتا
تھا کہ وہ صحیح و مفید میں فرق کر سکتے ہیں۔ دوسرے طبقہ کے یہ مضر سمجھتا تھا۔ اسی فرق کی وجہ
سے میرے ابتدائی خطوط کے جوابات میں اختلاف سے اور مشوروں میں بھی فرق ہے مگر مولانا
قدوسی مرحوم نے اپنے خیالات کو طلبہ میں پھیلانا شروع کیا۔ طلبہ کی جماعت جذباتی و رجحان
ہوتی ہے جس کی وجہ سے ہمارے مدرسہ میں بڑھتے پڑھنے کی بجائے مناظرہ کا میدان شروع
ہو گیا۔ مولانا قدوسی سے تعلق رکھنے والے طلباء ہر وقت اسی فکر میں ہوتے کہ دوسرے طلباء کو متاثر
کیا جائے، اور طلبہ کی شریعت جو گاہ پر سے تعلق رکھنے والی تھی وہ مخالفت کرتی تھی۔ مولانا قدوسی
نوجوانان نہیں تھے سنجیدگی سے کہتے تھے مگر ان کی جماعت کے لوگ محنت افغانا متعلق نہ کرتے
رہتے تھے۔ خود ہمارے ہی مدرسہ کا نقشہ ہے کہ ایک صاحب آئے۔ وہ ایک صاحب علم سے
جو بخاری شریف کے سن میں جا رہا تھا زور سے کہنے لگے کہ یہ بخاری کا بت کب تک پڑھائے
چھوڑ گئے۔ اس لفظ سے بہت طلباء بد کے اور اس قسم کے بہولوں لفظوں کا ببرکک شان میں بہا
ارتقا سننے میں آئے رہتے تھے۔ اسی پر میں نے مولوی قدوسی پر اپنے تعلق کی وجہ سے کسی
دفعہ لکیر کی کہ تمہارے مضمین بہت زیادہ آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ مولوی قدوسی مرحوم سے میرے
بہت خصوصی تعلق تھا۔ میری تنبیہ پر وہ بھی بعض دفعہ توبہ میں آجاتے اور مباحثہ فی ثوبت
جاتی۔ مگر مجھ پر کوئی اثر ان کی گفتگو کا نہیں پڑتا تھا۔ اور ان کا وہ جوش بھی وقتی ہوتا۔ مگر طلبہ کی
کشش باب دیگر مدرسین حضرات تک پہنچی۔ اور چونکہ وہ میرے ہم نام تھے اس لیے ہمارے
خطوط میں بھی مجھ سے یہ مطالبہ شروع ہوئے کہ اگر جو جماعت اسلامی میں شریک ہو گیا ہے
تو علی الامان نہ سرور۔ اور شہر میں بھی ہنگامہ کی صورت ہو گئی اور جماعت اسلامی کے علما
میں بھی یہ لفظ آئے لگا کہ مدرسہ مظاہر علوم کی طرف سے مولانا زکریا صاحب شریعت کی

کی پر قسط فنی اور بڑھی۔ شہر کے افراد، نذر و قدیم حضرت ناظم صاحب کے پاس بار بار آتے کہ مدد سنا پنا مسئلہ اس مسئلہ میں ظاہر کرے اور جب ان سے کہا جاتا کہ مدد کا مسئلہ وہی ہے جو قبلہ اکابر کا ہے۔ مولوی قدوسی صرف اس سے متاثر ہیں تو ان کی عیندگی کا معنی یہ ہوتا ہے کہ جب ہم کو دس کی طرف سے کوئی کاروبار کی عمل میں نہ آئی تو حضرت نے فی الفور مدد قدوسی سے ہم کو دس کی شکایتیں لگانی شروع کیں اور اس نامزدہ پہ چونکہ حضرت کی بہت شفقت تھی جب بھی دلو بند سے مکتوزات پر تشریف لے جانا ہوتا یا آنا ہوتا تو ہمیشہ دیوبند سے تشریف لے جاتے وقت کہ ایک گھنٹہ بھی دلو بندوں کا ریموں میں نہیں ہوتا تو وہی کہتے تھے کہ ہر مدد سے تشریف لاتے اور لکھنؤ سے آتے وقت مکتوزات سے کسی پاس سے تار دیتے کہ دلو بند پتھیں رہ سوں تو نیکر یا ہمیشہ سسٹیشن پہ جانے کا تمام ریموں سے وجہ سے حضرت نے مجھے کئی دفعہ ڈانٹا کہ اگر تم مولوی قدوسی پر کسٹروں نہیں کر سکتے تو ان کو مدد سے عیدہ کیوں نہیں کر دیتے۔ اس کو تم اپنے مقدمہ میں تفصیل سے لکھ چکے ہو اور تفصیل و تقابلیت بیجا بھی ہیں۔ ہر حال اس وجہ سے دل مدد سے مولوی قدوسی کو زیادہ زور سے تنبیہ کرنا شروع کر دیا جس کی تفصیل تمہارے مکتوزات میں آچکی ہے۔ یہی غشاء میرے جوابات میں خفا کا ہے۔

(۲) ہمارے مولانا قدوسی سے تعلق رکھنے والے اصحاب مدد سے مدد میں زیادہ زور دے رہے تھے۔ درود حضرت ناظم صاحب سے بار بار یہ درخواست کرتے تھے کہ اگر یہ نامزدہ ان کی کتابوں کو دیکھ لے تو مولانا قدوسی سے آگے ہوگا۔ اس لیے حضرت ناظم صاحب نور اللہ تعالیٰ سے مرتدہ بھی میں نامزدہ بار بار ضرر کرتے تھے کہ یہ رٹ کے یوں کہتے ہیں کہ اس نامزدہ نے ان کی کتابیں دیکھی نہیں ہیں، کئی سنانی باتوں پر خفا کر رہا ہے۔ اس لیے حضرت ناظم صاحب کا مجھ پر ضرر رہا کہ میں ان کی کتابیں دیکھوں اور میں اپنے تاریخی اور دوسرے مشاغل کا حذر کرتا رہا مگر حضرت ناظم صاحب کے ضرر پر جوابی دلو بند سے شعبان تک چار مہینے سبق کے علاوہ اپنے سارے مشاغل جو کہ دلو بند جو انی ہر وقت کا تھا ساری رات جاگ بیٹھا ہی ہوتا تھا۔ چار مہینے میں تقریباً ایک ہزار سے زیادہ کتابیں مولوی صاحب اور ان کی جماعت کی پڑھیں جو بہی لڑکے اپنے شوق سے کہیں کہیں سے مانگ کر مجھے جاتے تھے اس میں

پر کہ یہ مولانا سندھی سے آگے ہو جاتے گا مگر میں نے جوں جوں ان کی کتابوں کا گہرا مطالعہ کیا، ان کی کتابوں سے تنفر بڑھتا گیا۔ اسی لیے کہ کمیونزم وغیرہ کے متعلق تو ان کا فہم بہت ہکا پتہ ہے لیکن فقر حدیث و ربی امور پر یہاں ہے نام چلتا ہے کہ جیسا بہت غلطی میں ہوا ہو لکھا ہے۔ ان کے عقیدے سے ائمہ فقر بلکہ صحابہ کرم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس بھی نہیں چھوٹی۔ وہ جس چیز کو رد کرنا چاہتے ہیں اس کو ہون کا خیال خام کہہ کر تعبیر کیا کرتے ہیں جیسار میں اپنے اس خط میں حضرت امام مہدی درجہ کے مسئلہ میں لکھ چکا ہوں کہ وہ سید، مگر بنی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد پر بھی لوگوں کا خیال خام کہہ کر رد کیا کرتے ہیں اس چیز سے میری طبیعت کو بہت وحشت ہوتی اور بہت ہی تنفر بڑھا۔ اس لیے کہ ہم لوگ تو اپنی نجات کا مدد ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد پر عمل میں سمجھتے ہیں چاہے وہ ہماری سمجھ میں آویں یا نہ ہوں، درجہ اور درجہ صاحب اپنی تحریرات میں ان احادیث کو لوگوں کا خیال خام کہہ کر رد کرتے ہیں تو حدیث کا بندہ ہی بھی بھڑکے بغیر نہیں رہے گا۔

(۳) رسالہ فتنہ مودوریت کی تعریف تو بہت ثراوت سے کیا مگر معتمد دوستوں اور جماعت سے متاثرہ لوگوں سے خطوط و درزبانی بھی سننے میں آتی۔ بہت سے جواب دہ ہو جاتے ہیں کہ قضا کر دی گئی ہے، یہ کہا کہ اس رسالہ میں معلومات تو بہت ہیں مگر بہت دیر میں شائع ہو، جمیل ادب و ان کی جماعت کے تاثر کے تحت ہی معلومات اس رسالہ سے ہوئیں مگر ساتھ ساتھ یہی قضا کر دی گئی ہے اس رسالہ کے متعلق لوگوں نے کیے۔ اس لیے کہ رسالہ تو بہت مفید اور بہتر ہے مگر نام مستعار پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے متعلق تو ہم دوسرے ایڈیشن میں اصلاح کر چکے ہو مگر یہ رسالہ ہندوستان میں تو ایک ہی جگہ چھپا کر پاکستان میں چھ سات جگہ سابقہ نام سے چھپ چکا ہے اس لیے تہذیبی اصلاح تو کچھ مفید نہیں معلوم ہوتی۔

دوسرا، حتمی بعض لوگوں نے یہ کیا کہ تم مولویوں کو نافرمانی کے سوا کوئی کام نہیں میرے اس رسالہ میں یا کسی تحریر میں تکفیر نہیں ہے گی۔ نہ میں تکفیر کا تال ہوں مگر اس اعتراض کا جواب کہ مولویوں کو کافر بنانا ہے حضرت قاضی نور محمد مدظلہ کے بہت سے ملفوظات میں ہے اور بہت جگہ ہے۔ حضرت قاضی سرور ملت سے ملنے کے مولوی کسی کو کافر بناتے نہیں بلکہ

کا کرتا تھے ہیں۔ کسی کے بندے سے نہ کافر مسلمان کو تباہ ہے نہ مسلمان کافر۔ مولوی تو یہ بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے چینیوں کو جب کفر میں ان سے حذر کرنا چاہتے۔ اور حضرت نے بھیج فرمایا کہ مولویوں کے زمرہ یہ ضروری سے وہ علوم کو توجہ کرتے رہیں کہ فساد انہیں نہیں موجب کفر میں ان سے حذر کرنا چاہیے۔

قیسرا اعتراض یہ کیا گیا کہ بہت ناوقت جمع کیا گیا۔ جبکہ جماعت اسلامی کے لوگوں کو گرفتار کیا جا رہا تھا۔ میں نہایت ہی غصہ سے یہ کہتا رہتا ہوں کہ ناشر کو شاید غیر میں نہ ہو کہ ان کی گرفتاری ہو ہی ہے۔ البتہ میرے پاس مدینہ منورہ میں بہت سے مولویوں کے جواب کے خطوط آتے رہے۔ در اس میں اس ناکارہ سے دعاؤں کا حصر نہ ہوتا رہا اور میں ان کے جوابات کھوتا رہا اور وہ بھی بھی کرتا رہا اور اب بھی کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے مر مسلمان کو مرتد سے بچائے۔

در اصل یہ رسالہ مولوی قدوسی صاحب کے اصرار پر جب انہوں نے یہ کہا کہ معرفت بھن آدمیوں سے گفتگو کر سکتے ہوں۔ حضرت ناظم صاحب، مولوی منظور صاحب رحمہما اللہ نے اور نہ کہ یہ سے۔ تو میں نے یہ سوچ کر کہ ذہنی اعتقادات میں ساری بات مستحضر نہیں ہوتی یہ خط بن کر لکھا تا کہ وہ بار بار پڑھیں اور ہمیں ساری یہ عادت کی طرف اشارے کیے تھے۔ البتہ عادت نہیں لکھی تھیں درمیان زدہ اس کے شاخ کرنے کا بھی نہیں تھا۔ میرے حضرت شیخ، اسلام مدنی نور اللہ مرقدہ کو جب اس خط کی خبر ہوئی تو حضرت نے کئی دفعہ اس کی مباحث پر اصرار کیا مگر میں یہی غصہ کرتا رہا کہ وہ خط علوم کے قابل نہیں۔ عوام کے لیے تو تفصیل سے لکھنے کی ضرورت ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ سی فرصت میں نظر ثانی کر کے طبع کروں گا۔ حضرت مدنی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ کے وصال کے بعد میرے خاص دوستوں نے بہت اصرار کیا کہ وہ یہ کہتا رہا کہ میں نے حضرت قدس سرہ کے ارشاد پر بھی طبع نہیں فرمایا تو تمہارے کہنے پر کیسے طبع کرادوں۔ اتنے میں اس پر نظر ثانی کر کے عوام کے قابل نہ بناؤں اتنے نہیں چھاپنے کا۔

میرے چھاپنا آئے کے بعد میرے دوستوں نے عزیز شاہد پر اور زیادہ اصرار کیا کہ وہ موجودہ حالت میں بھی بہت مفید ہے۔ میں تو اپنے قیام ہند میں اس کو دیکھ رہا تھا۔ ابھی نہیں تھا مگر عزیز شاہد اپنے بڑوں کے اصرار پر دیکھنے پر مجبور ہو گیا اور اس نے جتنی وسیع پیمانے پر

ایک حد تک اس ضرورت کو ہر بھی یا جو میرے نزدیک اہم تھی۔ مگر میں خود ہی اس کی نظر ثانی کرتا تو زیادہ اچھا تھا۔ رسالہ کا نام فقہ سودیت نہ میرا تجویز کردہ ہے نہ عزیز شاہد کا بلکہ ان ہی دوستوں کا تجویز کیا جو سب جنہوں سے اس کی ہمت پر اصرار کیا۔ میں تو یہ نام تجویز کرتا جبکہ ایک نئی خدمت اور طبع کرنے کا ارادہ بھی نہ تھا۔

(۴) میرے حضرت مدظلہ العالی حضرت سید کی فی الفت تو پہلے سے ہی کثرت سنت سنت ہی سے شروع ہوتی جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں کہ حضرت قدس سرہ کا معمول یہ تھا کہ جب ٹائم وغیرہ سے تشیغ لاتے تو کسی جگہ سے تار دیا کرتے تھے۔ شواہد سنت میں حضرت نے اپنی تشریف آوری کا تذکرہ ادا اس وقت حضرت مایوری بھی تشریف فرما تھے مگر مایور جانے والے تھے۔ مگر حضرت کے وہی خبریں رقیام فرمایا اور ہم دونوں دلی بے اسٹیشن حاضر ہوئے۔ حضرت مدظلہ نے ڈبہ سے، ترکر حضرت مایوری سے ملاقات پر بہت اہم مرست کیا اور ارشاد فرمایا کہ مجھے تم دونوں سے بہت ضروری مشورہ کرنا تھا۔ مولانا مایوری کا قیام کب تک ہے گا، میں نے عرض کیا کہ حضرت توجہ صبح تشریف لیجا جائے۔ حضرت کے تاکے وجہ سے ہی تمام کیا۔ حضرت مدظلہ نے فرمایا کہ اس وقت تو میرے ساتھ مستودات بھی ہیں اور سامان بھی۔ میں ان سب کو دیوبند بھیجا کر گلی گاڑنی سے واپس آؤں گا۔ مجھے بے ادب گستاخ نے عرض کیا کہ حضرت توجہ بالکل اردہ نہ فرمادیں کل کو تشریف لے آویں اور حضرت مایوری کی حرکت اشارہ کر کے عرض کیا کہ ان کو تو بھانسا کا سبق نہیں پڑھانا ہے۔ ان کو تو نور ہی چھیننا ہے۔ مایور میں نہیں رہوں مہارنپور میں ہی نور چھیلانے لگے۔ مگر حضرت مدظلہ نے نہیں فرمایا اور دوسری گاڑی سے واپس تشریف لے آئے۔ در شام کو کتب خانہ کے شرقی کمرے میں جو اس وقت مہمان خانہ تھا، میرے دونوں بزرگ دیوار سے کمر لگاتے بیٹھے تھے اور یہ نکارہ دونوں کے سامنے غارمانہ میٹھا تھا۔ حضرت مدظلہ نے رات فرمایا کہ مودودیوں کے متعلق مجھے تفصیل سے کتابیں دیکھنے کی توفیق نہیں آئی کچھ ترستے لوگوں نے، صحیح میں وہ دیکھا رہا۔

مودودی اہل طہارت کے غلط فہمی اس سلسلہ میں آدھے میں وہ اس سلسلہ میں گفتگو کرنے پر

مرد کر رہے ہیں تم دونوں کا میں کیا خیال ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آپ دونوں کے جوتے سر پر رکھنا موجب عزت و تکریم ہوں۔ مگر چار بیٹے شب و روز ان کتابیں پڑھ کر ان کی کتابوں سے اتنا سفر مویا کہ آپ حضرات متفقہ طور سے بھی کوئی علم فراویں گے تو تعمیل سے معذوری خاص کر دے گا۔ حضرت مدنی نے ہنس کر فرمایا: ہر سے تدارے جوتوں کی حقیقت۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت! چار ماہ شب و روز ان کتابیں دیکھنے میں گزرتے ہیں اللہ اعلم و میری کاپیوں میں موجود ہے کہ حضرت غار کچھ بھی نہیں سکتے۔ حضرت مدنی نے فرمایا کہ اس وقت قیام کی تو فرصت نہیں تین چار دن میں مہینہ عزمی صاحب کو ساتھ لے کر آؤں گا اور تیری ساری تحریرات سنوں گا۔

حضرت لاہوری تو دوسرے دن رنجور تشریف لے گئے مگر حضرت مدنی دو تین دن بعد موافقہ علی صاحب کو ساتھ لے کر اسی محلہ میں وہ دونوں حضرات اللہ تعالیٰ ناکارہ رہے مفتی سعید احمد صاحب بیٹھے رہتے اللہ زینہ کے برابر کے بیٹھے رہتے۔ لوگ جوق در جوق جنگلہ پہنچے دیکھتے رہتے کہ یہ کیا مور ہے۔ کوئی سیاسی مسئلہ تو ہے نہیں اس لیے کہ زکریا مفتی سعید کو سیاسیات سے کیا واسطہ چہ کیا مور ہے؟ اور حضرت مدنی اور مولانا سید علی صاحب نے مذوق قیام فرمایا اور مجھ سے ارشاد فرمایا کہ تمہارے نوٹ تو میں وہ سناؤ اور اصل کتابوں میں نشان لکھ کر یہاں لکھ دو۔ میں نے اپنے مدرسہ کے ان دونوں صاحبزادوں سے کہا کہ حضرت مدنی بھی تمہاری کتابیں دیکھنا چاہتے ہیں جو مجھے دکھاؤ۔ تو وہ اور بھی خوش ہوئے ان بچوں کا خیال تھا کہ اگر حضرت مدنی بھی منور ہو گئے تو سارے ہی روم میں ہماری تحریک چل جائے گی۔ وہ ساری کتابیں تو نہ آئیں جو چار ماہ میں میں نے دیکھی تھیں لیکن بہت سی کتابیں لائے۔ اللہ تعالیٰ ناکارہ۔ چنی یادداشت کو دیکھ کر اصل کتابوں میں نشان لکھا اور حضرت مدنی اور مولانا سید علی صاحب اصل کتابوں کو دیکھ کر دو دن تک خوب خوش فرماتے رہے اور ہوا اپنے ساتھ لے گئے اور اسی وقت سے حضرت مدنی لاجپت بھی مودعہ ہوں کے خلاف تیرہ ہوا کہ حضرت مدنی نے خود اپنی کلموں سے ان مضامین کو اصل کتابوں میں پڑھ دیا تھا۔ کس معنیوں کو تو میں ذرا اور بھی غفیس سے لکھونا چاہتا تھا۔ مگر کل مجاہد کی دیکھ کر ہجوم ہو کر

ہے اور میری طبیعت بھی صاف نہیں اس لیے مختصر طور پر اپنے خود و دربار کا پس
منظر لکھنا پڑا کہ عزیز شاہد اس کو چھپرے دے تو مجھے سر کیب سے گفتگو نہ کرنی پڑے
پوچھنے دے کو یہی تحریر دے دیا کروں گا۔

فقط والسلام

محمد زکریا کاندھلوی

نزہت مدینہ منورہ

۲۰ ذی الحجہ ۱۳۹۶ھ ہجری

فہرست کتب

جو جماعت اسلامی اور اس کے بانی کی تحریرات اور افکار و آراء کے بارے میں لکھی گئی ہیں

جناب مودودی صاحب نے بہت کچھ عرصے سے ان کی تحریرات اور افکار و آراء کی قائم کردہ جماعت کے ہمسایوں میں تقرباً ہر طبقے کے علماء سے تقید و استقامت سے مانگوں، مفت روزہ رسالوں میں کی موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے جس کا احصاء بہت مشکل ہے۔ ہر سری طور پر جو کتابیں اس وقت مانتے ہیں اور اصحاب سے جن کا علم و امان کی ایک مختصر سی فہرست پیش کی جا رہی ہے، ان مودودی صاحب اور ان کی جماعت کو سمجھنے کے لیے جو حضرت مزید تحقیق و تفتیش کے خواہاں ہوں ان کو ان کتاب سے مدد مل سکے۔ اس لیے تاہم کے طے کے پتے بھی لکھ دیتے ہیں۔ یہ کتب ہندو پاک دونوں ملکوں میں چھپیں ہیں جس کو جہاں سے جو کتاب میٹر موجود ہے حاصل کرے۔ ان کو خود پڑھیں دوسروں کو پڑھائیں اور علامہ فاضل کے اس ضخیم فقرے سے بچنے اور بچانے کی فکر کریں۔ جماعت اسلامی کے صاحبان یہ طریقہ سے کہ جب مودودی صاحب کی کسی کتاب کی گرفت کی جاتی ہے تو اسے دیتے ہیں ان کی بات کو سمجھنے نہیں ایسے فاضل کرتے ہیں۔ یہ بات عجیب ہے کہ مودودی صاحب کی اس عبارت کا مطلب رد و جاننے دے نہ سمجھ سکیں ان کی باتیں کوئی منشا بہت تو ہیں میں جن کو سمجھ نہ جاسکے البتہ یہ بے سمجھے بیان نہ مودودی کو اس سبب سے جواب دیتے ہیں کہ انہوں نے اس جماعت اسلامی کی وجہ سے پناہ مند نہ ہوئے، انہوں نے اس کے خلاف میں اور ان کے خلاف میں فرقہ باندے میں مودودی صاحب کے پیچھے پڑے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہو کہ علم کی تقید خلاص کے ساتھ نہیں ہے، یہ بات بھی عجیب ہے کہ اسے کسی علماء جو حضروں کی نقد دہیں ہیں ان میں کوئی بھی غلطی نہ دیندر اور دیندار نہ ہو اور ہر ایک اور تقویٰ اور دیانت صرف جماعت اسلامی کے نو علماء کوں میں جمع ہو جائے جو صرف شش ماہہ درویش کو مودودی صاحب کے عقیدہ مند

اساتذہ کتب	اساتذہ گرامی مصنفین کرام	مثنیٰ کے پتے
۷۔ تفسیر سیاسی اسلام، عربی	مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہم	دارالعلوم ندوۃ علمیہ، ٹھٹھہ۔
۸۔ مفسر علی بن ابی طالب، عربی	حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہم	کتب خانہ فرقان، کوئٹہ روڈ، ٹھٹھہ۔
۹۔ جماعت اسلامی کے مجلس شوریٰ کی	حضرت مولانا احمد علی صاحب گزنی	تجربہ خدام الہدیین
۱۰۔ حق پرست علماء کی مورد و بیت سے	رحمۃ اللہ علیہ	لاہور
۱۱۔ انہما حقیقت، بحوالہ	مولانا محمد اسحاق صدیقی	جامعہ عربیہ اسلامیہ، علامہ بنوری
خلافت و ملوکیت	مدظلہم	ٹھٹھہ، گرامی
۱۲۔ تفسیرات تفہیم	مولانا مفتی عزیز الرحمن، بھٹنوری	مدنی دارالافتاء، بھٹنوری، بھٹنوری
۱۱۔ موردی صلیب کا براست کی نظر میں	مولانا حکیم محمد خیر صاحب دوم مدظلہم	منظریہ کتب خانہ، پانچویں نمبر، باورچی خانہ
۱۲۔ مقام صلیب بہ فی، اللہ عنہم	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب جنتانہ مدظلہم	مکتبہ دارالعلوم، کوئٹہ، گرامی
۱۳۔ حضرت محمد صلیب اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حقائق	مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہم	"
۱۴۔ مسئلہ تقیید	مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی	کتب خانہ بیگموی سہارنپور
۱۵۔ ترکیب مورد و بیت کی ایک سیر	مولانا عبدالقدوس علی مظاہری	صہیب بزاز، دارالافتاء، حبان کوڑہ
رہبریت	مفتی آرزو	ٹھٹھہ
۱۸۔ مورد و بیت سے نقاب	"	"
۱۹۔ ایک آئینہ میں تین چہرے	"	"
۲۰۔ تفسیر القرآن مجتبیٰ کی کوشش	"	"
۲۱۔ کھلی حق پرست نام مورد و بیت صاحب	قاضی منظر حسین صاحب	چکوال، صلیب، مدنی جامع مسجد
۲۲۔ مورد و بیت مذہب	"	"
۲۳۔ علامہ زکریا صاحب دہلوی	سید نور الحسن بخاری	مکتبہ رحیمیہ ملتان
۲۴۔ کشف حقیقت	مولانا سعید احمد صاحب مفتی، مدظلہم	کتب خانہ بیگموی مظاہر علوم
	مظاہر علوم، سہارنپور	سہارنپور

باہر سے دیکھ کر علیحدہ ہوتے اور انہوں نے جماعت کے خلاف کتابیں لکھیں اور علیحدگی
کے اس باب کا ہر کتبہ کیا یہ سب لوگ غیر مخلص اور ناسمجھ اور تقوٰی سے خالی اور صرف دنیا دار
ہیں کیا ان میں کوئی بھی راجل رشید نہیں جو سچی بات کہتا ہو۔ ان حضرات کی کتابیں چھپی ہوئی ہیں۔
البتہ جو چیز کتابی صورت میں نہیں آئی۔ مثلاً شمس الحسن صاحب کی آپ بیتی اور حکیم عبدالرحیم
صاحب کی آپ بیتی ان کیلئے سالہ مودودیت بے نقاب مولفہ مفتی مولانا عبدالقدوس صاحب
رومی مظاہری مفتی شہر جامع مسجد اگرہ ملاحظہ فرمائیں۔ مولانا موصوف نے اپنی اس کتاب میں پانچ
ایسے حضرات کی خود نوشت، سرگذشت اور آپ بیتی جمع کی ہے جنہوں نے برسوں جماعت اسلامی
کا رکن ہوتے ہوئے جماعت کا کام کیا اور پھر جماعت کا رنگ و صنگ دینی تقاضوں کے خلاف
دیکھ کر جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ مگر کے بعد سے بڑھ کر اسرار و رموز کا جاننے والا
اور کون ہو سکتا ہے۔ جو حضرات جماعت میں شامل تھے اپنے زمانہ ثنویت میں تو جماعت کے
نزدیک بڑے مخلص اور متقی اور دینی تقاضوں کو سمجھنے والے اور اقامت دین کا بیڑہ اٹھانے والے
تھے پھر جب یہ لوگ جماعت سے علیحدہ ہوئے تو جماعت کے کارکنوں کے نزدیک اسی وقت
ان میں کیڑے پڑ گئے۔ ان کا دیانت و تقویٰ سب کا فور ہو گیا۔ یہ نیا دین سنگسار کی پیلاوار
ہے جبکہ جماعت اسلامی کے نام سے مودودی صاحب نے ایک جماعت قائم کی تھی۔ ان لوگوں
کے نزدیک ایمان اور اسلام، اخلاص، تقویٰ، دیانتداری، اقامت دین کی طلب اور ٹرپ صرف
ان لوگوں میں مرکوز ہے جو جماعت کا کلمہ پڑھتے ہوں اور مودودی صاحب کی ذہنی غلامی میں
مبتلا ہوں۔ جو لوگ جماعت اسلامی کی عقیدت میں پختہ ہو چکے ہیں یا جن کی اغراض جماعت و البتہ
ہیں وہ تو ان باتوں پر کیا غور کریں گے۔ نئے نئے متاثرین و متعارفین اور مجددان جماعت کو
ہم ان امور پر غور و فکر کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

احقر محمد اقبال ہوشیار پوری

نزہت مہینہ منوہ

مہر جمع الاول سنہ ۱۳۸۵ھ

ضروری وضاحت

مولانا عبدالقدوس نے ”مودودیت بے نقاب“ میں جو پانچ حضرات کی آپ بیتی جمع کی ہے اس کے دیباچہ میں چند وضاحتیں لکھی ہیں ان میں سے وضاحت علماء معنوں کی مناسبت سے یہاں درج کی جاتی ہے۔

ان آپ بیتیوں کی مجموعی اشاعت کے مقصود یہ دکھانا ہے کہ علامہ مودودی کی تحریک حکومت الہیہ اور تحریک اقامت دین کی حقیقت جس کے تعلق مودود کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ تحریک اتنی خطوط پر قائم کی گئی ہے جن خطوط پر ابتدائی دور نبوت میں اسلام کی تحریک چلائی گئی تھی۔

ناظرین کھلی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ اس اہلی دعوت اسلام اور اس نقلی تحریک اسلام میں کتنا واضح فرق یہ موجود ہے کہ دور نبوت کے آغاز میں جو شخص بھی حلقہ اسلام میں داخل ہوا وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے اسلام ہی کا ہو کر رہ گیا۔ چنانچہ شاہ حیدر نے جب حضرات مہاجرین سے کچھ سوالات تحقیق حال کیے تھے تو ان میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ کیا جو شخص اس نئے دین میں داخل ہو جاتا ہے پھر وہ اس سے برگشتہ بھی ہوتا ہے جواب میں کہا گیا کہ نہیں، ایسا نہیں ہوتا۔

اسلام کے دواول کی اس تصویر کے بالکل برخلاف آپ دیکھیں گے کہ علامہ کی تحریک اسلام میں جتنے بھی سابقین اولین تھے تقریباً سب ہی برگشتہ و منحرف ہو گئے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ بات بھی غور و بہن چاہیے جو کسی زمانہ میں علامہ نے اپنے معترضین کی زبان بندی کے لیے قرآنی حقی کہ میری بات اگر صحیح نہ ہوتی تو فلاں فلاں صاحبان (حضرت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب وغیرہ) میرے ساتھ کیوں ہوتے؟ مگر اس بہت دھرمی کا علاج کس کے پاس ہے کہ وہ سب حضرات جو علامہ کے برحق ہونے کا ثبوت تھے وہ سب ہی علامہ کو گمراہ سمجھ کر علیحدہ ہو گئے۔ لیکن خود علامہ اور ان کے معتقدین کو اب بھی اپنے برحق ہونے پر اصرار ہے۔ یہ بہت دھرمی نہیں تو اور کیا؟ مودودیت بے نقاب (اشد جل شانہ) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع نصیب فرمائے۔

(امید ہے)

تصانیف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم

اُردو تصانیف

سورت کی یاد	فضائل نبوی شرح شمال ترمذی
قرآن عظیم اور چربہ تعلیم	حکایات صحابہ رض
تقریر سیماری شریف	فضائل ذکر
تاریخ مشائخ پشت	فضائل نماز
اکابر کارمضان	فضائل قرآن مجید
خوان خلیل	فضائل رمضان
اکابر کاسلوک احسان	فضائل تبلیغ
مکتوبات شیخ	فضائل دود شریف
آپ بیتی	فضائل صدقات کامل ۲ جلد
نقشہ موعودیت	تجلینی جماعت پرچہ عمومی اعتراض اور ان کے
	منفصل جوابات

حجۃ الوداع !

الاعتدال فی مراتب الرجال یعنی اسلامی سیاست شریعت و طریقت کا لازم (جدید تصنیف)

عربی تصانیف

الکوکب الذری شرح ترمذی	امافی الاخبار شرح معانی الآثار
حجۃ الوداع و حیرت عمرات النبی صلی اللہ علیہ وسلم	وامع الدراری علی جامع البخاری
الاجواب و التواجم للبخاری	اوجز المسائل شرح مرطاه امام مالک

سید الیاء المجهود فی شرح ابی داؤد

ملفوظ کے بقیہ اکتے خانہ رحیمی مظاہر العلوم سہارنپور (امڈیا)

کتاب تصوف و سلوک

ایضاح العلوم	ایضاح علوم دینی امام غزالیؒ کی تصوف کی کتاب میں چند اصول و مسائل پر روشنی ملے گی۔	بنت
مذاق العارفین	سلوک اور سلسلے طیف کی تصوف اور کتاب ترجمہ، مولانا محمد امجد علیؒ، چار جلدوں پر مشتمل	
کیمیائے سعادت	ہر تصوف کی کتاب جس پر تصوف کا پورا پورا علم ہے پانچ کتاب	
اکسیر ہدایت	کتابت فی السمتانی و مہجہ دینیہ	
مجموعہ رسائل امام غزالیؒ	ان کے بارے میں تصوف، مشرقی کام ہندوستان پر امام غزالیؒ کی ۱۱۱۱	
مکاشفۃ القلوب	تصوف کی مشہور کتاب	
بیاض یعقوب	مولا کی کتابیں یا مولا کی تصوف و سلوک کے مسائل کے کتابیات	
تربیت السالک	تصوف کا پورا پورا علم ہے، ہر تصوف کی کتاب	
حجۃ اللہ الی اللہ	تصوف کا پورا پورا علم ہے، ہر تصوف کی کتاب	
مجالس الامراء	تصوف کا پورا پورا علم ہے، ہر تصوف کی کتاب	
مجالس حکیم الامت	تصوف کا پورا پورا علم ہے، ہر تصوف کی کتاب	
کلیات ادبیہ	تصوف کا پورا پورا علم ہے، ہر تصوف کی کتاب	
شرعیہ و فطرت کا لازم	تصوف کا پورا پورا علم ہے، ہر تصوف کی کتاب	
نور الصدور فی شرح القیام	تصوف کا پورا پورا علم ہے، ہر تصوف کی کتاب	
تعلیم الدین	تصوف کا پورا پورا علم ہے، ہر تصوف کی کتاب	
فیوض میسرہ	تصوف کا پورا پورا علم ہے، ہر تصوف کی کتاب	
تفتیح الطالبین	تصوف کا پورا پورا علم ہے، ہر تصوف کی کتاب	
دارالاشاعت	تصوف کا پورا پورا علم ہے، ہر تصوف کی کتاب	